ہماری ویب ڈیجیٹل بک

چوہدری ذوالقرنین ہندل

CHAUDHRY ZULQARNAIN HUNDAL

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

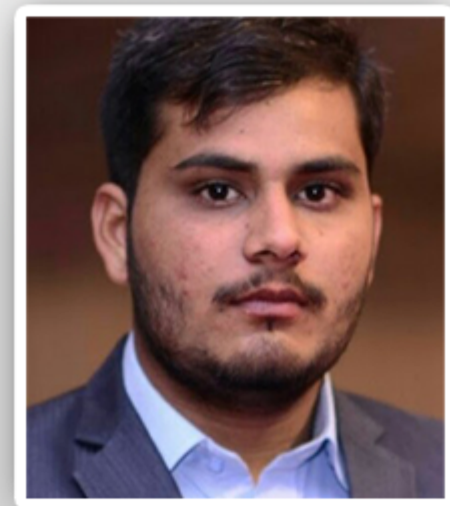

HAMARI WEB .com

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Chaudhry Zulqarnain Hundal"
at Hamariweb.com

کسان امتحان میں۔۔۔۔۔۔

ایک دفعہ جنرل ایوب بھارت کے دورے پر گے۔ وھاں انھوں نے دل کی تاروں کو چھو لینے والا نغمہ سنا۔ ان کو یہ نغمہ اتنا پسند آیا کہ اس نغمہ نگار شاعر سے ملنے کا ارادہ ظاھر کر دیا۔ صدر ایوب کو یہ بتا کر حیران کر دیا گیا۔ کہ وہ شاعر ایک پاکستانی ہے۔ پاکستان آ کر انھوں نے پھر اسی خواھش کا اظہار کیا تو صدر صاحب حکم کی تعمیل کیلیے ماتحتوں کو لالے پڑ گے۔ کیونکہ وہ شاعر داتا دربار کے باھر ایک کمبل میں لپٹا چرس کے نشے میں دھت زمانے کی ستم ظریفی کا شکرادا کر رھا تھا۔ لاکھ منتوں سماجتوں کے باوجود شاعر نے صدر کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ آخر کار جب اصرار حد سے بڑھا تو ساتھ ھی پڑھی سگریٹ کی خالی ڈبیا اٹھائ۔ اس میں سے ایلومینیم کی فویل جس کو کلی بھی کھتے ھیں نکالی، دکاندار سے قلم مانگا اور دو لافانی سطریں تحریر کر کے اس پولیس اھلکار کے حوالے کر دیں۔ جو ان کو صدر صاحب کے پاس لے جانے آیا تھا۔ وہ سطریں کچھ یوں تھیں۔

جس دور میں لٹ جائے غریبوں کی کمائ
اس دور کے سلطاں سے کچھ بھول ھوئ ھے۔؛

یہ تھے جناب ساغر صدیقی۔یہ سطریں پڑھ کر مجھے آج کے حالات ذھن نشیں ھوتے
ھیں۔آج کے حالات کے مطابق غریب پھلے سے زیادہ غریب اور امیر پھلے سے زیادہ
امیر ھوتا جا رھا ھے۔چونکہ میرا آج کا عنوان (کسان امتحان میں) ھے۔ای اپنے کسان
بھائیوں کی بات کروں گا۔ھمارے کسان بھائی جو کہ سب خوراک اور اشیاء فراھم
کرتے ھیں۔وہ خود اپنے گھر کے اخراجات بھی پورے نھیں کر سکتے۔بعض اوقات تو
فصل پر لگائے ھوے اخراجات بھی پورے نھیں ھوتے۔کسان جو ھمیں
دودھ'گندم'چاول'سبزیاں اور دوسری اشیاء فراھم کرتے ھیں۔وھی کسان ھر چڑھتے
سورج کے ساتھ اپنی ماں جیسی زمین کو بیچ کر اپنے بچوں کے تعلیمی اخراجات پورے کر
رھے ھیں۔ایک چھوٹا کسان تو اپنی اولاد کو اچھی تعلیم متوازن غزا اور دوسری
ضروریات زندگی بھی مھیا نھی کر سکتا۔اور جو کسان ان میں سے ایک بھی چیز مھیا کر
رھا ھے اس کا بال'بال قرض میں ڈوبا ھوا ھے۔کیڑے'جڑی اور بوٹی مار ادویات یوریا
ڈی اے پی وغیرہ اور اسکولوں کالجوں کی فیسیں اور دوسرے روز مرہ کے اخراجات دن
بدن بڑھتے جا رھے ھیں۔اور کسانوں کی بوئ ھوئ فصلوں کے ریٹ دن بدن کم ھوتے
جا رھے ھیں۔کچھ کسانوں کی فصلیں تو دو'تین سال سے سیلاب کی آڑ میں ھیں۔یہ
کسان بیچارے جگہ جگہ سے قرض اٹھا چکے ھیں۔اور جو ابھی چاول کی فصلیں کا اس کا
ریٹ سن کر تو یہ لگتا ھے کہ کسانوں کا نام ونشاں اس دنیا سے مٹ جائے گا۔اور کسان
فصل کاشت کرنا ھی چھوڑ دیں گے۔بات یہ ھے کہ اب کسان ان حالات میں کھا
جائیں۔اور ڈیلرز حضرات جنھوں نے چاول میں

ملاوٹ کر کہ پاکستان کا نام دنیا میں خراب کیا۔ جن کی وجہ سے پاکستانی چاول دنیا بھر میں ریجیکٹ ھو رھا ھے۔ کسان بیچاروں نے ڈیلرز سے قرض لیے ھوتے ھیں۔ جسکی بدولت کسان اپنی فصل ڈیلرز کو دیتے ھیں۔ جو صرف قرض کے روپے ھی پورے کرتی ھے۔ کسان اس وقت بہت بڑے امتحان میں ھیں۔ نہ تو وہ فصل کو روک سکتے ھیں۔ اگر کسان اپنی فصل اور دوسری اشیاء کو روک دیں اور کسی کو بھی فصل سپلائی نہ کریں تو ملک میں توازن قائم نھیں رھے گا۔

اور حکومت پاکستاں نے جو فوری امداد کا اعلان وہ کسانوں کو بیکاری بنانے کے مترادف ھے۔ پانچ ھزار سے تو کچھ نھیں بنے گا۔ یہ فوری امداد کم از کم بیں ھزار پر ایکڑ ھونی چاھیے تھی۔ بھتر یہ تھا کہ براہ راست فصل کا ریٹ بڑھایا جائے۔ اور حکومت خود فصل کی خریداری کرے۔ اور کسانوں کو ان کی فصل کے مناسب دام دے اور بر وقت ادائیگی ھو۔ جس سے کسانوں کو فوری فائدہ ھوگا۔ اب حکومت پاکستان کے ھا میں ھے کہ ووہ کسانوں کو کیسے ڈیل کرتی ھے۔ اور اگر کسان اسی طرح مجبور رھا تو اس کے اثرات اگلے جنرل الیکشن اور موجودہ بلدیاتی الیکشن میں سامنے آئیں گے۔ جو کہ موجودہ حکومت کے لیے ایک بڑا دھچکا ھوگا۔ اور کسان بھائیوں کو چاھیے کہ وہ بھی کاشتکاری کے ساتھ کچھ دیگر کام بھی کریں تاکہ موجودہ حالات کا مقابلہ کر سکیں۔

میری حکومت پاکستان سے درواست ھے کہ وہ فوری کسانوں کا کوئی حل نکالیں۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ھو۔

محرم الحرام کی فضیلت اور آج کے مسلمان

محرم اسلامی کلینڈر کے مطابق پہلا مہینہ ہے۔یکم محرم کو نئے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔اس مہینے کی بھی بہت زیادہ فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔یوں تو سارا مہینہ ہی عظمتوں والا ہے مگر دس محرم جسے یوم عاشورہ بھی کہتے ہیں اس کی کچھ زیادہ ہی فضیلت بیان کی گئی ہے۔یوم عاشورہ کا مطلب ہے (دسواں دن)۔آپ صل اللہ علیہ وسلم خود بھی اس دن روزے کا اہتمام فرماتے۔اور اس دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت بیان کی۔ دس محرم کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔

اس دن اللہ تعالی نے آسمانوں زمینوں سمندروں اور پہاڑوں کو پیدا کیا۔حضرت آدم علیہ اسلام اسی دن پیدا ہوئے اور انکی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی۔حضرت ابراہیم علیہ اسلام اور حضرت عیسی علیہ اسلام کی پیدائش بھی اسی دن ہوئی۔اور حضرت موسی علیہ اسلام کی قوم کو فرعون سے نجات بھی اسی دن ملی۔حضرت داؤد علیہ اسلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی۔حضرت ایوب کی تکلیف دور ہوئی۔اسی دن آسمان سے پہلی بارش برسی۔لوح و قلم بھی اسی دن وجود میں آئے اور عاشورہ کے دن ہی قیامت برپا ہوگی۔

آپ صل علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس دن اپنا دستر خواں وسیع کرتا ہے اللہ

تعالی پورا سال اسکے رزق میں کشادگی فرماتے ہیں۔

نواسہ رسول صلی علیہ وسلم کو اسی دن شہادت کے رتبے سے سرفراز فرمایا۔ بے شک اللہ نے یہ دن حضرت امام حسین علیہ اسلام کی شہادت کے لئے مختص کیا۔ حضرت امام حسین علیہ اسلام نے اسلام کی خاطر خود کو قربان کر دیا۔ اور اسلام کو زندہ رکھا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے۔"

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"

قربانی کا سلسلہ تو شروع سے ہی چلتا آیا ہے۔ کبھی حضرت ابراہیم علیہ اسلام سے انکے بیٹے کی قربانی اور کبھی حضرت حسین علیہ اسلام کی قربانی اسلام دین کو بہت سی قربانیوں نے سینچا ہے۔ حضرت امام حسین اور انکے خاندان پر بے جا جبر اور ناانصافیاں کی گئیں۔ مگر انہوں نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور اسلام کی رسی کو مضبوتی سے تھامے رکھا۔

آج دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ کوئی بھی مظلوم مسلمانوں کی خاطر آواز اٹھانے والا نہیں۔ ہر کوئی دو دن کے احتجاج کے بعد صحیح اور غلط بھول کر اپنے کاموں مصروف ہو جاتا ہے۔ اپنے مظلوم بھائیوں کا

کوئی خیر خواہ نہیں۔

اخوت اسکو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں "

تو ہندوستاں کا ہر پیرو جواں بے تاب ہو جائے۔ "

ہم سب اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ہمارے اندر اخوت نام کی کوئی چیز نہیں رہی۔ہے کوئی مائی کا لال ؟جو اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے لئے ڈٹ جائے اور غلط کو غلط تسلیم کرے۔

جب بھی کبھی ضمیر کا سودا ہو۔ "

ڈٹ جاؤ حسین کے انکار کی طرح۔

آج بھی اس دور میں بھی بڑے بڑےیزید ہیں۔جبتک ہمیں حضرت حسین علیہ اسلام کی طرح مقابلہ کرنا ہوگا تبھی اسلام سرخرو ہوگا۔حضرت امام حسین نے ہمیں صبر امن اور سچائی کا پیغام دیا۔ محرم رمضان ایسے مہینے کچھ خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ہمیں انکی اہمیت کو سمجھنا چاہئے۔اور ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے کہ ہماری سمت درست ہے یا غلط۔۔ہم سب کو اللہ کے حضور محرم کے بابرکت مہینے میں حاضر ہوکے معافی مانگنی چاہیے۔اور باقی ماندہ زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عہد کرنا چاہئیے۔حضرت امام حسین علیہ اسلام کو یاد رکھ کے راہ حق کے لئے قربانی سے دریغ نہ کریں۔

اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

زلزلہ ۲۰۱۵ اور مسلم امہ

۲۶ اکتوبر ۲۰۱۵ دن ۲ بجکر ۹ منٹ پر آنے والے زلزلے سے پاکستان سمیت آزاد کشمیر مقبوضہ کشمیر اور افغانستان سمیت ہمسایہ ممالک کی درو دیوار ہل گئی۔ وہیں لوگوں کے دلوں میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ اور لوگوں کی زبانوں پر زکر الہی اور تکبیر کے نعرے بلند ہونے لگے۔ ہر بشر کو اپنی جان عزیز ہے۔ اور موت کا خوف بھی سب کو ہوتا ہے۔ اسکی وجہ ماضی کے زلزلے بھی ہیں۔

۲۰۰۵ میں آنے والا زلزلہ رمضان المبارک میں تھا جسمیں بالاکوٹ مظفر آباد سمیت کئی شہر زمین بوس ہو گئے۔ آج بھی چند جانی ہلاکتوں کی تصدیق ہو گئی ہے۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ مزید ہلاکتوں اور زخمیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور جگہ جگہ سے اطلاعات ملنا شروع ہو گئی ہیں۔ اللہ سب کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے۔ ہمیں ہمارے رب نے آج نئی زندگی بخشی تا کہ ہم اپنے اعمال درست کر کے سیدھا راستہ اختیار کریں۔

"اعمال سے خالی دنیا کو آفات کی دیمک کھائے گی۔

"ہم روز نمازیں چھوڑیں گے تو روز قیامت آئے گی۔

ہم لوگ جتنا زلزلے کے ڈر سے بھاگ کر گھروں سے باہر کی طرف نکلتے ہیں۔اتنا ہی خوف آخرت سے اور اپنے رب کی پکڑ سے ڈر کر کاش ہم اذان کی آواز سن کر مسجدوں کی طرف نماز کی ادائیگی کے لئے بھاگتے تو آج یہ زلزلے نہ آتے اور ہماری آخرت بھی سنور جاتی۔

مصروف تھے سب اپنی زندگی کی الجھنوں میں "

زرا سی زمیں کیا ہلی سب کو خدا یاد آگیا۔۔۔۔۔۔۔"

ہم ایسی قوم ہیں جس قوم کو جتنی دیر جھنجھوڑا نہ جائے اتنی دیر اسے اپنی اصلیت سمجھ نہیں آتی۔ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم لوگوں نے کبھی ڈر کے علاوہ اپنے رب کا حکم فرض سمجھ کر پورا کیا ہو۔آج جب زمین ہلی تو سب کو رب یاد آگیا۔اور زکر الٰہی کی طرف گامزن ہو گئے اور ویراں مسجدیں آباد ہو گئیں۔

زلزلے کیوں آتے ہیں؟

حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا،زلزلے کیوں آتے ہیں؟

ارشاد فرمایا کہ۔

جب عورتیں غیر مردوں کے لیے خوشبو استعمال کریں جب عورتیں غیر محرموں کے سامنے آنے میں جھجھک محسوس نہ کریں۔جب شراب اور موسیقی عام ہو جائے تو زلزلہ کی توقع رکھنا۔

آج زلزلے نے پہاڑ اور صحرا ہلا کر رکھ دیے۔ ملک بھر میں ۱۲۴ افراد ہلاک ایک ہزار زخمی اور ابھی تفصیلات جاری ہیں۔

ہم سب کو اپنے گریبانوں میں جھانک کر خود کو پہچانا چاہیے اور بغیر موقع ضائع کیے اللہ سے اپنے برے اعمالوں کی معافی مانگنی چاہئے۔اور ہم سب کو کچھ پتا نہیں موت کب واقع ہو جائے اسی لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے اعمال درست کریں تا کہ موت کے بعد اللہ کے حضور حاضری دے سکیں۔

جو بھی میرے بہن بھائی آج زلزلہ کی زد میں زخمی ہوئے ہیں یا نقصانات اٹھائے ہیں۔اللہ انکو جلد تندرستی عطا فرمائے اور انکی مدد کرے۔

اور ہمارے بہن بھائی آج زلزلے کی زد میں آ کر شہید ہوئے ہیں اللہ انہیں جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے اور انکے عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔اور ہم سب کو چاہئے کہ زلزلہ سے متاثرہ لوگوں کی ہر ممکن کوشش کریں اور امداد میں پاک فوج اور حکومت کے کاشانہ بشانہ ساتھ دیں۔

اللہ ہمارا حامی ناصر ہو۔

(بلدیاتی انتخابات (لوکل گورنمنٹ سسٹم

پاکستان میں شروع سے ہی جمہوری عمل سست اور نامکمل رہا ہے۔ جمہوری عمل سے غریب طبقوں تک کبھی ثمرات نہیں پہنچے۔ جمہوری عمل اور شہریوں کی آزادی کے حصول کے لئے جدوجہد خاصی مشکل ہے۔ جمہوری عمل کے حصول کے لئے صحافیوں، دانشوروں، شاعروں، ادیبوں اور سیاسی کارکنوں نے بہت زیادہ تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ پاکستان کی بقا جمہوریت پر ہی منحصر ہے۔ 65 سالہ پاکستانی تاریخ میں جمہوریت میں کئی اتار چڑھاؤ آتے رہے۔ ماضی میں اگر جمہوری عمل نے درست سمت میں چلنا شروع کیا تو اس کے خلاف سازشیں کی گئیں اور جمہوری عمل کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اور ان منفی کوششوں میں ہمارے وطن کے بڑے بڑے خاندان اور جاگیردار سرفہرست ہیں۔ انصاف اور مساوات سے جمہوریت کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں جس کا بدقسمتی سے ہمارے ملک میں بہت زیادہ فقدان ہے۔ اب میں لوکل گورنمنٹ سسٹم کی طرف آتا ہوں جس کا آغاز 1956 میں ہوا اور اس سسٹم سے دیہاتوں کو فائدہ بھی پہنچا مگر کچھ لوگ اس سسٹم کے حامی نہ تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار میں آتے ہی اس سسٹم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کے بعد بھی اس سسٹم کو چلانے کی بہت کوشش کی گئی مگر بدقسمتی سے یہ سسٹم کامیاب نہ ہو سکا پھر 2001 اور 2005 میں اس سسٹم کو باقاعدہ چلنے کا موقع ملا اور اسے عوامی سطح پر

سراہا بھی گیا مگر اس کے بعد اس نظام کو لپیٹ میں لے لیا گیا اور اس سسٹم کے خاتمے کی کوششیں کی گئی۔اور اب پھر چند لوگوں کی محنت اور کوشش کی وجہ سے عدالتوں نے صوبائی حکومتوں کو بلدیاتی انتخابات کروانے کا حکم دیا۔ہماری صوبائی حکومتوں کی کوشش تھی کہ بلدیاتی انتخابات نہ کروائے جائیں اور چھوٹے سے چھوٹے فنڈز بھی انہی کے اختیارات میں رہیں کوئی بھی اختیار نچلی سطح تک نہ پہنچیں مگر اب کے بار لوگوں میں بیداری آگئی ہے اور اب لوگ پہلے سے زیادہ پڑھے لکھے اور حاضر دماغ ہیں عوام لوگوں کی وجہ سے Active ہو گئی ہے۔انہی کچھ Active اب حکومت کی نسبت زیادہ بلدیاتی انتخابات عمل میں آئے پہلے تو یہ سوچا جا رہا تھا کہ شاید یہ انتخابات ملتوی ہو جائیں چونکہ پنجاب اور سندھ کے پہلے مرحلے کی پولنگ ہو چکی ہے اور غیر حتمی نتائج بھی سامنے آ چکے ہیں اس لئے اب باقی دو مرحلوں کی بھی پولنگ نومبر اور دسمبر میں ہو گی لوکل سسٹم کا مطلب ہے نچلی سطح پر عوام کے منتخب نمائندے جو کہ عوام کی نچلی سطح پر خدمت کر سکیں مگر ہمارے ہاں بلدیاتی انتخابات پر بھی سیاسی پارٹیوں کی اجارہ داری ہے۔اور جس کی جدھر حکومت اس کی ادھر جیت دیکھنے میں آیا کہ پنجاب کے پہلے 12 اضلاع میں مسلم لیگ ن نے نمایاں برتری حاصل کی اور دوسری تعداد آزاد امیدواروں اور بلوچستان میں بھی PTI اسی طرح خیبر پختون خواہ میں PPP کی ہے سندھ میں حکومتی اتحاد ہی کامیاب ہوا شاید لوگ اس ڈر سے ووٹ حکومتی پارٹی کو کاسٹ کرتے ہیں کہ حکومت دوسرے امیدواروں کو فنڈنگ نہیں

کرئے گی ۔اور صرف اپنی ہی پارٹی کے امید واروں کو فنڈنگ کرئے گی اور دوسرا نمبر آزاد امید واروں کا اسی لئے ہے کہ آزاد امید وار کسی عہدے یا روپے کے عوض حکومتی جماعت میں شامل ہوجائیں گے ہونا یہ چاہئے کہ سیاسی پارٹیوں کی اجارہ داری لوکل گورنمنٹ میں ختم کی جائے اور Neutral عوامی نمائندے سامنے آنے چاہیں اور لوکل گورنمنٹ کے سارے اختیارات انہیں صحیح طریقے سے سونپے جائیں تاکہ نچلی سطح پر بھی کوئی کام عوام کی فلاح کے لئے ہوسکے مگر ہمارا نظام الٹ ہے بلدیاتی انتخابات تو کروائے لوکل سسٹم بنادیے گئے اب دیکھنا یہ ہوگا کہ لوکل گورنمنٹ کے پاس کیا اختیارات ہیں ۔کیا صوبائی حکومتیں لوکل گورنمنٹ کو انکے اختیارات پر کام کرنے دیں گی ؟ Active اگر لوکل گورنمنٹ سسٹم کو مفلوج کیا گیا تو پھر وہی لوگ باہر نکلیں گے اور لوگوں کے اختیارات کی خاطر لڑیں گے صوبائی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ لوکل گورنمنٹ کو فعال بنائے نہیں تو لوگ انکو فعال بنانے کی خاطر بھی باہر نکلیں گے اور عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائیں گے ۔میری حکومتوں سے گزارش ہے کہ انھوں نے اپنے اپنے صوبوں میں اپنے نمائندے تو منتخب کروالئے ہیں مگر برئے مہربانی انہیں اب انکے اختیارات بھی سونپیں اور انکے عہدے صرف اعزازی نہ رہیں انکو فعال بنایا جائے اور لوکل سسٹم میں اپنے مفاد کو ختم کرکے عوام کی خاطر کام کیا جائے تاکہ دیہاتوں اور پسماندہ علاقوں کو بھی ترقی یافتہ علاقوں کے برابر آنے کا موقع مل سکے بلدیاتی انتخابات سے ہمیں بہت سارے نئے

چہرے ملتے ہیں ہمارے بہت سارے موجودہ لیڈر بھی بلدیاتی انتخابات کی پیداوار ہیں۔

مل جل کر ارضِ پاک کو رشک چمن کریں
کچھ کام آپ کیجئے کچھ کام ہم کریں۔

اقبال ڈے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

میں بہت بڑا رائیٹر تو نہیں مگر علامہ محمد اقبال کی حیات کے بارے میں کچھ سرسری سا لکھ رہا ہوں ۔ مفکر اسلام ، شاعر مشرق، حکیم الامت ، مصور پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال 9 نومبر 1877 ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور 9 نومبر کو اقبال ڈے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ آپ کا آبائی وطن کشمیر تھا آپ کے آباؤاجداد کشمیری پنڈتوں ''سپرو'' گوتھ سے تعلق رکھتے تھے۔ علامہ محمد اقبال کے والد ماجد نیک سیرت پاک باز اور صوفی منش انسان تھے۔ اس خاندان کو اسلامی تعلیمات اور تصوف سے گہرا لگاؤ تھا۔ علامہ محمد اقبال کا تعلیم سے گہرا لگاؤ تھا ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی اور بی ۔اے کا امتحان لاہور سے پاس کیا۔ فلسفہ میں ایم ۔اے کیا جہاں آپ کو پروفیسر ٹامس آرنلڈ جیسے استاد ملے۔ جنہوں نے آپ کی صلاحیتوں کو بھانپ لیا اور آپ پر خصوصی توجہ دینا شروع کی۔ آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں اسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر فائز رہے۔ مگر آپ میں آگے بڑھنے اور کچھ کر دکھانے کا ولولہ تھا۔ آپ 1905 ء میں انگلستان چلے گئے ۔ کیمبرج یونی

ورسٹی سے فلسفہ اخلاق میں ڈگری حاصل کی۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ میونخ یونی ورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کی اعلیٰ ڈگری لے کر تعلیم کو اوج کمال تک پہنچا دیا۔یورپ سے قانون کا مطالعہ کیا اور بیرسٹری کی ڈگری بھی حاصل کی اسکے علاوہ لندن سکول آف پولیٹیکل سائنسز سے بھی یہی سند حاصل کی اور 1908 ء میں کامیاب وکامران ہو کر ہندوستان واپس لوٹے۔آپ نے واپس آ کر دوبارہ اپنی پروفیسری سے طالبعلموں کو فیضیاب کیا اور پھر آپ نے وکالت شروع کر دی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد آپ نے شاعری سے بہت زیادہ شہرت حاصل کر لی اور آپ کی شاعری پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔آپ مسلمانوں کی بیداری اور اخوت کے لئے شاعری کرتے۔ علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں۔

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو ہندوستاں کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

علامہ محمد اقبال وہ مرد درویش تھے جن کے اشعار مشرق و مغرب دونوں میں انقلابات کی تمہید ثابت ہوئے۔ انقلاب ایران کا موقع ہو یا افغانستان میں سویت یونین کی شرمناک حرکات موجودہ جہاد کشمیر کی تحریک ہو یا عالم اسلام میں پیدا بیداری کی لہران سب میں کلام اقبال کا کلیدی کردار رہا ہے۔ اور امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے ہمیشہ رہے گا۔انہوں نے اپنے اشعار وافکار سے امت مسلمہ کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ علامہ محمد اقبال 1930 ء کے بعد بیمار رہنا شروع ہو گئے اور 21 اپریل 1938 ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

: اقبال مسلمانوں کی یکجہتی پر کچھی یوں فرماتے ہیں

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاک کاشغر

:اقبال ظالمانہ نظام حکومت کے خلاف کچھ یوں فرماتے ہیں

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے درو دیوار گرادو

علامہ محمد اقبال کے قریبی خادم بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک ملتان کے صوفی علامہ محمد اقبال سے ملنے آئے۔علامہ محمد اقبال سے ملنے کے بعد انہوں نے کہا کہ آج خواب میں مجھے حضرت محمد ﷺ نے پوچھا کہ آج عشاء کی جماعت میں اقبال نہیں آیا۔ واقعی اس دن علامہ محمد اقبال نے عشاء کی نماز چھوڑی تھی۔اس واقعہ کے بعد علامہ محمد اقبال نے خوشی سے سارا دن ڈھول بجایا اور اس کی تاپ پر ناچتے رہے کہ میرا نام بھی حضور ﷺ کی لسٹ میں موجود ہے۔

اقبال ایک سچے عاشق رسول بھی تھے۔عشق رسول ﷺ میں کہا گیا شعر

کی محمد ﷺ سے وفا تونے کہ ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

علامہ محمد اقبال کی شخصیت کے ہر پہلو کو یہاں بیان کرنا ناممکن ہے اور

مجھ جیسے کم علم کے لئے بہت مشکل ہے۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ یوم اقبال کے موقع پر اہل وطن عزیز اپنی قومی و ملی شاعر کے افکار کو سمجھیں اور اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں فیڈرل حکومت نے اقبال ڈے کی عام تعطیل ختم کرکے سارے اداروں کو اپنے کام جاری رکھنے کا حکم دیا کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اچھا اقدام ہے مگر مجھے اس اعلان کو سنتے ہوئے مایوسی ہوئی۔آیا ہمارے قومی ہیرو علامہ محمد اقبال جو مسلمان کی بیداری کی نظمیں اور اشعار لکھتے جنھوں نے مسلمانوں اور پاکستانیوں کی رہنمائی اپنی شاعری کے ذریعے کی۔کیا ہمارے پاس اتنا بھی وقت نہیں کہ ہم ان کی ولادت کے دن انہیں یاد کرسکیں؟ ان کے فلسفے کو دہراسکیں۔ ان کی شاعری پر نظر دوڑائیں ہمارے بہت سارے نوجوان ایسے ہیں جنہیں اقبال کی حیات حتی کہ اقبال کی ولادت کے دن کا بھی صحیح علم نہیں۔یہی ایک عام تعطیل ہی ذریعہ تھا کہ جس کے ذریعے ہم اپنی آنے والی نسل اور نوجوانوں کو اقبال کی پیدائش اور فلسفہ کی یاداشت ہر سال کرواتے رہیں۔ مگر حکومت اس عام تعطیل کو بھی ختم کردے تو ہمارے نوجوان اقبال اور اس کے فلسفہ سے ناشناس ہو جائیں گے۔میں عمران خان اور خیبر پختونخواہ حکومت کے عام تعطیل کے فیصلہ کو سراہتا ہوں۔فیڈرل گورنمنٹ کا یہ فیصلہ خوش آئن نہیں۔ اس بار تو جو بھی ہوا سو ہوا.برائے مہربانی آئندہ سالوں میں ان چیزوں کو مد نظر رکھیں اور اپنے قومی ہیرو کو یاد رکھیں۔ یہ وہی اقبال ہیں

جنھوں نے اپنے مشہور خطبہ الہ آباد میں دو قومی نظریہ پیش کیا اور ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو علیحدہ قومیں قرار دیا۔ ایسے ہیرو تا حیات لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتے ہیں۔ مگر اقبال ڈے کی چھٹی ختم کرنیکا فیصلہ اچھا نہیں۔ ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ اپنے ہیرو کو یاد رکھیں اور ان کے فلسفہ کو دہرائیں اور استفادہ حاصل کریں۔ میں علامہ محمد اقبال کے شعر پر ہی اختتام کرتا ہوں :

انداز بیاں اگرچہ کچھ شوخ نہیں ہے

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

دہشگردی

دہشتگردی ایک جانا پہچانا سا لفظ ہے۔ موجودہ دور میں دہشتگردی سے نا آشنا کوئی بھی نہیں۔ بچوں سے لے کر بڑوں بزرگوں سب کو دہشتگردی لفظ سے اچھی خاصی واقفیت ہے۔ مگر جن کے اپنے عزیز و اقارب دہشتگردی کا شکار بنتے ہیں۔ان سے بہتر کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ دہشگردی کیا ہے۔ کیوں کہ انہوں نے اپنے جان سے زیادہ پیاروں کو اس دہشگردی کی بھینٹ چڑھتے دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ دہشگردی کس وحشت و ظلم کا نام ہے جیساکے سب جانتے ہیں کہ دہشگردی دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے ۔ کوئی بھی طبقہ , گروہ وطن وغیرہ اسکی تباہ کاریوں اور نقصانات سے محفوظ نہیں۔ پاکستان .افغانستان. ہندوستان. عرق. شام. فلسطین.اور بہت سارے علاقوں اور ریاستوں میں دہشتگردی کے متعدد واقعات ماضی میں سامنے آ چکے ہیں اور موجودہ حالات بھی آپ بہتر جانتے ہیں۔ کہیں دہشتگرد طالبان کے روپ میں ہیں کہیں داعش کہیں اسرائیلیوں اور انکے حامیوں کے روپ میں اور کہیں شیو سینا کے روپ میں اسی طرح اور بھی متعدد جگہوں پر مختلف قسم کی دہشتگرد تنظیموں نے اپنی دہشت پھیلا رکھی ہے ۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ مسلمانوں پر دہشتگرد تنظیموں نے زیادہ

دہشتگردی کے واقعات کر رکھے ہیں مسلمانوں نے دوسری قوموں کی نسبت زیادہ اپنے پیاروں کو دہشتگردی کے واقعات میں کھو دیا ہے۔ مگر دنیا میں جہاں بھی کوئی دہشتگردی کا واقعہ ہوتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے سر ڈال دیا جاتا ہے کوئی نہ کوئی ایسی تنظیم ذمہ داری قبول کر لیتی ہے۔ جو کہ اسلام کا نام لے کر پورے عالم اسلام کو بدنام کرنے کی کوششیں کرتی ہے۔ ہم سب مسلمانوں کے لیئے یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ ان تنظیموں کی پشت پناہی کون کر رہا ہے۔ ایسی قوتوں کو بے نقاب کرنا ہم سب اسلامی ریاستوں کی ذمہ داری ہے۔ اور سب اسلامی ریاستوں کو چاہیے کہ آپس میں ایک بڑا اتحاد بنا کر ایسی طاقتوں کو بے نقاب کریں۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ چند دن قبل فرانس کے دارالحکومت پیرس کے کنسرٹ ہال میں فائرنگ سے بہت سے ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے جس میں سے ۹۰ کی حالت تشویش ناک بتائی گئی ہے [نادم تحریر] جبکہ کچھ افراد کو دہشتگردوں نے یرغمال بھی بنا لیا ہے۔ داعش نے حملہ آوروں کو مبارکباد دی۔ رواں ماہ جنوری کے بعد فرانس کے شہر پیرس میں خود کش حملوں اور دھماکوں کا دوسرا بڑا واقعہ ہے۔ جسے فرانسیسی میڈیا نے طبل جنگ بجنے سے تعبیر کیا ہے۔ صدر فرانکوس ہولانڈے نے ملک میں ہنگامی حالت نافذ کرنے اور حدوں کی کڑی نگرانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرانسیسی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ تمام کے تمام آٹھ دہشتگرد مارے گئے ہیں۔ مگر خطرہ ہے کہ ان کے دوسرے حامی و ساتھی دوبارہ حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ فرانسیسی ٹیرر اداروں نے ماہرین کو ان وحشیانہ حملوں کے

بارے میں پہلے ہی آگاہ کر رکھا تھا۔ایجنسیز کئی ماہ سے الرٹ تھیں مگر ان کا اعتراف ہے کہ ان حملوں کو روکنا ناممکن تھا۔عالمی سطح پر اس سانحہ کی صدر اوباما سمیت دنیا کہ مختلف سر براہان اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے مزمت کی ہے۔اور تعزیت کا اظہار کیا ہے۔بتایا جا رہا ہے کہ پیرس کے سٹڈیم میں فرانس اور جرمنی کی فٹ بال کی ٹیموں کے مابین ایک دوستانہ میچ کھیلا جا رہا تھا۔اس سٹڈیم میں فرانس کے صدر اور اس کی کابینہ کے ارکان بھی موجود تھے۔ادھر سٹیڈیم کے باہر دھماکے ہوئے اور قریب ہی موجود بار وہاں پہلے دھماکہ کیا گیا پھر فائرنگ کر دی۔زیادہ ہالاکتیں ایک تھیٹر میں ہوئی۔ جہاں امریکی بینڈ نغمہ سرائی کر رہا تھا۔میڈیا کہ مطابق ایک حملہ آور نے چیخ پکار کر کہا تھا کہ یہ تمہارے صدر ہولاندے کہ عمل کے باعث ہوا تاہم فرانس میں یہ دوسرا بڑا واقعہ ہے۔ نہتے شہریوں کو مارنے کی اسلام نے کبھی اجازت نہیں دی یہ ایک بزدلانا فعل تھا ۔ میں اس کی مزمت کرتا ہوں۔ میرے کچھ ہم وطن بھائیوں نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فرانس والوں نے شام میں دولت اسلامیہ خلاف ہمایت کا اعلان کیا تھا اور وہ انکے خلاف جنگ میں بھی شریک ہیں جسکے باعث داعش نے یہ سب کام کیے ہیں۔فرانس کا شہر اور دار لحکومت پیرس ایک خوبصورت شہر ہے اور لوگ لاکھوں کی تعداد میں سیر و تفریح کے لئے یہاں کا رخ کرتے ہیں۔فرانس کے اسی خوبصورت شہر میں اب ایمرجنسی نافذ ہے۔اور لوگوں کے دلوں میں اس واقعہ کا خوف بھی بیٹھ گیا ہے۔تاہم فرانس کی

حکومت کو اگر اپنے خوبصورت شہر اور وطن کو بچانا ہے تو اپنے وطن سے ایسے لوگوں اور لکھاریوں کا خاتمہ کریں جو دوسروں کی زندگی اور مذہب کے بارے منفی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور فرانس حکومت کو دوسروں کے معاملات میں عمل دخل سے پرہیز کرنا ہوگا۔ دوسروں کے کام میں بے جا مداخلت بھی نقصان کا باعث ہے۔ میرے کچھ بھائیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ مسلمان آئے دن مختلف مقامات پر سینکڑوں کی تعداد میں شہید ہو رہے ہیں مگر عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں کو تب کچھ نظر نہیں آتا۔ ان کی یہ بات بھی درست ہے اس بارے میں میرا یہ کہنا ہے کہ ہم مسلمانوں میں اتحاد کی کمی ہے۔ اور ہمارے اندر اسلامی تعلیمات کا رجحان کم ہے ہمیں پہلے خود میں اتحاد قائم کرنا ہے پھر ہی یہ عالمی طاقتیں ہمیں ماننے پر مجبور ہوں گی۔ ہمارے مسلمان بھائی آئے دن دہشتگردی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں مگر تب پورا یورپ اور عالمی طاقتیں خاموش ہوتی ہیں۔ یورپ والوں کے اس رویے سے ایسا لگتا ہے کہ سارے اتحاد اور تنظیمیں صرف اپنے ہی مفادات کے لئے بنائی گئی ہیں۔ ہمارے وطن عزیز کی حالت بھی پہلے سے بہتر ہے آپریشن ضرب عضب سے پاکستان کا بہت سا علاقہ کلئیر ہوا ہے میں حکومت اور پاک آرمی کی کوششوں کو سراہتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آئیندہ بھی دہشتگردوں کے ساتھ ایسا ہی رویہ برقرار رکھا جائے گا۔ یہ ہمارا وطن عزیز ہے ادھر دہشتگردوں کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں۔ آئیں مل جل کر وطن عزیز وطن عزیز کو رشک چمن بنائیں۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

بلدیاتی انتخابات دوسرا مرحلہ مکمل مگر؟

جی قارئین بلدیاتی انتخابات سندھ اور پنجاب میں دو مرحلے مکمل ہو چکے ہیں اب تیسرے مرحلے کی باری ہے۔ میں سب سے پہلے تھوڑا سا بچوں کے عالمی دن کے بارے میں لکھ رہا ہوں۔ بچے کسی بھی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں۔آج کے دور کے بچے بہت جینئس اور ٹیکنالوجی سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ بچے بھی ملک کی ترقی میں پیش قدم ہیں۔کوئی تعلیم میں، کوئی سافٹ ویئرز میں ، کوئی کھیلوں میں وطن عزیز کا نام روشن کر رہا ہے۔ میری بچوں کیلئے یہی دعا ہے کہ " جگ جگ جیو جوانیاں مارو"

۔

اب میں اپنے اصل عنوان کی طرف ہوتا ہوں قارئین پنجاب اور سندھ میں بلدیاتی انتخابات کا دوسرا مرحلہ بھی مکمل ہو گیا اور پہلے مرحلے کی طرح پنجاب میں مسلم لیگ "ن" اور سندھ میں "پی پی پی" نے نمایاں برتری حاصل کی۔ پنجاب میں غیر حتمی نتائج کے مطابق مسلم لیگ "ن" نے 901 ،آزاد 721 اور تحریک انصاف نے295 نشستیں حاصل کیں۔ سندھ میں "پی پی پی" نے 837 ، متحدہ نے 180 اور آزاد امیدواران نے 114 نشستیں حاصل کیں۔ بدین میں ذوالفقار مرزا گروپ چھایا رہا ۔ قارئین بلدیاتی انتخابات کو دوسرا مرحلہ تو مکمل ہوا مگر میرا ووٹ تعلیم کی نظر ہو گیا۔ میرے عزیزو ہوا کچھ یوں کہ جس دن انتخابات

تھے اسی دن یونیورسٹی میں میرا مڈ ٹرم امتحان تھا کیونکہ پہلی بار مجھے ووٹ کا حق حاصل ہوا تھا میں ووٹ ڈالنے کے لئے بہت پر عزم تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ اپنی زندگی کا پہلا ووٹ لازمی کاسٹ کرونگا چاہے جسے بھی کاسٹ کروں اور پلان یہ تھا کہ امتحان دے کر ووٹ ڈالنے کے لئے لاہور سے اپنے گاؤں روانہ ہو جاؤں گا۔ مگر الیکشن سے ایک دن پہلے ہی کسی وجہ سے امتحان کا وقت تبدیل ہو گیا اور شام 3:00 بجے کا ٹائم کر دیا گیا۔ پہلے تو میں نے بہت سوچا کہ پہلا موقع ہی ضائع ہو گیا مگر آج میں سوچ رہا تھا کہ اللہ جو بھی کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔ تھوڑا اور ذہن گھمایا تو ذہن میں آیا کہ سب امیدواران مفاد پرست ہی تھے چاہے اپنے یا پرائے۔ یہ سوچ کر خوشی بھی محسوس ہوئی کہ ان مفاد پرستوں کو منتخب کروانے میں میرا ووٹ شامل نہیں ہوا۔ شاید اللہ نے مجھے ایسی غلطی سے بچا لیا اور ایک اچھے مقصد کی خاطر میں نے ووٹ ڈالنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی میری خوش قسمتی ہے۔

آیئے قارئین اب اپنے الیکشن کمیشن اور صوبائی حکومتوں کی بھی خبر لیں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے سندھ میں 76 اور پنجاب میں 9 یونین کونسلوں کے انتخابات ملتوی کرنے کا اعلان کیا اور ان یونین کونسلز میں تیسرے مرحلے کے بعد ہی پولنگ ہو گی۔ امیدواران جنہیں کمپین کے لئے پہلے ہی دو ماہ دیئے جا چکے تھے وہ اپنی بہت ساری رقم اور وقت الیکشن کے نام صرف کر چکے تھے مگر اب الیکشن

کمیشن آف پاکستان نے ان کا امتحان مزید بڑھا دیا ایسے منتخب نمائندے کرپشن اور دوسری بد عنوانیوں میں شامل نہ ہوں تو اور کیا کریں۔ کیا الیکشن کمیشن آف پاکستان نے اپنے غیر فعال ہونے کا ثبوت دیا ہے؟ آیا ہمارے ادارے اس قابل نہیں ہیں کہ معاملات کو سلجھا سکیں۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو ان کا وجود کیوں قائم ہے اور ان کی تنخواہیں کس کام کی؟ میں تو مرحلہ وار انتخابات کے خلاف بھی تھا پورے وطن میں ایک ہی دن نہ سہی مگر پورے صوبے میں تو ایک ہی دن انتخابات کا انعقاد ہو سکتا تھا۔ یہ چاہے صوبائی حکومتوں کی غلطی ہو یا الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ہے تو غلطی ہی ۔براہ کرم اسے تسلیم کریں اور میں ایک بات پھر افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ انتخابات میں بد انتظامیاں بدستور موجود ہیں اور الیکشن کمپین میں ایڈورٹائزمنٹ اور اشتہاروں پر خرچ امیدواران کے آپس میں طاقتی مظاہرے، اسلحے اور گاڑیوں کی نمائش بدستور موجود ہے ان کے خاتمہ کو کون یقینی بنائیگا؟ کیا کوئی نیوٹرل اور غریب آدمی بھی انتخابات میں حصہ لے سکے گا۔ یا پھر وہی پرانے لوگ ہی بار بار حکومت کا خزانہ لوٹتے رہیں گے۔ یہ اصل میں حکومت کا خزانہ نہیں ہم لوگوں کا خون چوستے ہیں۔ اللہ تعالٰی کی ذات سے ان کو کوئی ڈر نہیں۔ حلف تو اٹھا لیتے ہیں مگر اس کی پاسداری نہیں رکھتے ۔اسلحے کی نمائش پر تو قدرے قابو پایا گیا ہے مگر الیکشن کی ایڈورٹائزمنٹ پر کون قابو پائے گا؟

اور دیکھنے میں آیا ہے کہ چوڑاکو بھی بلدیاتی انتخابات کے امیدوار تھے اور کچھ تو الیکشن بھی جیت گئے۔ ایسے لوگوں کو سیاست سے دور رکھنا اور ان کے کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنا کس کا کام ہے؟ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو اپنا کردار ادا کرنا ہی ہوگا۔ برائے کرم الیکشن پر رقوم اور گاڑیوں کی جنگ کو ختم کیا جائے اور کمپین کے لیے مہینوں کا وقت نہ دیا جائے بلکہ 10 سے 15 دن کے اندر ہی کمپین اور انتخابات کا انعقاد ہونا چاہیئے۔ حکومتوں کو بھی الیکشن کمیشن پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہیئے اور اداروں کو آزادانہ کام کرنے دیا جائے اور جو بلدیاتی امیدوار منتخب ہوئے ہیں انہیں اختیارات بھی سونپیں ان پر چیک اینڈ بیلنس بھی رکھیں اتنا زیادہ روپیہ لگا کر انتخابات کروائے گئے تو لوکل گورنمنٹ کو فعال بھی بنایا جائے۔ بس میری ہر فرد سے یہی گزارش ہے کہ وہ جس بھی شعبہ میں ہوں حق و سچ کا ساتھ دیں اور ہر کام میں شفافیت کو اپنائیں۔

[اورنج لائن ٹرین لاہور] حقائق

جی قارئین لاہور اورنج لائن کے بھی دو پہلو ہیں ایک اچھا اور دوسرا آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پہلے میں آپ کو اورنج لائن ٹرین کی کچھ تفصیلات بتا دیتا ہوں۔ اورنج لائن ٹرین پاکستان میں نقل و حمل کا واحد تیز ترین زریعہ ہوگا۔ جو کہ اکتوبر ۷۱۰۲ میں مکمل ہوگا جو ابھی تیزی سے جاری ہے جسمیں روزانہ دو لاکھ پچاس ہزار مسافر سفر کر سکیں گے اور ۵۲۰۲ تک اس بڑھا کر پانچ لاکھ تک کر دیا جائے گا۔ یہ ٹریک ۲۷۔۱ کلو میٹر راستے پر بچھایا جائے گا جس میں سے ۴.۵۲ کلو میٹر زمین پر اور باقی زیر زمین ہو گا۔ یہ ٹریک رائیونڈ روڈ ، ملتان روڈ ، میکلورڈ روڈ' لاہور جنکشن ریلوے اسٹیشن اور گرینڈ ٹرنک کو ملائے گا۔ یہ چائینہ حکومت کی رقم سے مکمل ہوگا اور یہ پاکستان چائینہ اکنامک کوری ڈور کا حصہ ہے جو "ایگزم بینک آف چائینہ "کی مدد سے مکمل ہو گا۔ اور یہ کوری ڈور ہر وقت دو ٹرینوں کے آنے جانے کی صلاحیت رکھے گا۔ جس کے ذریعے ایک گھنٹے میں ۰۰۰۳ مسافر سفر کر سکیں گے۔ یہ پراجیکٹ میٹرو بس کے افتتاح کے ۵۱ ماہ بعد شروع ہوا۔ اور اس پراجیکٹ پر ۶.۱ بلین ڈالر رقم خرچ ہو گی ۔ یہ پراجیکٹ تعمیری مرحلے میں ہے اور ۲۷ ماہ میں یہ مکمل ہوگا ۔اس پراجیکٹ میں آنے والے علاقے، علی ٹاؤن، نیاز بیگ، کینال ویو، ہنجروال، واحدت روڈ ، اعوان ٹاؤن، سبزہ زار، شاہ نور ، صلاح الدین روڈ، بند روڈ، سمن

آباد، گلشن راوی، چبرجی، انارکلی بازار، سینٹرل لکشی، لاہور ریلوے اسٹیشن، سلطان پورہ، باغبان پورہ، اسلام پارک، ڈیرا گجراں ہیں۔فیز اعلی ٹاؤن سے لاہور ریلوے اسٹیشن پر محیط ہے۔جی قارئین یہ تھی لاہور اورنج لائن کی انفارمیشن۔اب میں اورنج لائن سے جڑے حقائق کی طرف آتا ہوں۔اورنج لائن ٹرین سے بہت زیادہ مسائل بھی پیدا ہورہے ہیں۔اورنج لائن پراجیکٹ لاہور کے تاریخی اور رونق والے علاقوں پر محیط ہے اور ان علاقوں میں دکانیں بازار گھر اور بہت سے ادارے موجود ہیں جن میں سے کچھ اس پراجیکٹ کی بھینٹ چڑھنے والے ہیں۔ابھی تو کام تیزی سے جاری ہے مگر جب ٹرین کے روٹ کے آس پاس کے علاقوں کو خالی کرایا جائے گا تو بہت سے لوگ نیند سے ایسے بیدار ہوں گے کہ دوبارہ نیند ہی نہیں آئے گی۔لوگوں کو دکانیں، گھر خالی کرنا پڑیں گے نقل مکانی اور دوسری پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔یہ لوگ اس سے با خوبی واقفیت رکھتے ہیں مگر ابھی دھیمے ہیں ان سب کو بہت ساری تنظیموں اور اداروں کی حمایت بھی حاصل ہے کچھ لولوگوں نے تو عدالت سے سٹے آرڈر بھی لے رکھے ہیں مگر جیسے ہی وقت کے ساتھ پراجیکٹ کا کام آگے بڑھتا جارہا ہے لگتا ہے کہ یہ لوگ ایک ہاری ہوئی جنگ لڑ رہے ہیں۔متوقع کیا جارہا کہ جب آس پاس کے علاقوں کو خالی کرایا جائے گا تو عوام اور حکومت کے نمائندوں کے درمیاں مزاحمت ہو سکتی ہے۔مگر حکومتی پراجیکٹ کے سامنے بیچارے لوگ بے بس ہی ہوں گے میری دعائیں ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔اور بھی بہت سے شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی اس

پراجیکٹ سے متاثر ہو رہے ہیں جیسے ٹرانسپورٹ سے لنکڈ۔لاہور کے تاریخی علاقوں کو میٹرو کنسٹرکشن سے چاک کیا جا رہا ہے اس پراجیکٹ سے لاہور کے ماتھے کے جھومر اور شالامار گارڈن کو بھی نقصان پہنچنے والا ہے تحفظ نوادرات ایکٹ کے مطابق تاریخی عمارتوں سے دو سو فٹ کی دوری تک کوئی تعمیراتی منصوبہ نہیں بن سکتا۔اس منصوبے کو رکوانے کی اپیل کے رد عمل میں یونیسکو نے حکومت پاکستان کو خط لکھا کہ شالار گارڈن جو کہ ورلڈ ہیریٹیج میں شامل ہے اسی کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے جس پر میاں شہباز صاحب نے اپنے قریبی ماہرین کو اعتماد میں لیا ہے۔شہری خدو خال اور ٹریفک سے لگتا ہے کہ فوری وقت اس پراجیکٹ کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔لاہور دوسرے غیر ملکی شہروں کی طرح کم آمدنی اور کم آبادی والا شہر ہے۔بہتر یہ ہوتا کہ جو تیز ترین بسیں چلائی جا رہی ہیں انکی تعداد بڑھائی جائے اور انکے مخصوص راستے متعین کیے جائیں جو عام راستوں سے علیحدہ ہوں۔میٹرو اورنج لائن پراجیکٹ کو چلانے اور قرض اتارنے کے لئے بیس سال تک یومیہ تین لاکھ ڈالر درکار ہوں گے اگر موجودہ بتائی جانے والی مسافروں کی گنجائش کے مطابق ۱۶۰ روپے فی مسافر یک طرفہ کرایہ لیا جائے تو پھر ہی کچھ سبسڈی دے کر یہ رقم پوری کی جا سکتی ہے۔میکسیکو میں ۲۰۱ کلو میٹر کے ٹریک سے ۱۴ فیصد کولکتہ ۹۱ کلو میٹر ٹریک سے ۱۰ فیصد اور شنگھائی ۲۸ کلو میٹر ٹریک سے ۲ فیصد عوام نے فائدہ اٹھایا۔قارئین جہاں دوسرے لوگ اس پراجیکٹ سے متاثر ہیں وہیں میں بھی

اس سے بیزار ہوں۔ علی ٹاؤن جو اسکا آخری سٹاپ ہے اس کے سامنے ہی ہماری یونیورسٹی واقع ہے یونیورسٹی کے سامنے کنسٹرکشن جاری ہے اور کچھ صحرا جیسا منظر، سماں ہے اور ایسا صحرا جہاں اونٹوں کی بھیڑ لگی ہو۔ یونیورسٹی سے باہر نکلنے پر اور یونیورسٹی کے اندر جانے پر اس بھیڑ سے گزرنا پڑتا ہے جو طالب علموں اور دوسروں کے لیئے بہت تکلیف دہ ہے۔ ہم فلیٹ سے بہت بن سنور کر یونیورسٹی کی طرف نکلتے ہیں مگر واپسی پر بندروں جیسی حالت ہوتی ہے اور یہ سن کر خوف طاری ہوتا ہے کہ ۲۰۱۷ تک اسی طرح چلتا رہے گا۔ میرے کچھ دوستوں کی خواہش ہے کہ ہماری یونیورسٹی بھی اس پراجیکٹ کی تحویل میں آ جائے اور ہماری کلاسز نیو کیمپس شفٹ ہو جائیں اور اس بھیڑ سے چھٹکارا مل جائے۔ اورنج لائن پراجیکٹ کنسٹرکشن کے باعث لاہور میں ٹریفک کے بہت مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ جن علاقوں میں کنسٹرکشن جاری ہے وہاں تو لوگ بہت زیادہ بھیڑ کے باعث آپس میں ہی لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں اب تو یہ روزانہ کا معمول بن گیا ہے۔ لاہور کے دوسرے متبادل راستوں میں بھی اس کنسٹرکشن کی باعث بھیڑ لگی رہتی ہے کنسٹرکشن سے پہلے ان علاقوں میں ٹریفک بہت احسن طریقے سے چلتی تھی۔ مگر اب یہی راستے عوام کے لئے وبال جان بنے ہوے ہیں۔ اس پراجیکٹ پر خرچ ہونے والی رقم سے پورے پاکستان میں تعلیم اور صحت کے نظام کو بہتر کیا جا سکتا تھا بہت سے سکول کالجز، یونیورسٹیز اور ہسپتال بنائے جا سکتے تھے۔ مگر افسوس ہم کب اصلی کام کی طرف آئیں گے؟ قارئین اگر میرے آبائی گاؤں اور اسکے آس پاس کے

علاقوں میں اس رقم کا اگر پانچ فیصد بھی خرچ کیا جائے تو ان علاقوں میں کبھی سیلاب نہ آئے انکی فصلیں کبھی برباد نہ ہوں انکے لیے تعلیم اور صحت کا نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔اور بھی ایسے بہت سے علاقے بھی منتظر ہیں۔کیا پاک،چائنہ مل کر ڈیم نہیں بنا سکتے ؟ مگر افسوس کہ اصل مسائل کو حل نہیں کیا جاتا اور نئے نئے پراجیکٹ شروع کرکے عوام کو تنگ کیا جاتا ہے یہ غریب علاقوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ میری پنجاب حکومت سے گزارش ہے کہ آئیندہ کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے عوامی مسائل کو دیکھا جائے اور کوئی بھی کام عوامی رائے سے شروع کیا جائے نہ کے اپنے مفاد کی وجہ سے۔اور میٹرو پراجیکٹ سے جو لوگ مسائل کا شکار ہیں انکے مسائل کو حل کیا جائے۔نہ کے انکے لئے یہ پراجیکٹ وبال جان بنا رہے۔

افرا تفری

قارئین آخری ہفتے میں نے 'لاہور اورنج لائن ٹرین' کے دو پہلو بیان کئے تھے سب دوستوں نے اس مضمون کو پسند کیا تھا اور مسائل کو حقیقی جانا تھا اور مجھے ایسا مضمون لکھنے پر سراہا اور دعائیں بھی دیں۔ مگر ایک حضرت نے بیاں کیے گئے مسائل کو فضول اور گمراہ کن قرار دیا جناب نے میرے سوشل میڈیا کے اکاؤنٹ پر کمنٹ کیا کے لکھے گئے مسائل فضول اور گمراہ کن ہیں ایسے قومیں ترقی نہیں کرتیں۔ قارئین میں فیصلہ آپ لوگوں پر چھوڑنا چاہتا ہوں۔ آیا عوام کے حقیقی مسائل کو بیان کرنا فضول اور گمراہ کن ہے؟ کیا وہ قلم کار ہی بہتر ہوتا ہے جو ناانصافی دیکھتے ہوئے بھی برے لوگوں کے قصیدے پڑھتا جائے؟ میرے خیال میں تو عوام کے حقیقی مسائل کو بیاں کرنا بھی صدقہ جاریہ ہے۔ اور ایک صحیح قلم کار تو ہمیشہ عوامی مسائل کو اجاگر کرتا رہے گا۔

قارئین میرا آج کا موضوع ہے افرا تفری۔ میرے نزدیک بے چینی, بے ایمانی, بے سکونی, پریشانی, بداعتمادی, یہ سب افرا تفری کی پیداوار ہیں۔ میرے دوستو افرا تفری کیا ہے؟ موجودہ دور میں انساں کی بھاگ دوڑ ہر قسم کی بھاگ دوڑ, اسٹیٹس بنانے کی بھاگ دوڑ, خود کو کرکے دکھانے کی بھاگ دوڑ, اپنے اپنے

مفادات کی بھاگ دوڑ, انسانوں کی بے جا رنگینیوں میں رنگی بھاگ دوڑ, ایک ایسی بھاگ دوڑ انسان جس سے ظاہری تور پر تو خوش ہے لیکن اس کے اندر کسی نہ کسی طرح کی بے چینی, بے سکونی, بد اعتمادی ہے۔ وہ ہر چیز حاصل کرنے کے باوجود بھی خوش نہیں بے چینی کا غلبہ انسانوں کے دلوں میں چھایا ہوا ہے۔ کوئی بھی شخص حقیقتاً خوش نہیں قارئین اس افرا تفری کی فضا پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی بھی شخص کسی بھی حالت میں خوش نہیں بناوٹی خوشیاں لئے یہ دنیا اندر ہی اندر کڑھتی جا رہی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں جہاں انسانوں نے اپنے لیے ہر چیز آسان بنا لی ہے اپنے لئے آسانیاں ہی آسانیاں پیدا کر لی ہیں اس دور میں انسان باطنی طور پر خوش نہیں ہر انساں پریشانیوں کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ آخر کیوں؟ قارئین میں ان دنوں ممتاز مفتی صاحب کی کتاب تلاش پڑھ رہا ہوں بے جا سوالات میرے سر کا بوجھ بنے ہوئے تھے۔ قارئین میں اس پریشانی کی وجہ سے انکل حضرات کی بیٹھک میں جا بیٹھا اور انکی کھٹی میٹھی باتیں سن کر خود کو تروتازہ کرنے لگا۔ وہیں باتوں ہی باتوں میں کسانوں کی داستاں شروع ہوئی۔ سب نے اپنی اپنی رائے پیش کی اور سب کی رائے کا مجموعہ یہ ہی تھا کہ کسانوں سے زیادہ بے چارہ کوئی بھی نہیں محنت کٹھن اور دام صفر۔ وہیں والد صاحب کے بیٹھے ہوئے ایک دوست اپنی کچھ پرانی داستاں بیاں کرنے لگے۔ جب ہمارا بچپن ہوتا تھا تب ہمارے حالات بہت ہی کٹھن ہوتے تھیوہ بیاں کرنے لگے کہ ہمارے گھر کے گیارہ فرد تھے۔ ایک تایا اور اسکی بیوی سمیت

تایا گھومنے پھرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتا تھا اور والد صاحب کھیتی باڑی کرتے تھے کسان تھے اکثر اوقات سارا دن محنت میں ہی گزر جاتا۔بڑے بھائی کبھی کبھار والد صاحب کا کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹاتے تھے۔اور اسی سے اپنے گھر کا نظام چلاتے۔یونہی نظام چلتا رہتا۔سارا سیزن محنت کرکے جو اناج حاصل ہوتا اس سے صرف گھر کے کھانے کے لئے ہی کافی ہوتا کبھی کبھار وہ بھی کم پڑ جاتا۔پھر سے وہی کٹھن محنت شروع ہو جاتی اور اگلی فصل کی کاشت میں مگن ہو جاتے۔آج تو ہم کسان لٹھے یا کاٹن کے سوٹ میں لت پت اپنی فصل کے لاکھوں روپے وصول کرتے ہیں مگر تب لوگوں کے پاس با مشکل ایک یا دو جوڑے ہی ہوتے۔مگر تب کے حالات بہت مختلف تھے تب لوگ اناج کی کٹائی پر آوازیں مار مار کر اناج کا تحفہ بچوں میں بانٹتے تھے۔انہی انکل کا کہنا تھا کہ ان سب حالات میں ان مشکل ترین حالات میں بھی میں نے کبھی کسی چہرے پر مایوسی نہیں دیکھی تھی کبھی میں نے اپنے ابا جان کو پریشان نہیں دیکھا تھا۔ ہمیشہ لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹیں اور خوشیاں ہی دیکھیں کبھی کسی کے دلمیں شکوہ نہ تھا۔ کوی اپنے رب سے شکایت نہیں رکھتا تھا۔ ہر شخص ان مشکل ترین حالات میں ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہا تھا۔ انکے مطابق تب انسانوں کو آسانیوں سے واقفیت نہیں تھی مگر انکے دل صاف تھے۔ وہ زندگی خوب ہنسی خوشی گزار رہے تھے۔اور زندگی کی بہاروں سے خوب لطف اٹھاتے تھے۔ انہیں انکل کا کہنا ہے کہ جب ہم سب بھائی جوان ہوے تو ہم سب نے فصلہ کیا کہ اس کھیتی باڑی سے تو کچھ نہیں بننے والا

ہمیں کچھ اور کرنا پڑے گا۔'ڈو مور' ہم سب بھائیوں نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے باہر نکلیں گے اور محنت کر کے اپنے لیئے آسانیاں پیدا کریں گے۔ یہاں چار گنا محنت سے بہتر ہے کہ وی اور ہی کام کریں ۔ تب انکا سپرٹ اقبال کے شعر کی عکاسی کرتا تھا۔

جس کھیت سے نہ ہو میسر دہقاں کو روزی

اس کھیت کے ہر گوشہ گندم کو جلادو

میرے خیال میں وہ ٹھیک کر رہے تھے انسان کو آسانیاں پیدا کرنی چاہیں ۔ خیر وہ ایسے نکلے اور ایسے جزبے سے نکلے کہ سب نے ہی اپنی دنیا بدل ڈالی ۔ آج ان سب بھائیوں نے اپنے لئے آسانیاں تو پیدا کرلی ہیں ۔ مگر ان آسانیوں نے بہت سی بے چینیاں اور بے سکونیاں بھی پیدا کر دی ہیں۔ انہیں انکل کا کہنا ہے کہآج بھی وہ اپنے پرانے وقت یاد ہیں زندگی کتنی حسین تھی۔ کوی پریشانی نہیں تھی۔ زندگی کا ہر لمحہ خوشیاں بکھرتا تھا۔ مگر اب جو ہم نے آسائشیں حاصل کرلیں ہیں۔ آج ہمیں اپنے کپڑوں جوتوں کی تعداد معلوم نہیں ۔ اتنے زیادہ کپڑے جوتے اور دوسری چیزیں حاصل کرلیں ہیں کہ ہر چیز کے پہننے کی باری مہینے بعد آتی ہے گاڑیاں کھڑی ہیں ۔ اچھی سوسائٹیوں میں رہتے ہیں ۔ روپے پیسے اناج کی کمی نہیں مگر بے چینی ہے کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتی اولادوں کی فرمائشیں پوری ہورہی ہیں ۔ مگر سکون پھر بھی نصیب نہیں زندگی

ایک افرا تفری کی مانند بن گئی ہے۔ کبھی اس چیز کی چہل پہل کبھی اس کی بہت سے سوالوں اور پریشانیوں نے دماغ و دل میں بسیرا کر لیا ہے۔ قارئین ان انکل کے ساتھ ساتھ دوسرے انکل حضرات نے بھی اپنی اپنی داستاں بیاں کی۔ان سب نے نے یہ رزلٹ نکالا کہ یہ سب دین کی دوری کے باعث ہے میں بھی انسے متفق ہوا۔ میں نے ان کی ساری باتیں سنی اور میں پھر بے چینی میں بتلا ہو گیا کہ وہ کیا دن تھے جب لوگ خوشیاں بانٹتے تھے مگر اب کیا ہوا۔ دین سے دوری کے متعلق بھی میں کھوج میں لگ گیا کہ آخر اس موجودہ اوئیر نیس کے دور میں بھیدین سے دوری کیسے سب لوگ جو نمازیں پڑھتے ہیں زکواۃ ادا کرتے ہیں مگر ان لوگوں میں بھی بے چینی قارئین میں مفتی صاحب کی کتاب سے تھوڑا سا واقعہ لکھ رہا ہوں۔ قارئین اگر غلط لگے تو مجھے معاف کیجئے گا مجھ پر فتوانہ لگا دیجئے گا۔ ’’ایک کنویں میں ایک مینڈک رہتا تھا وہ کنواں اس کی کل کائنات تھا جس پر وہ حکمران تھا اور ہمہ وقت خوشی سے ٹراتا رہتا تھا کرنا خدا کا ایسا ہوا کے سیلاب آیا اور سمندر کا ایک مینڈک کنوے میں جا گرا کنوے کا مینڈک اسے دیکھ کر حیران ہوا بولا ابے تو کہاں سے آیا؟ سمندر کے مینڈک نے کہا میں سمندر سے آیا ہوں۔ سمندر کیا ہوتا ہے کنویں کے مینڈک نے پوچھا۔ سمندر بہت بڑا ہوتا ہے سمندری مینڈک نے جواب دیا۔ کنویں کے مینڈک نے اپنے آپ میں پھونک بھری اور پوچھا کیا اتنا بڑا ہوتا ہے سمندر۔اس سے بہت بڑا سمندری مینڈک نے جواب دیا۔ کنویں کے مینڈک نے خود کو اور پھلایا کیا اتنا بڑا خود میں پھونک

بھرتے بھرتے کنویں کا مینڈک پھٹ گیا۔اور اسکے چیتھڑے اڑ گئے۔ہم سب جو کائنات اور اسکی حقیقت سے واقفیت نہیں رکھتے کنویں کے مینڈک ہیں۔''

دراصل ساری کنفیوژن لفظ علم کی پیدا کردہ ہے ہمارے عالم دین سمجھتے ہیں کے علم سے مراد صرف دینی علم ہے۔جبکہ حضور ﷺ نے فرمایا''کہ اگر علم حاصل کرنے کے لئے تمہیں چین بھی جانا پڑے تو ضرور جاؤ'' انکا مطلب کائنات سے متعلقہ فزیکل علوم ہیں۔چونکہ دینی علوم کا مرکز تو مدینہ تھادینی علوم حاصل کرنے کے لئے باہر جانے کا حصول ہی پیدا نہیں ہوتا۔قران میں بھی جگہ جگہ علم اور عالم کی فضیلت بیان کی گئی ہے وہاں بھی علم کا مطلب کائناتی اور فزیکل علوم ہیں۔جب تک آپ اللہ تعالی کی تخلیقات کا علم حاصل نہیں کرتے تب تک آپ اللہ کی عظمت کائنات کی وسعت اس کے نظم اور منصوبہ بندی کی عظمت کو نہیں سمجھ سکتے۔تب تک آپ قران کے مفہوم اور عظمت کو نہیں سمجھ سکتے۔دنیاوی علوم حاصل کئے بغیر دینی علوم ایسے ہی ہیں جیسے بن پہیوں کے گاڑی۔صاحبو ہمارے دینی مدرسے جو ہیں وہ کنویں کے مینڈک پیدا کر سکتے ہیں اور دھڑا دھڑ کر رہے ہیں۔افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہر قصبے میں ہر شہر میں جگہ جگہ دینی مدارس قائم کیے جارہیاور اس خوش فہمی میں کے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔لوگ اسی خوشی میں دھڑا دھڑ چندے دیتے ہیں۔اور اپنے قریبی غریب مسلمانوں کو پوچھتے بھی نہیں۔ان سب کی وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے اور مغرب والے ہمیں

فنڈامنٹلسٹ کہتے ہیں۔ ہونے کا تعنہ دیتے ہیں۔اہل مغرب کیا جانیں اسلام کیا ہے انہوں نے کبھی اسلام کو جاننے کی کوشش نہیں کی۔ اور اناپ شناپ قسم کے اندازے لگاتے رہتے ہیں۔ قارئین فنڈامینٹلسٹ تو مجھ جیسے کم عقل ہیں۔ قارئین آپ کہیں گے کہ کیسا کم عقل ہے ہر چیز میں ہی افرا تفری دکھا دی واقعی ہر چیز میں بھی افرا تفری ہے دین اسلام میں بھی ہم لوگوں نے افرا تفری پھیلا رکھی ہے۔ہم دین اسلام کے مناسک بھی اسی افرا تفری میں پورے کرتے ہیں ہمارے اندر خالص ایمان موجود نہیں جو ہماری پریشانیوں , بے چینیوں اور بے سکونی کا باعث ہے۔ہمیں کسی نہ کسی چیز کا خوف ہوتا ہے ہم بس ڈر کے باعث ہی عبادت کرتے ہیں دل سے نہیں ہمارے دل تروتازہ نہیں رہے وہ پرانے زمانے کے لوگ بڑے سیدھے سادھے لوگ تھے چاہے ہمارے جتنی انفارمیشن ان کے پاس نہیں تھی مگر وہ سیدھے لوگ تھے.بڑھے سیدھے سادھے لوگ انکا ایمان ہم سے پختہ تھا اللہ پر توکل رکھتے تھے۔ اسی لئے پرسکون تھے۔اسلام میں اجارہ دار آ پہنچے ہیں۔جو اپنے مفادات کو مد نظر رکھ کر اسلام کو ہر رنگ میں ڈال لیتے ہیں کوئی سیاست کے لئے کوئی شہرت کے لئے اور ایسے ہی مختلف مقاصد کے لئے اسلام سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔اسلام جسے سادہ اور صاف مذہب کو اجارہ داروں نے اپنے مفاد کے لئے اپنی برتری کے لئے رچول میں بدل دیا۔اسلام ایک بیلنسڈ مذہب ہے ۔ ایسا بیلنسڈ مذہب ہے جی کہ دنیا سے بھی تعلق قائم رہے۔ اللہ سے بھی تعلق قائم رہے۔ کماؤ کماؤ دولت کے ڈھیر لگاؤ مگر پھر بانٹ کر کھاؤ اپنے لیئے بنگلہ بناؤ

تو کسی غریب کے لیئے ایک جھونپڑا بنادو۔اپنے لیئے ریشمی سوٹ بناؤ تو کسی کے لیئے کھدر کا جوڑا بنوا دو۔ اپنے بیٹے کی فیس ادا کرو تو غریب کے بیٹے کی بھی ادا کردو۔ اسلام بھی کیا مذہب ہے بے شک دولت کی ریل پیل ہو مگر دولت ایک جگہ ڈھیر نہ ہو چلتی پھرتی رہے۔ بانٹنا سیکھو تو سرمایہ دارانہ نظام قائم نہیں ہوتا۔ہم افرا تفری میں گم کیوں ہیں ہماری پریشانیاں ختم کیوں نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ہم ان پڑھے لوگوں کی طرح سیدھے اور صاف لوگ نہیں ہم اسلام کو تنگ نظری سے دیکھتے ہیں ہم موجودہ ترقی یافتہ دور میں بھی تنگ نظر ہوتے جا رہے ہیں۔مگر ہمارا اسلام ہر دور ہر شخص اور ہر مشکل میں کام آنے والا دین ہے۔

کہتا ہے زمانے سے یہ درویش جواں مرد

جاتا ہے جدھر بندہ حق تو بھی ادھر جا

گوجرانوالہ یوتھ . طریقہ کار

قارئین آپکی سپورٹ اور داد کا بہت شکریہ قارئین لکھتے ہوئے میں دو ترجیحات ہی مد نظر رکھتا ہوں ایک آپ سب عوام اور دوسرا حق . سچائی باقی چاہے کوئی.برا بلا کہے یہ اسکی مرضی میرے عزیزو نہ تو میں کوئی.بڑا رائیٹر ہوں نہ ہی فلاسفر میری کوشش ہوتی ہے کہ آپ سے ہلکی پھلکی باتیں کی جائیں فلسفہ نہ بگھارا جائے عوام کو بھی با آسانی سمجھ آسکے۔ عزیزو میرے والد صاحب کے دوست واحباب بہت ہی انٹرسٹنگ ہیں میں اکثر انکل حضرات کی بیٹھک میں بیٹھا ان سے پرانی داستانیں سنتا رہتا ہوں۔ جو میرے لئے تفریح کا باعث بھی بنتی ہیں اور ان میں سے کچھ مضمون میں قلم بند کرلیتا ہوں۔ لاسٹ ٹائم میں نے اشرف چٹھہ صاحب کی داستاں لکھی آج میں خالد جاوید شاہ صاحب کی بچپن کی تھوڑی سی داستان لکھ رہا ہوں۔ کسی بحث کا موضوع تھا اس میں لفظ طریقہ کار آیا جس پر شاہ صاحب بچپن کی داستان سنانے لگے ”جب میں لڑکپن کی عمر میں تھا تب کی بات ہے ہمارے ساتھ والے ہمسائیوں کے ہاں مہمان آئے پڑوسی حسب معمول غائب چونکہ مہمان کافی دور سے آئے انھوں نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا اور استفسار کرنے لگے کے ساتھ والے کہاں گئے ہم بہت دور سے آئے ہیں۔ خلوص واخلاق تو ان دنوں عام تھا وہ مہمانوں کو اپنے گھر لے آئے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور کولڈ ڈرنک وغیرہ پلائی اور جب تک آپ کے عزیز

نہیں آتے آپ ادھر ہی بیٹھ جائیں شاہ صاحب کا کہنا تھا اسی دن ہمارے ہمارے عزیزوں کی دعوت خاص تھی ہمارے گھر کے افراد بیس تھے اسی لئے ہر چیز وافر مقدار میں پکائی گئی۔تاکہ کسی چیز کی کمی نہ ہوسکے۔دعوت کے بعد کھانا وافر مقدار میں بچ گیا والدہ نے کہا بیٹا (مکھنا) مہمانوں کو کھانا کھلاؤ شاہ صاحب ان دنوں بھی طریقہ کار کے پکے تھے نہیں یہ کھانا دو گھنٹوں کے بعد پیش کروں گا۔دو گھنٹے گزرے اور شاہ صاحب ڈرائنگ روم میں کھانا لگانے لگے مہمان جو کہ ساتھ والے پڑوسیوں کے ہاں آئے ہوئے تھے کہنے لگے اتنے زیادہ تکلف کی کیا ضرورت تھی شاہ صاحب کہنے لگے دیکھئے آپ ہمارے بھی مہمان ہیں آپ کی خاطر داری ہمارا فرض۔اتنے اچھے برتاؤ سے مہمان بڑے متاثر ہوئے تھوڑی ہی دیر بعد ہمسائے واپس آ گئے مہمان انکے ہاں چلے گئے اور ان سے کہا کہ آپ کے ہمسائے تو بہت ہی اچھے ہیں انہوں نے ہماری اچھی خدمت کی۔اسی طرح ہمساؤں اور مہمانوں دونوں نے بار بار شکریہ ادا کیا شاہ صاحب کا کہنا تھا کے اگر وہی کھانا فوری دے دیتے تو وہ سمجھتے کے کسی فنکشن سے وافر بچا ہوا کھانا ہمیں بھی کھلا دیا شاہ صاحب کے اسی دو گھنٹے بعد والے طریقہ کار نے ایسا اثر کیا کہ انہی مہمانوں نے شاہ صاحب کے ایک معزور بھائی کو بینک میں جاب دلادی۔یعنی ایک طریقہ کار بدلنے سے ہی بہت سے فائدے ہوئے۔۔اسے کہتے ہیں طریقہ کار بقول شاہ صاحب جو مختلف مقامات پر کام آتا ہے''۔قارئین اب میں اصل عنوان کی طرف آتا ہوں گوجرانوالہ یوتھ میں نواز لیگ ہی متحرک اور مضبوط

ہے کہنے کو تو بہت سی پارٹیوں کی یوتھ موجود ہے مگر گوجرانوالہ میں یوتھ ون سائیڈڈ ہے۔اسی لئے میں نواز گروپ یوتھ کو گوجرانوالہ یوتھ کا ہی نام دیتا ہوں۔ موجودہ دنوں اسی غلط طریقہ کار کی وجہ سے یوتھ دو دھڑوں میں بھٹ گئی ہے اور یوتھ میں بہت سے مسائل چل رہے ہیں۔اور یہ مسائل اب بڑی قیادت کی توجہ کا مرکز بنتے جا رہے ہیں قارئین آپ جانتے ہیں کے ہمارے ہاں سیاست میں اجارہ داری چلتی ہے سب عہدے اپنے دوستوں اور عزیزواقارب کو دیے جاتے ہیں۔اس کی مثال آپ موجودہ حکومت میں بھی دیکھ سکتے ہیں ان دنوں گوجرانوالہ یوتھ کے صدر ولید آصف بٹ سے استیفع لینے پر پوری یوتھ میں چھل پہل مچی ہوئی ہے۔ولید کو ۲۱۰۲ میں کیپٹن صفدر صدر مسلم لیگ نواز یوتھ اور دوسرے سربراہان نے مسلم لیگ کے وفادار اور ایکٹیو کارکن ہونے کی وجہ سے سٹی گوجرانوالہ کی صدارت کا عہدہ سونپا۔جب ولید نے عہدہ سنبھالا تب مسلم لیگ یوتھ گوجرانوالہ میں صفر تھی۔یعنی نہ ہونے کے برابر۔ ولید نے دن رات محنت سے صدارت کے عہدے پر کام کیا جگہ جگہ سے مختلف برادریوں سے نوجوانوں کو اکٹھا کیا اور بھرپور طریقے سے تنظیم سازی کی۔اس نظریاتی کارکن کی انتھک محنت کی بدولت دیکھتے ہی دیکھتے مسلم لیگ یوتھ نے گوجرانوالہ میں مقبولیت حاصل کی۔ گوجرانوالہ کا ہر نوجواں نواز یوتھ جوائن کرنے لگا ولید نے ہزاروں کارکنوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔دوران دھرنا اسی کارکن نے دھرنے کے خلاف سب پہلے ریلیاں نکالنی شروع کیں بعد میں باقی شہروں کی تنظیموں نے بھی دیکھا دیکھی ریلیاں

نکالنا شروع کر دیں۔ ''رو عمران رو'' ریلی کی ابتدا بھی ولید آصف بٹ نے کی۔ بہت سے مقامات پر ولید نے مسلم لیگ نواز کی ساکھ قائم رکھی۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ ولید نے مسلم لیگ نواز گروپ یوتھ کو نئے طریقوں اور راستوں سے آشنا کیا۔ مگر قارئین اجارہ داری تو پاکستانی سیاست کا شیوہ ہے اور ہمیشہ سے ہی ایک مخلص اور نظریاتی کارکن کو فائدے کے بعد رد کر دیا جاتا ہے۔ اور قریبی رفقا کی خواہشات پوری کی جاتی ہیں۔ کچھ ہی دنوں پہلے سات دسمبر کو عابد شیر علی نے اپنے قریبی دوست شعیب بٹ کو خوش کرنے کی خاطر ولید سے استیفع لے لیا اور شعیب کو سٹی صدر کا عہدہ سونپ دیا۔ یہ وہی شعیب بٹ ہیں جو پہلے مسلم لیگ نواز یوتھ پنجاب کے جوائنٹ سیکرٹری رہے اور پھر ڈویژن کی صدارت پر آئے اور اب سیدھا سٹی کی صدارت پر کچھ دوستوں کا کہنا ہے کہ جلد ہی یو سی کی صدارت پر آنے والے ہیں۔ مجھے انکے ڈی موشن کی سمجھ نہ آسکی تحقیق کرنے پر پتا چلا کے یہ صرف ولید سے بدلہ اور انا کی خاطر کیا گیا۔ جس طرح ولید نے یوتھ کو متحرک کیا ہوا تھا وہ دوسرے شہروں کی تنظیموں کے لئے مثال تھا پنجاب کے جائینٹ سیکرٹری ہوتے ہوئے بھی ان کے پاس اختیارات بہت کم تھے یا پھر استعمال نہیں کر سکے وہ ڈویژنل کی صدارت پر آ گئے وہاں بھی کامیاب نہ ہو سکے تو سوچا شاید سٹی صدارت کے پاس زیادہ اختیارات ہیں اسی لیے گوجرانوالہ سٹی یوتھ کی پوری ٹیم دن بدن ترقی پر گامزن ہے۔ قارئین پاکستان میں تو مزدور کو مزدوری نہیں دی جاتی یہاں سیاست دان سب کو استعمال کرتے ہیں۔ اور دوستوں پر

سیاسی کارکن قربان کر دیے جاتے ہیں۔جگہ جگہ ناانصافیاں کی جاتی ہیں میرے عزیزو۔پتا نہیں اللہ کب اس وطن کو سیدھا راہ دکھائے۔میری تھوڑے ہی دن پہلے ولید سے ملاقات ہوئی ولید نے ساری داستاں بیان کی اور بتایا کے میرے ساتھ ہزاروں کارکن ہیں۔اور ان سب نے میرے ساتھ ہی یوتھ کے عہدوں سے استیعفے دیے۔اور قدم قدم پر میرے ساتھ ہیں وقاص شاہد کھوکھر اور دوسرے عہدے دار بھرپور ساتھ نبھارہے ہیں۔انہوں نے بتایا کے اعلی قیادت کی طرف سے بار بار رابطے ہورہے ہیں مگر اب استیعفے تو دے دیے ہیں اور آگاہ کیا کہ اب حمزہ شہباز صاحب سے ڈائریکٹ رابطہ کیا جائے گا۔اور پھر ہی آگے کا لائحہ عمل طے ہوگا میں نے بار بار استفسار کیا کے ولید بھائی آپ کا اگلا قدم کیا ہوگا مگر ولید نے کہا کہ لیگی کارکن ہوں اور رہوں گا عہدے تو آتے جاتے رہتے ہیں مگر ن لیگ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا ولید نے کہا کے شعیب سٹی میں ورک کرکے دکھائیں شیخیاں نا بگھاریں۔ولید نے بتایا کے دوسری پارٹیوں کی قیادت بھی رابطے کر رہی ہے مگر ن لیگ نہیں چھوڑ سکتا۔ولید کی حمایت میں مختلف شہروں کی یوتھ اور انکے سربراہان نے بھی اعلان کیا۔اور پاکستان مسلم لیگ نواز یوتھ ولید کے حق میں سوشل میڈیا پر بھی متحرک۔ن لیگ یوتھ کے اعلی عہدیداران کو شاہ صاحب والا طریقہ کار نہیں آتا شاید اسی لیے گوجرانوالہ یوتھ کو سنبھال نہیں سکے ایک سیٹلڈ صدر کو ہٹا کر ایک انسیٹلڈ دوست کو صدارت سونپنی تھی تو طریقہ کار اپناتے ولید کو پرموٹ کر دیتے یا کوئی اور عہدہ سونپ

دیتے۔دوست بھی خوش اور کارکن بھی خوش سمپل شاہ صاحب والا طریقہ کار۔ولید کا آخر میں کہنا تھا کے ایک سچے کارکن کو اسکا حق ضرور ملتا ہے۔قارئین میرے کچھ دوستوں کا کہنا ہے کہ سیاست بہت گندی چیز ہے جناب ایک بات کلئیر کر دوں سیاست گندی چیز نہیں اس میں اجارہ دار غلط ہوتے ہیں اگر ۵۳ سے ۵۴ فیصد خالص اور پڑھے لکھے اور با شعور لوگ ہی سیاست میں آ جائیں تو باقی کے اجارہ دار شرم سے ہی جھک جائیں اور اجارہ داری آہستہ آہستہ ختم ہو جائے مگر ہمرے ہاں ہر کام الٹ۔اجارہ دار اپنے جیسے ہی سیاستدانوں کو اوپر لاتے ہیں اور عہدے سونپتے ہیں تاکہ ''نا رہے بانس نا بجے بانسری''۔

قارئین میرا کسی بھی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں میرا کام ہے لکھنا میں بس اب لکھتا ہوں میں گزشتہ تمام تنظیموں سے مستعفی ہو چکا ہوں۔میں سب کی چیدہ چیدہ غلطیاں لکھتا رہوں گا۔انشاء اللہ۔۔۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

حضور اکرم ﷺ کا کردار

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اس میں ہو اگر خامی تو ایمان نا مکمل ہے

قارئین میں ایک عام سا گنہگار سا آدمی ہوں میرے پاس اتنا علم نہیں کے آپ ﷺ کی سیرت و کردار بیان کر سکوں۔آپ ﷺ نبیوں کے سردار اللہ تعالی کے محبوب و آخری پیغمبر ہیں آپ ﷺ کی شان بیان کرنا مجھ جیسے ادنی شخص کے بس کی بات نہیں۔آپ ﷺ کے کردار سے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں غیر مسلم بھی متاثر ہیں آپ ﷺ کبھی غصہ نہ کھاتے نہ قہقہہ لگاتے با وقار انداز اپنائے رکھتے۔آپ ﷺ ہمیشہ ہنس مکھ رہتے کسی کے سلام کا انتظار کیے بغیر خود آگے بڑھ کر سلام کرتے اور چھوٹوں پر شفقت کرتے چھوٹوں کو بھی سلام میں پہل کرتے۔نوکر چاکر اور ماتحتوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے کوئی بھی شخص آپ ﷺ کو پکارتا چاہے کسی بھی حیثیت کا مالک ہوتا بڑی ہمدردی سے اسکی طرف رجوع فرماتے۔ ملاقاتی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے تو انکا ہاتھ تھام کر ان سے گفتگو کرتے کوئی سخت کلامی کرتا تو مسکرا کر خاموش ہو جاتے صبر کرتے آپ ﷺ کی حیا مثالی تھی۔اصولوں میں بے لچک رویہ اختیار کرتے عدل و انصاف کے قائل تھے لیکن اگر کوئی گنجائش ہوتی تو رحمت کو افضل تر سمجھتے۔ سر بزم گفتگو میں جتنے نرم تھے جہاد کے میدان میں اتنے ہی گرم اور ثابت قدم۔آپ ﷺ تاریخ انسانی کے پہلے

راہنما ہیں اولین قانون ساز ہیں جنھوں نے عورت کو مردانہ شاونزم سے نجات دلائی عورت کو مرد کے برابر مساویانہ حقوق دلائے مغرب میں تو آج بھی عورت کو جائیداد میں حصے کا حق حاصل نہیں لیکن آپ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے کم و بیش عورت کو یہ حق دیا آپ ﷺ کی تعلیمات میں عورتوں کے حقوق پر بڑا زور دیا گیا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ " ماں کے قدموں میں جنت ہے" آپ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوئے قریش کے سردار لرز رہے تھے انہیں احساس تھا کہ انہوں نے کیا کیا ظلم ڈھائے ہیں وہ خوف زدہ تھے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا "لوگو آج تم سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا اللہ تمہیں معاف کرے" کتاب تلاش سے ایک مغربی نو مسلم کا بیان ہے کہ " اگر چہ میں اس بے بس مقصد زندگی سے مطمئن نہیں تھا لیکن اس سے بچاؤ کی صورت نہ تھی اس لیے عام لوگوں سی زندگی گزار رہا تھا اپنی دفتری جاب کے تحت میں بڑے آدمیوں کی زندگی کے حالات پڑھ رہا تھا ابھی محمد ﷺ کا باب شروع ہوا تھا کہ میں ایک جملہ پڑھ کر چونک گیا لکھا تھا اے نبی ﷺ ان سے کہہ دو کہ میں تو بس تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں یہ جملہ پڑھ کر میں چونکا ارے خدا یہ کہہ رہا ہے کیا یہ خدا مسلمانوں کو کہہ رہا ہے اور کیا خدا محمد ﷺ سے کہہ رہا ہے؟ جس کو اس نے سب انسانوں سے عزت کا مقام دیا ہے یہ فقرہ میرے دل میں سوئی کی طرح چبھ گیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا جس شخص کو تمام انسانوں کا سردار بنائے اس سے کہے کہ تم لوگوں سے کہ دو کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں دوسرے مذہبوں

میں تو جو شخص خدا کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ یا تو کوئی دیوتا ہوتا ہے یا کوئی اوتار ۔ان کی بات چھوڑیئے ہمارے ہاں تو وہ لوگ جو گرجے میں دعائیں کرتے ہیں اور پادری کہلاتے ہیں ان کا مرتبہ بھی عام انسانوں سے زیادہ ہوتا ہے تو صاحبو یہ جملہ میرے حلق میں اٹک گیا میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی میں اس شخصیت کے متعلق مزید باتیں جانوں میں نے حضور اکرم ﷺ پر لکھی ہوئی کئی کتابیں پڑھ ڈالیں جوں جوں پڑھتا گیا حیرت میں ڈوبتا گیا پھر میں نے حضرت محمد ﷺ کی بائیو گرافی غور سے پڑھی وہ عرب کا مطلق العنان حکمران تھا مسلمانوں کا سردار اور اپنے علاقے میں سب سے زیادہ محترم حیثیت کا مالک اس کے باوجود اس کے گھر میں کوئی نوکر نہ تھا وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے اپنے کپڑوں پر اپنے ہاتھوں سے پیوند لگاتے اپنے جوتوں کو خود مرمت کرتے مویشیوں کو اپنے ہاتھوں سے چارہ ڈالتے اپنے ہاتھ سے دودھ دوہتے میری دانست میں دنیا بھر میں کوئی حکمران ایسا نہیں ہوگا جو اپنے کام اپنے ہاتھوں سے کرتا ہو اور زندگی یوں گزارتا ہو جیسے کوئی عام آدمی گزارتا ہے میں نے محسوس کیا جیسے اس کے کردار میں مساوات ۔جمہوریت۔ اور رحمت یوں سموئی ہوئی ہے جیسے گلاب کے پھول میں خوشبو سموئی ہو میں اس ہستی کے کردار سے اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے اسلام کو جانے بغیر قرآن کا مطالعہ کیے بغیر اسلام قبول کر لیا میں نے محسوس کیا کہ ایسا انسان کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا کبھی خود فریبی میں مبتلا نہیں ہو سکتا لہٰذا جس مذہب کا وہ پرچار کرتا ہے وہ

مذہب لازما سچا ہے''۔ بے شک آپ ﷺ سب سے افضل ہیں نبیوں کے سردار مگر آپ ﷺ نے اس کے برعکس عام انسانوں سی زندگی گزاری۔آپ ﷺ کے کردار کی مثال ملتے نہیں ملتی آپ ﷺ وہ شخصیت ہیں جنکی تعریفیں مخالف بھی کرتے۔حضرت علی رضی اللہ نے اپنے ایک شاگرد سے کہا آؤ تمھیں میں بی بی فاطمہ رضی اللہ کی کہانی سناتا ہوں جو آقا ﷺ کی چہیتی بیٹی ہیں '' فاطمہ روز خود اناج پیستیں چکی چلاتیں اور کنویں سے پانی کے مشکیزے بھر کر لاتیں اور گھر کے دوسرے کام کاج بھی کرتیں جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے ایک دفعہ مدینہ میں کچھ جنگی قیدی لائے گئے میں نے کہا کہ اپنے والد سے درخواست کریں کے جنگی قیدیوں سے ایک خاتون آپ کو دے دیں۔فاطمہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں مگر بہت زیادہ بھیڑ کے باعث بات نہ کر سکیں اور بات کیئے بغیر گھر واپس لوٹ آئیں اگلے دن حضور ﷺ خود ہمارے گھر تشریف لائے اور پوچھا فاطمہ بتاؤ کیا بات تھی؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ نے سر شرما کر جھکا لیا یہ دیکھ کر میں نے خود بات کی اور عرض کیا فاطمہ سارا دن گھر کے کام کر کے تھک جاتی ہیں ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں جنگی قیدیوں میں سے ایک خاتون ان کو دی جائے جو انکا ہاتھ بٹا دیا کرے یہ سن کر نبی کریم ﷺ ایک ساعت کے لیے خاموش رہے پھر بولے فاطمہ اللہ سے ڈرو تقوی کو اپناؤ جب تم سونے لگو تو تیتیس بار سبحان اللہ تیتیس بار الحمداللہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھو۔نوکر کی نسبت تقوی تمہارا بہتر مددگار ثابت ہوگا''۔صاحبو ہمارے پاس قرآن ہی نہیں محمد ﷺ بھی ہیں جس طرح قرآن ہے

مثل کتاب ہے حضرت محمد ﷺ بے مثل انسان ہیں قرآن لفظوں میں اللہ تعالی کے احکامات ہیں حضرت محمد ﷺ کی شکل میں اللہ کے احکامات ہیں دوستو تفرقے میں نہ پڑو ہم سب مسلمان ہیں اور آپ ﷺ کے پیروکار ہیں آپ ﷺ سے ہی عظمت ہے۔

اشکوں سے ترے دین کی کھیتی ہوئی سیراب
فاقوں نے ترے دہر کو بخشا سر و ساماں
انسان کو شائستہ و خود دار بنایا
تہذیب و تمدن ترے شرمندۂ احساں

فکر مغرب اور اسلام

قارئین کبھی کبھی میں سوچوں میں ایسا مگن ہوتا ہوں کہ اکثر میری عقل جواب دے جاتی ہے اور ساتھ ہی میرا دماغ کہتا ہے بس بھائی بہت۔۔ ممتاز مفتی صاحب کی کتاب تلاش پڑھ کر میں عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو چکا ہوں بہت سے سوالات میرے سر میں دھندناتے پھرتے ہیں اکثر اوقات میری سوچیں جواب دے جاتیں ہیں۔ قارئین آپ سب بخوبی واقف ہیں کہ یہ زمانہ اب بہت ایڈوانس ہو چکا ہے۔ہر کام آسان ہو گیا ہے۔سائنس اور ٹیکنالوجی نے زندگی کو بہت سہل بنا دیا ہے۔ مجھ جیسے ہی چند لوگ ہیں جو ایڈوانسمنٹ کے دور میں بھی ایڈوانس نہیں۔۔ قارئین یہ ایڈوانسمنٹ مغرب والے لائے ہیں جی ہاں مغرب والے ہی سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے دھڑا دھڑ نئی ایجادات کرتے جا رہے ہیں۔ مغرب والے دنیاوی علوم میں ہم سے بہت آگے ہیں اور ہم میں سے اکثریت اہل مغرب کی طرف راغب ہو رہی ہے۔ہمارے نظریات ۔ہمارے خیالات۔ہمارا رہن سہن ۔بلکہ ہمارے معاشرے کی اکثریت ہی مغربی طرز عمل پر چل رہی ہے۔افسوس کے ہم دین اسلام اور قران کریم کے ہوتے ہوئے بھی تنگ نظر ہیں ہماری سوچ وسعت نہیں رکھتی ہم مغربوں کے مداح بن گئے ہیں۔یہی مغرب والے جو بناوٹی خوشیاں لیے خود کو بڑا تصور کرتے ہیں یہ ظاہری تور پر تو خوش ہیں مگر ان کے دلوں میں بے چینی ہے ان کے زہن کسی نہ کسی کشمکش میں مبتلا ہیں۔۔بے چینی اور بے سکونی

نے ان کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا ہے اہل مغرب کے پاس ایک چیز کی کمی ہے اور اس کمی کو مغرب والے ڈھونڈتے پھرتے ہیں.بھٹکتے رہتے ہیں۔آپ سب جانتے ہیں کے اہل مغرب والے محنتی اور عیاش بھی ہیں مغرب والوں کو ایک مذہب کی تلاش ہے ایسے مذہب کی جو ان کی مکمل رہنمائی کرسکے۔یہ کائنات بے معنی پھیلاؤ نہیں رکھتی ایک با مقصد تخلیق بن جاتی ہے زندگی محنت اور عیاشی کا میری گو راؤنڈ نہیں رہتی بلکہ با مقصد ہو جاتی ہے چیزیں اپنی اہمیت کھو دیتی ہیں انسان ابھرتا ہے انسانی قدریں اہمیت حاصل کر لیتی ہیں انسانوں سے ایک بھائی چارے کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے آپ چاہے خدا کو سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن اسے مانے بغیر چارہ نہیں۔اگر آپ اسے نہیں مانیں گے تو مادیت کا ایک جہنم آپ کو چاروں طرف سے گھیر لے گا مغرب والے اس مادی دنیا کے گرداب سے صرف ایک ہی صورت نکل سکتے ہیں خود پر ایک خدا ایک رہبر مسلط کر لیں اتنی سی بات سے عظیم فرق پڑ جاتا ہے میرے ساتھیو ہماری اکثریت بھی نام کی مسلمان ہے مگر اسی نام والے مسلمان ہونے کی بدولت بھی ہم فیض یاب ہو رہے ہیں۔ مغرب والے کہتے ہیں ہائیں یہ کیسا مذہب ہے جو موجودہ دور میں بھی مکمل رہنمائی کرتا ہے اس ضمن میں فرانس کے پروفیسر جاء گارودی کا اعتراف بھی ملاحظہ ہو۔یہ واقعہ میں مفتی صاحب کی کتاب سے لے رہا ہوں۔

پروفیسر تقریبا بارہ سال فرانسیسی کیمیونسٹ پارٹی کے چیئرمین رہے اور''

لکھتے ہیں کے میرا دور یورپ میں فکری انارکی اور عملی انتشار کا دور تھا ذاتی تور پر میرا عالم یہ تھا کہ مجھے ساری آسائشیں اور مسرتیں حاصل تھیں اس کے باوجود میں زہنی سکون اور اطمینان سے محروم تھا لگتا تھا جیسے میں کسی خلا میں بھی رہا ہوں جب میں اکیلا ہوتا تو سوچتا کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی میں پر سکوں کیوں نہیں ہوں؟ کیوں مضطرب ہوں؟ کس بات پر غمگین ہوں؟ میرے والدین دہریے تھے اور میں کیمونسٹ تھا میری زندگی میں سبھی کچھ تھا مگر خدا نہیں تھا سوچ سوچ کر میں نے محسوس کیا کہ میری ایسی کیفیت اسی وجہ سے تھی کے میں خدا کے تصور سے محروم تھا میں نے جانا کہ یہ دنیا خود بخود نہیں بنی انسان کے لیے خدا کا سہارا بنیادی ضرورت ہے اس لیے میں عیسائیت پر ایمان لے آیا اور کیتھولک نوجوانوں کی تنظیم کا ممبر بن گیا پھر ایک عجیب واقع ہوا دوسری جنگ عظیم میں قید کر لیا گیا اور مجھے الجزائر کے جنگلی کیمپ میں منتقل کر دیا گیا کیمپ کمانڈر نے ایک روز حکم دیا کے مجھے گولی مار دی جائے انہوں نے مجھے دو مسلمان فوجیوں کے حوالے کر دیا ان دونوں فوجیوں نے کمانڈر کا حکم ماننے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا ہمارا مذہب نہتے انسانوں پر گولی چلانے کی اجازت نہیں دیتا کسی نے انہیں سمجھایا احمقو کیا کر رہے ہو اگر کمانڈر کو پتا چل گیا کے تم نے اس کے حکم کی عدولی کی ہے تو وہ تمہارا کورٹ مارشل کر دے گا انہوں نے کہا بے شک کورٹ مارشل کر دے لیکن ہم اپنے اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتے پروفیسر کا کہنا ہے کے ان کی بات سن کر میں سشدر رہ

گیا کیا دنیا میں کوئی ایسا مذہب بھی ہے جو انسانیت کی اقدار پر عمل کرنا بھی سکھاتا ہے جب مجھے پتا چلا کے یہ مذہب اسلام ہے تو میں نے دیوانہ وار اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کے میں نے اسلام قبول کر لیا"

صرف پروفیسر گارودی کی ہی بات نہیں مغرب میں بے اطمینانی کی فضا عام ہے لوگوں کو تمام آسائشیں حاصل ہیں مگر ایک بے نام سا احساس محرومی ہے سکون ۔ چین ۔ فرصت ۔ فراغت اور قلبی سکون میسر نہیں ایسا لگتا ہے ایک دوڑ لگی ہوئی ہے ایک بے منزل و مقصد دوڑ مغربی لوگ اپنی زندگی سے اکتا کر ایک مذہب کی اہمیت محسوس کرنے لگے ہیں مگر مغرب کے مروجہ مذہب کھوکھلے اور بے ہنگم ہیں وہ جدید انسان کے لیے مکمل اور قابل قبول نہیں ہیں پتہ نہیں کیسے یہودی رہبروں اور عیسائی پادریوں نے اسلام کے خلاف ایسا جال بچھایا ہے کہ اہل مغرب اسلام کو مذہب سمجھتے ہی نہیں وہ سمجھتے ہیں مسلمان ایک ظالم لٹیروں کا ٹولہ ہے جسکا اخلاق سے کوئی تعلق نہیں یورپ ۔ امریکہ اور دوسرے مسلمانوں کا متفقہ خیال ہے کہ موجودہ دور میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ماڈرن مین کے لیے قابل قبول ہے باقی سب مذہب توہمات کا پلندہ ہیں جنہیں دور جدید میں قبول نہیں کیا جا سکتا اہل مغرب کے اسلام قبول کرنے میں صرف ایک رکاوٹ ہے وہ یہ کے انہیں اسلام کے متعلق کچھ علم نہیں وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ ایک ایسا مذہب جو عقل کو اہمیت دیتا ہے اور علم و تحقیق کو عبادت کا درجہ

دیتا ہے ہمارے ہاں متعدد تعلیمی ادارے متعدد جماعتیں ہیں لیکن انکا تبلیغ کا انداز کچھ ایسا ہے جو نوجوانوں میں مثبت اثر پیدا کرنے کی بجائے ری ایکشن پیدا کرتا ہے امریکہ کے نو مسلم سلیمان مسفر کا کہنا ہے کہ ''مجھے اللہ تعالی نے دین حق کی توفیق عطا فرمائی حقیقت یہ ہے کہ امریکا کے باشندے کو اسلام کی صحیح صورت دکھانے کی ضرورت ہے آج تک مغرب کو اسلام کی صحیح صورت میں نہیں دکھایا گیا آج لوگ عیسائیت اور یہودیت کے مذاہب سے اکتا کر ادھر ادھر دیکھ رہے ہیں انہیں کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا اب وقت آگیا ہے کہ اسلام کی دعوت حکمت اور جرءات سے دی جائے یہ امر یقینی ہے کے مغرب کا مستقبل اسلام سے وابستہ ہے'' قارئین کچھ ہی دنوں پہلے امریکا کے صدارتی امیدوار نے مسلمانوں کے خلاف باتیں کیں جسکا جواب امریکا میں موجود غیر مسلموں اور مسلموں نے دیا مارک زکر برگ جو فیس بک کے بانی ہیں تعارف کے محتاج نہیں اللہ تعالی نے ان پر اپنی رحمت کے دروازے کھولے ہیں انھوں نے بھی مسلمانوں کے حق میں بیان دیا جو کے خوش آئین ہے مارک نے کچھ عرصہ پہلے اپنی بیٹی کی پیدائش کے موقع پر خوشی انوکھے طریقے سے منائی اس نے اپنی ۹۹ فیصد دولت خیرات کرنے کا اعلان کیا ایک نان مسلم ہوتے ہوئے بھی اس نے بہت عمدہ فیصلہ کیا اور مسلمان بزرگوں کی روایت پر مارک نے عمل کیا اگر ہمارے موجودہ کسی سیاستدان یا مولانا صاحب کے پاس اتنی رقم ہوتی تو اسکا سر غرور سے اوپر رہتا اور وہ ہم پر حکومت اور نا انصافیوں کے نئے طریقے ڈھونڈتا ہم لوگوں

میں وہ جذبہ اور ایمان نہیں جو ایک مسلمان میں ہوتا ہے ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں اور اس مسلمان ہونے کی بدولت ہی فیض یاب ہو رہے ہیں ہے کوئی ہمارا پاکستانی یا مسلم بھائی جو اپنی ساری رقم ضرورت مندوں پر نچھاور کردے اصل میں یہ اسلامی تعلیمات ہیں جو غیر مسلم اپنا رہے ہیں اور غیر مسلم دوسرے مذہبوں سے اکتا گئے ہیں وہ کوئی اسلام جیسا مذہب چاہتے ہیں ہمرے عالموں کو مارک جیسے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینی چاہیے اور مغرب جا کر اسلام کی تبلیغ کرنی چاہیے میری مولانہ طارق جمیل اور دوسرے عالموں سے گزارش ہے کے وہ مارک اور دوسرے غیر مسلموں کو مغرب جا کر اسلام کی دعوت دیں جرمنی کے ڈرک والڑ موسک لکھتے ہیں کے " میں نے ہر مذہب کا بغور مطالعہ کیا ہے لیکن اسلام کے سامنے دوسرے مذاہب کی حیثیت ایسی ہی ہے جو سورج کے سامنے ماچس کی تیلی کی میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ جو شخص بھی قرآن کو سمجھ کر پڑھے گا وہ انشاء اللہ اسلام قبول کرے گا" اس کے بر عکس ہمارے ہاں اسلام کی اجارہ داری ان پڑھوں نے سنبھال رکھی ہے جو دھڑا دھڑ دینی علوم رٹتے ہیں اور دوسرے علوم سے بھی با خبر ہیں۔۔

کہتا ہے زمانے سے یہ درویش جواں مرد
جاتا ہے جدھر بندہ حق تو بھی ادھر جا

نیا سال نیا عزم

وہی حاکم وہی غربت
وہی قاتل وہی غاصب
بتاؤ کتنے سالوں میں
ہمارا حال بدلے گا؟

قارئین نئے سال کا آغاز ہو چکا ہے اور بہت سے ملکوں میں نئے سال کو جوش و خروش سے منایا گیا بہت سے شہروں اور ملکوں میں نئے سال کی آمد سے پہلے ہی نئے سال کو منانے کی تیاریاں کی گئی تھیں۔وہیں پاکستان میں بھی مختلف مقامات پر لوگوں نے مختلف طریقوں سے نئے سال کو خوش آمدید کہا۔نوجوانوں نے خصوصی طور پر نئے سال کو منایا اور خاص قسم کی پارٹیاں آرگنائز کیں۔قارئین میری طرف سے سب کو نیا سال مبارک ہو اور میری دعا ہے نیا سال آپکی زندگیوں میں خوشیاں لائے۔

اے کاش یہ نیا سال خوشیوں کی نوید لائے
اس ملک کے ہر شہری کو یہ سال راس آئے
نہ ہو سانحہ کوئی اب نہ اجڑے کوئی گھر

نئے سال کا ہر لمحہ پیغام امن لائے

میرے عزیزو گزرے ہوئے لمحات کو بھول کر نیک تمناؤں کے ساتھ امن کی ایک مثال قائم کریں نئے سال کا آغاز خلوص دل سے نیک نیتی سے اور نئے عزم سے کریں اے ہمارے رب آنے والے اس سال کو سب مسلمانوں کے لئے باعث رحمت بنا اور ہمارے ملک پاکستان کو امن کا گہوارہ بنا دے۔آمین۔دوستو ہم سب اسلامی تعلیمات اور اسلامی سالوں پر بہت کم عمل کرتے ہیں صرف رمضان شب.برات اور عیدیں ہی اسلامی کلینڈر کے مطابق مناتے ہیں باقی سب کام تو اس انگریزی کلینڈر کے مطابق کرتے ہیں۔خیر چھوڑیئے اس بات کو اور اس نئے سال کا آغاز صحابہ اکرام رضی اللہ کے طرز پر کریں۔حدیث کی کتابوں میں ہے کہ جب نیا سال شروع ہوتا تو کریم آقاﷺ کے صحابہ ایک دوسرے کو یہ دعا سکھاتے اور بتاتے۔ترجمہ۔۔اے اللہ اس کو ہم پر امن وایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ رحمٰن کی خوشنودی اور شیطان سے حفاظت کے ساتھ لایئے (المعجم, الاوسط)۔۔

قارئین ۲۰۱۵ تو گزر گیا مگر اپنے ساتھ کچھ تلخ یادیں اور حقائق چھوڑ گیا۔

لنگے ہوئے کل کدی مڑکے نئی آئے ہندل
انج کر دل وچ خواہشاں لکھ پر لے۔۔

ہمیں نئے سال کی خوشیاں بھی منانی چاہییں مگر کچھ وقت نکال کر گزرے ہوئے

سال کو بھی یاد کرنا چاہیے گزرا ہوا سال لوٹ کے تو نہیں آئے گا مگر ہم نے گزرے ہوئے سال میں جو غلطیاں کیں ہیں ان سے کچھ سیکھنا چاہیے غلطیوں سے ہی سیکھا جاتا ہے گزشتہ سال ۵۱۰۲ میں ہم نے بہت کچھ کھویا بھی ہے اور بہت کچھ پایا بھی۔ کچھ نے اپنے عزیز واقارب کو حادثات میں کھو دیا جن کو بھولنا بہت مشکل ہے اور کچھ گھروں میں ننھے ننھے منھے پھول کھلے اور گزشتہ سال میں۔ سیاست, سیاحت, تعلیم, صحت, میڈیا, صحافت, بزنس, ٹیکنالوجی, زراعت, صنعت اور بہت سے شعبوں میں اتار چڑھاؤ آتے رہے۔ بہت سے واقعات نے دل میں دہشت پھیلا رکھی ہے اور بہت سے لمحات تر و تازہ بھی کرتے ہیں میرے عزیزو سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا قارئین نئے سال میں چند لمحات نکال کر پرانے سال کو یاد کریں اور سوچیں ہم نے کیا غلطیاں کیں اور انہیں نئے سال میں نہ دہرائیں اور نئے سال کا آغاز مثبت طریقے سے اور نئے عزم سے کریں۔ نئے جوش سے نئے ولولے سے ایمانداری سے پرانے سال میں وطن پاکستان کے رہنماؤں سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں بہت سے لوگوں سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں عزیزو جو ہوا وہ واپس تو نہیں آئے گا آئیں اللہ کے حضور سجدہ گو ہو کر اپنی پرانی غلطیوں کی معافی مانگیں اور بقیہ زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق اور پختہ ایمان کے ساتھ گزارنے کا عہد کریں نیا سال آیا ہے اور اپنے ساتھ نیا عزم بھی لایا ہے۔ ولولہ بھی ہے جوش بھی ہے خوشی بھی ہے ہوش بھی ہے موقعہ بھی ہے اور عقل بھی ہے شباب بھی ہے اور وسعت نظر بھی ہے مشکل بھی ہے

اور کوشش بھی ہے۔ عزیزو آؤ عہد کریں اپنے وطن عزیز پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں گے۔ جو بھی جس شعبے سے بھی منسلک ہے وہ ایمانداری سے اس شعبے کی ترقی کے لئے کردار ادا کرے۔ عہد کرے۔ اصل میں یہ وطن عزیز کی ترقی ہو گی۔ طالب علم, مزدور, دہقاں, انجینیئر, ڈاکٹر, بزنس مین, علماء, سیاستدان اور باقی شعبوں سے منسلک لوگ نئے سال میں نئے عزم اور جوش و جذبے سے وطن عزیز کو ترقی پذیر سے ترقی یافتہ ممالک کی لسٹ میں شامل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ کوئی قلم سے جادو کرے کوئی محنت سے کوئی عقل سے۔ یہ ہمارا وطن ہے یہ قائد اعظم محمد علی جناح کا وطن ہے یہ علامہ محمد اقبال کا وطن ہے ہم مسلمان ہیں حضور اکرم ﷺ کی امت ہیں سب سے بڑھ کر ہم پاکستانی ہیں ہمیں پاکستان سے کرپشن کا خاتمہ کرنا ہے پاکستان میں کرپٹ لوگوں کو شرمندہ کرنا ہے ہمیں تعلیم کو عام کرنا ہے ہمیں صحت پے کام کرنا ہے ہمیں توانائی کا بحران ختم کرنا ہے ہمیں پاکستان کو سلام کرنا ہے۔ پاکستان کی ساکھ کو قائم رکھنا ہے پاکستان کو روشن ستارہ بنانا ہے پاکستان کو بدعنوانیوں سے پاک کرنا ہے پاکستان میں انصاف کا نام کرنا ہے ایسا انصاف جو صحیح معنوں میں اسلام کے مطابق ہو یہ ہمارا پیارا وطن ہے انشاء اللہ پاکستان ۲۰۱۶ کا ترقی یافتہ ملک ہوگا۔ ہمارے

بزرگ, نوجوان, بڑے, بوڑھے, مرد, عورت نیز ہر فرد وطن عزیز کا معمار بن جائے۔

وطن عزیز کو ایسا وطن بنانے کا عزم پیدا کریں جہاں انصاف ہو امیر و غریب کا فرق نہ ہو

اٹھو میرے وطن کے نوجوانوں تعلیم حاصل

کرکے وطن کا نام روشن کرو غلط لوگوں کو غلط ہونے کا احساس دلاؤ وطن عزیز میں ایسی مثال بن جاؤ کے غلط لوگ خود ہی شرمندہ ہو کر صحیح راستہ اختیار کریں دین اسلام کو دل وجان سے اپناؤ اگر ہر شخص وطن کے لئے اپنا کردار ادا کرے تو پاکستان کو دنیا میں نمبر ون ملک ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا میری حکومت پاکستان وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے گزارش ہے کہ خدارا اپنے مفادات کو ترک کرکے وطن کے مفادات کو ترجیح دیں اور اپنی غلطیوں سے کچھ سیکھیں سال گزرتے جارہے ہیں حساب بڑھتا جا رہا ہے کل روز محشر اللہ کے حضور کس منہ سے حاضر ہوں گے۔۔ یا اللہ گزشتہ سال میں جو کچھ ہم سے بھول ہوئی ہے اس پر ہمیں معاف فرما۔ ۵۱۰۲ میں ہماری پاک دھرتی نے بہت زیادہ نقصانات کا سامنا کیا ہے اس آنے والے سال میں ہمارے پیارے پاکستان کی حفاظت فرما۔ آمین۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

افراتفری (حصہ دوم

قارئین میں آخری دو ہفتے یونیورسٹی میں امتحانات کی باعث کوئی بھی مضمون نہیں لکھ سکا آج جب میں امتحانات سے فارغ ہوا تو سوچا اب کس عنوان پر مضمون لکھوں بہت غور و فکر کے بعد افراتفری زہن میں آ گئی افراتفری نے دنیا میں بسیرا کر رکھا ہے کیوں نہ دوبارہ اسی موضوع پر لکھا جائے میں پہلے بھی افراتفری پر لکھ چکا ہوں اور بہت اچھے کمنٹس بھی حاصل کیے۔دنیا میں بہت سی ایجادات نے زندگی کو سہل بنا دیا ہے انسان نے ایسی ایسی ایجادات کر رکھی ہیں کہ عقل دھنگ رہ جاتی ہے اللہ تعالی کے جہاں میں سے زمین پر بنی نوع انسان نے بہت کوششیں کیں اور پوشیدہ علم کو حاصل کیا ایسا علم جو رب محنت کرنے پر ہی عطا کرتا ہے اور انسان نے اس علم سے اپنی زندگی کو سہل بنایا اور زندگی گزارنے کے نئے طریقے بنائے زندگی میں چھل پہل اور رونق بھری زندگی کو رنگوں سے بھرا اور رنگا نیز انسان نے فلسفہ زندگی ہی بدل ڈالا۔انسان صرف زمین تک ہی محدود نہیں بلکہ چاند اور دوسرے سیاروں پر بھی جا رہا ہے بلکہ کچھ سیاروں پر زندگی کے امکانات بھی ڈھونڈ رہا ہے یہ دنیا فانی ہے سب کو ہی ایک دن جانا ہے چاہے کچھ بھی کر لے۔میں نے کئی بار مشاہدہ کیا بلکہ بہت سے لوگوں نے مشاہدات کیے کہ انسان موجودہ ایڈوانسمنٹ اور ڈویلپمنٹ کے دور میں بھی خوش نہیں انسان کا دلی سکون سادگی

میں ہے ایسی سادگی جس میں چاہے ایڈوانسمنٹ نہ ہو ڈویلپمنٹ نہ ہو زندگی پر سکون ہو پریشانیاں پیچھا چھوڑ جائیں موجودہ دور افراتفری کی لپیٹ میں ہے افراتفری نے انسان کو تیز ضرور کر دیا ہے مصروف ضرور کر دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ بے چین بھی کر دیا ہے ایسی افراتفری پھیلی ہوئی ہے کہ انسان اس سے باہر نکلنا بھی چاہے تو نکل نہیں پاتا انسان اس کی لپیٹ میں آگیا ہے ایڈوانسمنٹ نے تو انسان کو پریشان کرکے رکھ دیا ہے انسان صرف ظاہری تور پر خوش ہے اور رکھ رکھاؤ کے اصول پر چلتا ہے دیکھن دکھن کے چکر میں بتلا ہے جو دیکھن دکھن کے چکر سے نکل جاؤ تو پھر کچھ بھی نہیں رہتا نہ میں رہتا ہے نہ تو۔نہ دکھ نہ سکھ۔نہ روشنی نہ اندھیرا۔کچھ بھی نہیں رہتا صرف وہ رہ جاتا ہے۔قارئین میرے نزدیک افراتفری ایک بھاگ دوڑ ہے اسٹیٹس بنانے کی بھاگ دوڑ۔خود کو بڑا کر دکھانے کی بھاگ دوڑ تیز ہر قسم کی بھاگ دوڑ۔ہر کوئی کسی نہ کسی بھاگ دوڑ میں لگا ہوا ہے کسی کو اسلحے کی دوڑ میں جیت چاہیے کسی کو روپے کی بھاگ دوڑ میں اول آنا ہے کسی کو نام بنانے کی بھاگ دوڑ نے تھکا دیا ہے عزیزو میرے نزدیک بے چینی بے سکونی بداعتمادی بے ایمانی اور پریشانی سب افراتفری کی پیداوار ہیں انسان نے جب جب کوئی تخلیق کی اسکے فائدے حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ نقصانات بھی اٹھائے حتہ کہ انسان نفسیات کا مریض بن گیا آج بہت سی ٹیکنالوجی کی وجہ سے بہت سی ریڈی ایشنز بھی پیدا ہوتی ہیں جن کی بدولت انسان نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں میرا اندازہ ہے کہ موجودہ

دور میں بہت سے انسان نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہیں عزیزو غور فرمایئے گا انسانوں نے اپنے ڈیفینس کے لیے اسلحہ و بارود بنایا ہاں اپنے بچاؤ کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے مگر اس اسلحے کی بھاگ دوڑ نے آج انسان کو بے جا پریشان کر رکھا ہے ایک انسان کی غلطی کی سزا پوری قوم کو بھگتنی پڑ جاتی ہے میرے عزیزو ہم میں کہیں نہ کہیں کوئی غلطی موجود ہے ورنہ ہم اس افرا تفری میں اتنے بھی مگن نہ ہو جائیں پوری دنیا میں اسلحے کی دوڑ نے دہشت پھیلا رکھی ہے کوئی بھی خطہ پر سکون نہیں امن کا پیغام دینے والے خود ہی اسلحے کی بھاگ دور میں شامل ہیں اور افرا تفری میں مگن ہیں اسکی دوڑ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنا چاہتے ہیں اس افرا تفری کی دوڑ میں انسان کو بہروپیے نظر ہی نہیں آتے ہر کوئی اپنی دوڑ میں مگن ہے کسی کو دوسرے کے بارے کوئی علم نہیں اگر علم ہے تو صرف دور سے کنڈیمن ہی کرتے ہیں

ایک پہاڑی کی چوٹی پر تین دیو رہتے تھے۔ ہوا۔پانی۔اور بجلی۔پہاڑی کے نیچے ایک" گاؤں آباد تھاان دیوؤں نے گاؤں والوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی کبھی پانی.برستا اور پانی کا ریلا گاؤں کو بہا کر لے جاتا کبھی ہوااس قدر تیزی سے چلتی کے فصلیں.برباد ہو جاتیں اور کبھی بجلی کڑک کڑک کر گرتی اور گاؤں والوں کے مویشی مر جاتے گاؤں والے ان سے بہت تنگ تھے گاؤں کا ایک سیانا بڈھا کہنے لگا یوں تو جینا محال ہے کیوں نہ ہم ایک وفد پہاڑیوں کی

چوٹی پر بھیجیں اور ان تینوں دیوؤں سے بات کریں ممکن ہے وہ ہم سے سمجھوتہ کرنے پر رضا مند ہو جائیں چناچہ وفد بھیجا گیا دیوؤں نے کہا ہم آپ کے دوست ہیں الٹا ہم تو تمہاری خدمت کرنے کو تیار ہیں دراصل مشکل یہ ہے کہ ہم کچھ کیے بغیر نہیں رہ سکتے تم ہمیں جو کام دوگے ہم کریں گے لیکن اگر تم نے ہمیں کرنے کو کام نہ دیا تو ہم تمہاری بستی کو تباہ کر دیں گے'' مجھے ایسے لگتا ہے جیسے ہماری نئی نسل ان تین دیوؤں جیسی ہے وہ کچھ کئے بغیر نہیں رہ سکتی اور ہم نے انہیں بے قدری اور بے کاری کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اس لیے وہ ایڈونچر کی تلاش میں تخریب کی جانب چل نکلے ہیں۔ تمام تر قصور ہمارا اپنا ہے بنی نوع انسان کا اپنا قصور۔ آج اتنی افرا تفری پھیلی ہوئی ہے کہ انسان کو کچھ معلوم نہیں صحیح کیا درست کیا انسان بس جس کام میں لگ جاتا ہے اس میں ہی مگن رہتا ہے آج ہماری ہی تخلیق بنی نوع انسان کی اپنی تخلیق اس کے لیے نقصان دہ ہے نیز انسان نے انسانوں کو قتل اور ختم کرنے کے لیے اسلحہ ایجاد کیا آج انسان اپنوں کو ہی قتل کر رہا ہے نہ مذہب کی پاسداری ہے نہ وطن کی نہ بھائی کی نہ بہن کی نہ بچے کی نہ بوڑھے کی جن ماؤں کے لال روز بروز کسی نہ کسی حادثہ میں قتل ہوتے ہیں ان ماؤں کو کوئی جواب دینے والا نہیں کہ کس نے کیوں اور کس وجہ سے انکے لال کو قتل کیا میرا بچہ تو تعلیم حاصل کرنے گیا تھا افسوس کے ہم میں سے کوئی بھی ان ماؤں کے سوالوں کے جوابات نہیں دے سکتا ہم دوسرے لوگوں کو کیا کہیں جب ہمارے اپنے ہی ملوث

ہوں قارئین اسی افراتفری میں انسان کو مقصد حیات ہی بھول گیا جدھر دیکھو افراتفری ہے ہر کوئی افراتفری کی گرفت میں ہے۔ لکھنے کو تو بہت کچھ ہے انشاء اللہ قسطوں میں لکھتا رہوں گا لکھ کر دل دل کا بوجھ ہلکا کرلیتا ہوں اس سے بڑھ کر کچھ کرنے کی آرزو ہے۔

پل گیا بندہ اپنی زندگی دی تخلیق دا مقصد ای ہندل
جے کٹ دے کوئی افراتفری دی جڑ ای تے کی ہووے

۵ فروری کشمیر ڈے

قارئین آج ۵ فروری کا سورج بھی طلوع ہو چکا ہے پاکستان اور کشمیر سمیت جہاں بھی پاکستانی کشمیری مسلمان یا دل والے موجود ہیں کشمیریوں کے حق کی خاطر اور بھارت کے ظالمانہ رویوں کے خلاف یوم یکجہتی کشمیر منا رہے ہیں۔ ۵ فروری ۱۹۹۰ کو جماعت اسلامی پاکستان کے امیر قاضی حسین احمد کی کاوشوں سے اس دن کا آغاز کیا گیا اب ہر سال پاکستان کشمیر سمیت دوسرے ممالک میں یوم یکجہتی کشمیر کے نام سے جلسے جلوس اور کنونشنز منعقد کی جاتی ہیں پاکستان میں ۵ فروری ۱۹۹۰ سے حکومت پاکستان کی طرف سے عام تعطیل کا اعلان کیا گیا اور اب ہر سال ۵ فروری کو پاکستان میں کشمیر کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے چھٹی ہوتی ہے اور بہت سے فورم پر جلسے جلوس اور محفل و کنونشنز منعقد کی جاتی ہیں ہر سچا پاکستانی کشمیر کے ساتھ ہمدردی کے احساسات رکھتا ہے کشمیر جسے لوگ جنت نظیر کہتے ہیں بھارت نے اس جنت کو متنازعہ بنا رکھا ہے اور ہر سال اس جنت کی مہک کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر انشاء اللہ بھارت اپنے ارادوں میں تا قیامت کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ قارئین مسئلہ کشمیر تو ہندوستان کی تقسیم سے ہی چلتا آ رہا ہے ریاست جموں و کشمیر برصغیر کی ایک اہم ریاست تھی اس ریاست کو انگریزوں نے ۱۸۴۶ میں معاہدہ امرتسر کی رو سے ۷۵ لاکھ روپے میں گلاب سنگھ ڈوگرہ کے کے ہاتھ

فروخت کر دیا اس کا رقبہ ۸۴۷۱۴ مربع میل تھا یہ ہندوستان کی اہم ترین ریاست تھی اس کی سرحدیں ہندوستان کے علاوہ چین روس اور افغانستان سے ملتی تھیں اس طرح اسے بین الاقوامی اہمیت حاصل ہوئی۔۱۹۴۱ کی مردم شماری کے مطابق اس کی کل آبادی ۴۰ لاکھ تھی کشمیر میں مسلمانوں کی آبادی ۹۶ فیصد تھی کشمیر کی پاکستان میں شمولیت کی بہت زیادہ وجوہات تھیں سب سے بڑھ کر مذہب دونوں علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت تھی جو پاکستان کشمیر اکٹھا کرنے کی واضح دلیل۔ دونوں علاقوں کے رسم و رواج ایک جیسے کشمیر کی دس ہزار کلو میٹر سرحد پاکستان کے ساتھ ملتی ہے کشمیر اور پاکستان میں معاشی و اقتصادی تعلقات بھی تھے اور ہیں۔دریاؤں کا بہاؤ بھی اسکی واضح دلیل ہے پاکستان میں بہنے والے دریا جو پنجاب کو سیراب کرتے ہیں سب کشمیر سے نکلتے ہیں اہم راستوں کی بناپر بھی کشمیر پاکستان کے قریب تر ہے کشمیر پاکستان کے لئے دفاعی حثیت کا بھی حامل ہے چوہدری رحمت علی نے لفظ ک سے کشمیر کی پاکستان میں نمائندگی ظاہر کی اور پاکستان بننے پر کشمیریوں نے بھی یوم پاکستان بھرپور طریقے سے منایا جو کے کشمیر کی عوام کا ریفرینڈم ہے انگریزوں اور ہندوؤں کو پاکستان ہر گز نہ بھاتا اور وہ پاکستان کو ترقی کرتا نہ دیکھ سکتے اور وہ کشمیر کو پاکستان سے الگ رکھ کر پاکستان اور کشمیر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے تھے اسی لئے ہندوؤں نے کوئی بھی موقع ضائع کیے بغیر اپنی سازشیں جاری رکھیں اور انگریز انکا ساتھ دیتے رہے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ریڈ کلف سے

مل کر پاکستان کے کچھ علاقے کاٹ کر ہندوستان کو عنایت کر دیے جن میں گورداسپور جو کہ جموں تک جانے کا راستہ فراہم کرتا ہے کشمیری عوام نے ہمیشہ سے ہندوؤں اور انگریزوں کی مخالفت کی اور انکے خلاف سر عام بغاوت کرتے رہے ہندوؤں نے سکھوں کو استعمال کرکے پٹیالہ کپور تھلہ اور راشٹریہ سیوک سنگھ کے غنڈوں کی مدد سے مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا اور پانچ لاکھ کے قریب مسلمانوں کو شہید کیا گیا اسی طرح کے متعدد ظلم و ستم کشمیر پر ڈھائے جاتے رہے اور جاری ہیں ہندوستان نے کشمیر کا جعلی الحاق اپنے ساتھ کرکے اپنی فوجیں بھی باقاعدہ طور پر کشمیر میں اتار دیں اور قتل و غارت شروع کر دی اور کشمیریوں کی آوازوں کو کچلنے کی کوشش کی گئی جب مجاہدین نے اپنی کاروائیاں شروع کیں اور کشمیر میں آزادی کو ممکن بنا دیا تب بھارت روتا ہوا اقوام متحدہ کے پاس جا پہنچا اور اقوام متحدہ نے جنگ بندی کا حکم دے دیا اور کہا گیا کے اقوام متحدہ کی زیر نگرانی استصواب رائے کا انتظام کیا جائے گا اور جنگ بندی کی لائن کھینچ دی گئی تب تک فیصد کشمیر پر پاکستان قابض ہو چکا تھا اس علاقے کو آزاد کشمیر کا نام دیا گیا۔۰۵۹۱ ۳ ۷ سے ۳۵۹۱ تک اقوام متحدہ نے کوششیں جاری رکھیں۔ مگر بھارت کی مکاری اور چالاکیوں کی وجہ سے اقوام متحدہ استصواب رائے نہ کروا سکا۔ بھارت نے متعدد بار نام نہاد الیکشن کروا کر نام نہاد حکومتیں بنائیں مگر کشمیری عوام نے کبھی انہیں تسلیم نہیں کیا۔ تب سے لے کر اب تک بھارت ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے۔ یا پھر اوچھے

ہتھکنڈوں پر اتر آتا ہے آج تک بھارت کی مکاری نمایاں ہے اور بے چارے کشمیری دربدر اپنے حق کی خاطر ٹھوکریں کھا رہے ہیں اپنا حق مانگنا اچھی بات ہے اور کشمیریوں میں اپنا حق حاصل کرنے کا ولولہ ہے بھارت چاہے اپنی ساری فوجیں بھی کشمیر پر اتار دے تو بھی وہ کشمیریوں کی آواز کو کچل نہیں سکتا آج پاکستان بھر میں بہت سی تنظیموں نے مختلف قسم کے پروگرامز منعقد کرکے کشمیریوں کے ساتھ اظہار کا دوبارہ اعلان کیا ہے اور تا قیامت کرتے رہیں گے ہمیں بھی بہت سے دوستوں نے پروگرامز پر انوائٹ کیا تھا مگر میں طبیعت کے باعث نہیں جا سکا سب سے معذرت۔ ولید آصف بٹ صاحب کی کنونشن اور فرخ شہباز وڑائچ صاحب کے ایگزیبیشن میں جانے کا ارادہ تھا مگر نہیں جا سکا۔ نہ جانے کیوں ہماری اور ہمارے کشمیری بھائیوں کی آوازیں اقوام متحدہ تک کیوں نہیں پہنچتیں یا پھر وہ اس مسئلے کا حل ہی نہیں چاہتے ان انصاف کے نمبرداروں سے کیا انصاف ہوگا یہ تو وعدے کے پاسدار ہی نہیں وعدہ خلاف ہیں قائد اعظم کے بقول کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اسی لئے پاکستان کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کے سامنے اٹھائے اور کشمیر کی بھرپور طریقے سے وکالت کرے ایسا نہ ہو کہ ہماری حمایت صرف تبصروں تک ہی محدود رہ جائے ہمیں مسلمان ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔ لکھنے کو تو بہت کچھ ہ مگر۔۔۔ آخر میں چناروں کی بیٹی نظم کے چند مصرعے

صدا دے رہی ہے چناروں کی بیٹی

ندیوں کی وادیوں کی پہاڑوں کی بیٹی
جنت کے مکینوں کی پیاروں کی بیٹی
وہ کشمیر کے آبشاروں کی بیٹی
گرا مجھ پہ آج ایک کوہ گراں ہے
کہاں ہے کہاں ابن قاسم کہاں ہے۔

شکریہ۔۔

شکر۔ بندہ اپنے رب کا تو شکر ادا ہی نہیں کر سکتا کیوں کے ہم اس کی کون کون سی نعمت کا شکر ادا کریں گے اللہ تعالی نے ہمیں بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔اور ہمیں ہر کامیابی پر اپنے رب کا شکر ادا کرنا چاہیے اور شکرانے کے نوافل ادا کرنے چاہیے۔ قارئین میں یہ مضمون کسی سیاستدان یا ہیرو کے نام نہیں بلکہ آپ سب لوگوں کے نام لکھ رہا ہوں اور یہ شکریہ کا مضمون ہے اور یہ مضمون ان سب کے نام ہے جو مجھے ہر فورم پر سراہتے رہے اور جن کی وجہ سے میں آج مختلف فورمز پر لکھتا ہوں اور اپنے والدین و استادوں کے نام جنہوں نے مجھے قابل بنایا۔ قارئین گزشتہ سوموار کے دن مجھے ہماری ویب جو کہ دنیا میں اردو کی بہت زیادہ دیکھی و پڑھی جانے والی ویب ہے کی طرف سے ’’بیسٹ پرفارمر آف دی ایئر ۲۰۱۵ ان موسٹ لائیکڈ آرٹیکلز‘‘ ایوارڈ موصول ہوا۔پہلے تو میں کچھ لمحہ حیران رہا کہ واقعی یہ سچ ہے جب اپنا نام غور سے دیکھا تو یقین ہوا کہ واقعی سچ ہے اور یہ ایوارڈ مجھے ہی ملا ہے خوشی کی کیا انتہا تھی میں بیاں نہیں کر سکتا قارئین ابھی مجھے لکھتے ہوئے چند ماہ ہی ہوئے ہیں اور بیسٹ پرفارمر کا ایوارڈ ناقابل یقین تھا اور یہ سب میرے والدین کی دعاؤں اور آپ لوگوں کی محبت اور شفقت کی وجہ سے ہے آپ لوگوں نے میرے آرٹیکلز پڑھے لائک کئے اور ان پر اچھے اچھے تاثرات بھی پیش کیے ہم

لکھاری آپ جیسے اچھے لوگوں کی وجہ سے بنتے ہیں آپ لوگ ہمارے مضامین پڑھتے ہیں اور اپنی رائے پیش کرتے ہیں اور سراہتے ہیں جسکی وجہ سے ہماری حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔دیکھا جائے اگر کوئی پڑھنے والا ہی نہ ہو تو لکھنے کا فائدہ؟خیر فائدہ تو ہر چیز کا ہوتا ہے۔مگر کوئی لکھاری کی لکھی ہوئی تحریر ہی نہ پڑھے تو لکھاری کمزور ہو جاتا ہے اسکا حوصلہ پست ہو جاتا ہے۔قارئین میں سب سے پہلے آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ اپنا قیمتی وقت نکال کر میری تحریریں پڑھتے ہیں اور اپنی رائے پیش کرتے ہیں مجھے جو ایوارڈ ملا ہے یہ آپ سب کی وجہ سے ہی ممکن ہوا۔اور میں امید کرتا ہوں کے آئیندہ بھی آپ لوگ میری تحریریں پڑھ کر اپنے خیالات پیش کرتے رہیں گے۔بقول شاعر

کچھ لوگ سیتے ہیں میرے قلم سے اپنے زخم۔۔
کچھ لوگوں کو میں چبھتا ہوں قلم کے نوک کی طرح

کچھ لوگ اپنے کمنٹس میں بہت سراہتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں اور کچھ لوگ نا پسندیدہ کہہ کر فوری غائب ہو جاتے ہیں خیر ان لوگوں کا بھی شکریہ اپنی رائے پیش کرنے کا مگر ایک مہربانی کر دیا کریں کہ وجہ ناپسندیدگی بھی بیان کر دیا کریں تاکہ ہمارے لکھنے میں کوئی خامی ہے تو ہم اس ٹھیک کر سکیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ سب کی رائے کے مطابق ہی لکھتا رہوں گا اور حق و سچ ہی لکھوں گا۔بس آپ وقت نکال کر پڑھا کریں۔دوسرا میں اپنے محترم عتیق انور راجہ

صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں راجہ صاحب روزنامہ نوائے وقت پر کافی عرصہ سے کالم نگاری کر رہے ہیں راجہ صاحب اور میں گوجرانوالہ میں ایک ہی سوسائٹی میں رہتے ہیں راجہ صاحب نے مجھے ہر فورم پر سراہا اور داد دی جسکی وجہ س میں لکھتا رہا۔ میں ہماری ویب والوں کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے مجھے یہ ایوارڈ دے کر اور بھی مضبوط کر دیا اب مجھ لکھتے ہوئے مایوسی نہیں فخر محسوس ہو گا کیونکہ بہت سے لوگ مجھے سراہتے ہیں اور میں لکھتا رہوں گا ہماری ویب آن لائن لکھنے والوں کے لیے ایک بہت ہی اچھا فورم ہے میں نے اپنی رائیٹنگ کا آغاز بھی ہماری ویب س ہی کیا اور ''کسان امتحان میں'' اپنا پہلا سیاسی کالم ہماری ویب پر لکھا اور پوسٹ کیا ہماری ویب پر مجھے لوگوں نے سراہا اور میں نے کام جاری رکھا آج مختلف اخبارات اور آن لائن ویب سائٹس پر لکھ رہا ہوں۔ شکریہ ہماری ویب۔

سرمیداں قلم کو توڑ کر خنجر بناتا ہوں۔۔

میں کاغذ کے سپاہی کاٹ کر لشکر بناتا ہوں

پتنگ بازی۔بسنت میلہ

بسنت میلہ ایک موسمی میلہ ہے جو عرصہ دراز سے پنجاب بھر اور دوسرے علاقوں میں منایا جاتا رہا اسے بھارتی بسنت پنچمی بھی کہتے ہیں یہ تہوار۔میلہ جنوری۔فروری میں موسم بہار کے آغاز پر منایا جاتا۔بسنت میلہ پاکستان میں لاہور کراچی اور دوسرے شہروں میں منایا جاتا رہا چند عرصہ پہلے کیمکل ڈور کے خطرات کے باعث بسنت میلے پر پابندی عائد کی گئی کیونکہ کیمکلز ڈوروں کی وجہ سے بہت سے جانی نقصانات بھی ہوئے اور بہت سے ایسے واقعات بھی سامنے آتے رہے۔انیسویں صدی میں تاریخی مہاراجہ رنجھیت سنگھ نے بسنت میلہ کا آغاز کیا۔اور عرصہ دراز سے ہندوستان کے لوگ بسنت کو ایک تہوار کی طرح مناتے رہے اور اسکے لئے باقائدہ تیاریاں بھی کی جاتیں لوگ میٹھے میٹھے کھانے پکاتے پیلے رنگوں کے کپڑے پہنتے اور گھروں کو سجاتے ہندؤں اور سکھوں میں بسنت کو بڑی اہمیت دی گئی اور اسے بہت خوش اسلوبی سے مناتے چونکہ مسلمان سکھ ہندو اکٹھے رہتے تھے اسی لیے انکی بہت سی عادات ملتی جلتی تھیں اسی لئے کچھ مسلمان بھی بسنت کے بڑے شوقین تھے اور ہیں۔وہ پرانے وقت وہ پر فضا کھیت اور وہ خوش اخلاق و ہمدرد لوگ ہر کھیل اور تہوار کو اپنے رنگ میں رنگ دیتے مگر اب کے بار وقت بدل گیا ہے نہ وہ فضا نہ وہ کھیت نہ وہ خالص پن نہ وہ خوش اخلاقی یہ وقت افراتفری کی گرفت میں ہے ہر

طرف افرا تفری چھائی ہوئی ہے اور ہر بنی نوع انسان کو اس نے اپنی لپیٹ میں لپیٹ رکھا ہے چھوڑیے افرا تفری کو اس پہ تو بات ہوتی رہے گی۔ بات تو بسنت کی ہے قارئین اس موجودہ افرا تفری میں کیا بسنت کیا میلہ۔ اب یہ بسنت میلہ وہ بسنت میلہ نہیں رہا۔ اب یہ صرف پتنگ بازی ہی رہ گئی ہے۔ان کیمکلز نے ہماری فصلوں زمینوں کو تباہ کرنے کے بعد ہماری زندگیوں میں تبدیلیاں شروع کر دی ہیں ۔اس طرح کمیکلز ڈوروں نے لوگوں کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ افسوس کہ انسان ظاہری طور پر تو ترقی کرتا جا رہا ہے۔ مگر اسکا باطن افسردہ ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے انسان اپنی تخلیقات سے اپنوں کو ہی نقصان پہنچتے دیکھ کر نفسیات کے گھیرے میں قید ہو رہا ہے۔ خیر چھوڑیے اس فلسفے کو اور خبر دار رہیے پنجاب حکومت نے پتنگ بازوں کے خلاف سخت اقدامات شروع کر دیے ہیں گزشتہ روز گوجرانوالہ میں بسنت کے بارے میں سنا لوگ چھپ چھپا کر بسنت مناتے رہے مگر جو پکڑے گئے پنجاب پولیس نے انکی خوب دھلائی کی اور حوالات کی ہوا بھی کھلائی شہریوں کو ڈور پھرنے اور زخمی ہونے کے واقعات بھی سامنے آئے تاہم پابندی اور سختی کے باعث کوئی جانی نقصان نہیں پہنچا۔ بہت سے دوستوں کی خواہش تھی کے میں بسنت کی بحالی کے بارے میں لکھوں مگر مجھے بسنت و پتنگ بازی میں کوئی دلچسپی نہیں اسی لئے ٹال مٹول سے کام لیا اور اب زیادہ اصرار پر لکھ رہا ہوں۔ میرے خیال میں بسنت منانا اور اسکا حکم جاری کرنا بے وقوفی ہے پنجاب حکومت نے سختی کر کے اچھا اقدام کیا بہت سے نقصانات پر قابو پایا

گیا میں ان کی کاوش کو سراہتا ہوں مگر ہم کب تک اس پر قابو پاتے رہیں گے آخر کار ہمیں اسکا کوئی اور حل نکالنا ہی ہوگا بہت سے متوالے اور بسنت دیوانے پاکستان میں موجود ہیں ہم ان کے ارمانوں کو ختم نہیں کر سکتے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ حفاظتی اقدامات بڑھائے جائیں اور کیمکل اور دوسری نقصان دہ ڈوروں پر پابندی لگائی جائے اور ایسی فیکٹریوں اور لوگوں کو حراست میں لیا جائے جو نقصان دے ڈوریں بناتے اور انکو سپلائی کرتے ہیں بسنت منانے کے لئے کچھ مخصوص مقامات کا انتظام کیا جانا چاہیے ایسے علاقوں میں بسنت میلہ کو آرگینائز کیا جائے جہاں آبادی کم ہو اور ٹریفک کا رجحان کم ہو۔کائٹس ایسوسی ایشنز اور حکومت کو مل کر بسنت میلہ کے معاملات کو طے کرنا چاہیے اور نقصانات کو ذہن میں رکھ کر ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے جہاں نقصانات سے بچا جاسکے اور لمیٹیشنز پر امپلیمنٹ کروانا چاہیے اور اس کام میں کائٹس ایسوسی ایشنز کو بھی حکومت کا ساتھ دینا ہوگا۔

اتحاد انسانیت

اتحاد انسانیت ایک بہت ہی اہم عنوان ہے۔اس عنوان کو زیر بحث لا رہا ہوں ۔اس عنوان کے بارے بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے میں کوئی بڑا رائیٹر نہیں ہوں اسی لئے میں اس عنوان پر صرف اپنی رائے پیش کروں گا۔ یہ میری رائے ہو گی آپکی رائے مختلف بھی ہو سکتی ہے۔ قارئین میرے نزدیک انسانیت میں اتحاد کا شروع ہی سے فقدان رہا۔انسان جوں جوں زندگی میں آگے بڑھتا گیادشمنیاں بڑھاتا گیا۔انسانیت کو بری طرح کچلا گیا۔ اتحاد نام کی چیز پورے انسانوں کی بجائے کسی ایک طبقے میں بھی نہیں۔چونکہ میرا عنوان اتحاد انسانیت ہے میں اسی پر ہی رہوں گا۔ ''انسانیت'' میرے نزدیک انسانیت اسے کہتے ہیں جو کسی سچے اور نیک انسان میں پائی جاتی ہے جو شخص دوسروں کے لیے بہتر سوچے کسی کے غم میں غمگین اور خوشی میں خوش اور مصیبت میں پوری کوشش اور ہمت سے مدد کرے جسے صرف اپنی اپنے خاندان اپنے فرقے کے علاوہ پوری انسانیت کی فکر جس کے کام جس کی باتیں سب انسانوں کی بھلائی کے لیے ہو۔ انسانیت لفظ لکھنے میں تو چھوٹا سا ہے۔لیکن اس کی تعریف وتشریح بہت زیادہ ہے۔ لفظ اتحاد کے معنی ہیں متحد ہو کر رہنا اتفاق قائم کرنا یکجا ہونا۔ لفظ اتحاد کسی بھی قوم کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے۔ جن کا آپس میں اتحاد قائم ہو وہ قومیں ہمیشہ مضبوط ہوتی ہیں۔ اگر ہم با قاعدہ مطالعہ کریں تو

ہمیں انسانوں میں ان دونوں چیزوں کا فقدان نظر آئے گا۔ اتحاد انسانیت کا۔ انسان ماضی میں بھی اتحاد انسانیت قائم کرنے کی کوششیں کرتا کچھ حد تک کامیاب بھی رہا مگر شیطان کو یہ ہر گز گوارا نہ تھا۔ کیونکہ اس نے انسانوں کو برباد کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔ اسی لیئے شیطانی وس وسوں نے کبھی بھی انسانوں میں اتحاد اور انسانیت کو قائم نہیں ہونے دیا۔ انسان ہمیشہ سے ہی بھٹکتا رہا۔ اللہ تعالی نے انسانوں کی اصلاح کے لیئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ آخری پیغمبر حضرت محمدﷺ پر نبوت کا خاتمہ کر دیا آپ ﷺ دنیا کے آخری پیغمبر ہیں۔ اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ اب آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا تا قیامت ضروری ہے۔ آپ ﷺ صرف مسلمانوں کے ہی نہیں پورے جہاں کے پیغمبر ہیں۔ آپ ﷺ نے بھی انسانیت کا درس دیا۔ اور انسانیت میں اتحاد کو ضروری قرار دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیمات پورے عالم کے لیئے ہیں۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

اک نسخہء کیمیاء ساتھ لایا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا سوت حادی

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

آپ ﷺ نے انسانوں کو انسانیت سکھائی اخوت بھائی چارہ اتحاد کے بارے میں

سکھایا بلکہ انسان کو انسانیت سکھادی ۔ تمام انسانوں پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تعلیمات مد نظر رکھ کر اسلام کی اتحاد انسانیت کی تبلیغ کریں ۔ آپ ﷺ نے اتحاد انسانیت کی خاطر بہت قربانیاں دیں دین اسلام کو ان قربانیوں سے سینچا۔ آپ ﷺ ان سب کو معاف فرمایا جنہوں نے آپ ﷺ کو برا بھلا کہا لہولہان کیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے عزیزوں کو شہید کیا۔ آپ ﷺ نے اتحاد انسانیت کی خاطر بے مثال قربانیاں دیں۔ اسی لیئے یہ کہنا بجا ہو گا۔ کہ اسلام اتحاد انسانیت میں سب سے زیادہ کردارادا کرنے والامذہب ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہم مسلمان ہی آپس میں متحد نہیں مسلمانوں میں اتحاد قائم نہیں رہا۔ ہمیں اسلام کو پھیلانا تھا پوری دنیا میں اتحاد قائم کرنا تھا۔ ہم تو خود ہی متحد نہیں۔ بقول اقبال

اخوت اسکو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں

تو ہندوستاں کا ہر پیروجواں بے تاب ہو جائے

کہاں ہے وہ اخوت وہ بھائی چارہ وہ اتحاد جسے ہمیں اسلام نے سکھایا؟ کیا ہم مسلماں کہلانے کے لائق ہیں؟ کیا ہمارے اندر انسانیت ہے؟ ہم بس افراتفری میں قید ہیں انسانیت ایک بہت بڑا خزانہ ہے اسے لباس میں نہیں انسان میں تلاش کرو ہمیں جس سبق کو پڑھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ انسانیت کا ہے۔ انسان ہونا ہمارا انتخاب نہیں قدرت کا عطا کردہ ہے لیکن اپنے اندر انسانیت بنائے رکھنا ہمارا انتخاب ہے دین عقل کی زمین پر معرفت کا وہ درخت ہے جس کا تنا

اخلاق شاخیں قانون اور پھل عدل و انصاف ہے کس قدر بد نصیب ہیں ہم کہ ہمیں انسانوں کی اس دنیا میں ہمیشہ علم اور عقل کی اہمیت ثابت کرنا پڑی اگر تم عظمت کی بلندیوں کو چھونا چاہتے ہو تو اپنے دل میں انسانیت کے لیے نفرت کی بجائے محبت آباد کرو۔ مگر ہم حقیقت کی طرف نہیں آتے۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اتحاد انسانیت میں کردار ادا کریں۔ نہ کہ مسلمان مسلمانوں کا ہی خون کا پیاسا رہے۔ ہمیں سب قوموں کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔ بقول اقبال۔

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدی واردشیری

ہمیں غیر مسلمانوں کے ساتھ بھی متحد ہو کر اپنی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا ہے۔

ہمیں ثابت کرنا ہے کہ اسلام بھائی چارے کا درس دیتا ہے اتحاد وانسانیت کا درس دیتا ہے۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ اب اتحاد میں فقدان ہے۔ اور یہ دین سے دوری کے باعث ہے۔ ہمیں پہلے آپس میں اور پھر پورے عالم انسانیت میں اتحاد قائم کرنا ہے۔ ہمیں فضول کاموں کو چھوڑ چھاڑ کر انسانیت کے لیئے سوچنا چاہیے ۔ آج لوگ آپس میں لڑ لڑ کر مر رہے ہیں۔ انہیں اتحاد کا درس دینا ہے۔ اور نقصانات سے بچانا ہے۔ سبھی رشتوں کے لیئے دن منائے جائے ہیں۔ کاش کوئی روٹی ڈے بھی ہوتا بھوکے لوگ پیٹ بھرکے روٹی تو کھاتے کاش کوئی کوئی کپڑا ڈے بھی ہوتا۔ تو ٹھنڈ سے ٹھٹھرتے غریب لوگ بھی کپڑے پہنتے کاش کوئی

انسانیت ڈے بھی ہوتا۔ تو لوگوں کو سمجھ آتی کہ انسانیت کیا ہوتی ہے۔اور انسانیت میں اتحاد کتنا ضروری ہے۔

دیا درس ہے اسلام نے انسانیت کا
رہے نہ اب کے مسلمان متحد
اسی میں ھندل ہے فائدہ انسانیت کا
کے رہیں ہر قدم انسان متحد

سمجھ سے بالاتر۔دہرا معیار

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر زمین پر اتارا ہے۔ اور بنی نوع انسان کا بھی فرض ہے کہ وہ اللہ تعالی کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے اور اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت دے۔ خیر چھوڑیئے دنیا میں انسان تو مختلف رنگوں میں پائے جاتے ہیں۔ مجھے آج پاکستانی عوام پہ بات کرنی ہے۔ یہ کہنا بجا ہو گا کہ ہماری عوام سمجھ سے بالاتر ہے۔ میں ایک عرصہ سے عوام پر نظر لگائے بیٹھا ہوں۔ میں نے لوگوں کو بہت تولا۔ ناپا۔ جانچا اور پرکھا لیکن جب میری باری آئی تو مجھے ترازو ہی نہیں ملا کیونکہ مجھ سے اپنے گریبان میں جھانکا نہیں جاتا مگر دوسروں کے گریبان سے نظر نہیں ہٹتی ۔ یہی ہماری عوام کا المیہ ہے۔ کہ خود میں چاہے لاکھ خامیاں خرابیاں ہوں۔ مگر خود کو دوسروں سے افضل جانتے ہیں۔ دوسروں پر تنقید کرتے ہیں۔ کسی ایک بات پر کسی ایک معیار پر اکتفاء نہیں کرتے۔ ہر روز اپنی رائے بدلتے ہیں۔ اپنی ہر خامی خرابی دوسروں پر ڈالتے ہیں۔ خود کو پاک دامن تصور کرتے ہیں اور دوسروں کو کم تر ۔زندگی کا کوئی معیار نہیں۔ معیار لوگوں کی دولت کے مطابق ہے۔ دولت کے مطابق معیار۔ خیر پانچوں انگلیاں برابر تو نہیں ہوتی۔کچھ اچھے لوگ بھی موجود ہیں جو واقعی دین دار ہیں اور انسانیت کو سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھاما ہے۔ جو مذہب وطن

کو اپنے مفاد کے لیئے استعمال نہیں کرتے۔افسوس کے ایسے انسانوں۔ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خود کو عامل اور باعمل سمجھتے ہیں مگر عمل انسے کوسوں دور ہوتا ہے۔اور خود کو بہتر جانتے ہوئے انہوں نے دوسروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ صرف انکا مقصد تنقید کرنا ہے۔دوسرے کو کم تر دکھانا۔ خود کو افضل دکھانا خیر چھوڑیئے ایسی عوام پہ تو تبصرہ ہوتا رہے گا۔آخری ہفتہ جو گزرا ہے اپنے ساتھ بہت سے سوالات چھوڑ گیا ہے۔ قارئین جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں ۔ گزشتہ سوموار کو ممتاز حسین قادری صاحب کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ یہ خبر سن کر میں بھی ششدر رہ گیا۔ عوام کافی ہلچل میں رہی۔ ممتاز حسین قادری صاحب کو سابقہ گورنر سلمان تاثیر کے قتل کے جرم میں سزا دی گئی۔ ممتاز حسین قادری صاحب نے سلمان تاثیر کو بار باراسلام مخالف بیانات اور توہین رسالت کی مجرم آسیہ کی ہمدردی اور اسلام کے قانون کو کالا قانون کہنے کی وجہ سے ممتاز قادری نے انہیں قتل کیا۔اچھا کیا یا غلط یہ تو اللہ تعالی بہتر جانتے ہیں لیکن انسان اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتا جب کوئی اسکے مذہب کے بارے میں غلط کہے۔اور میرے نزدیک ممتاز قادری شہید بھی اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکا وہ ایک سچا عاشق رسول تھا۔ اس بات کا یقین سب کو ہے۔جب تختے پر لٹکایا گیا تو اس عاشق رسول کے ہاتھ پاؤں نہ کانپے اور نہ ہی اسکے دل میں خوف اور مایوسی تھی۔ بلکہ ممتاز قادری نے خوشی خوشی اپنی جان دے دی۔افسوس ہے۔ایسے انصاف والوں پر اور ایسی

عوام پر جن کے پاس دہرا معیار ہے۔ اور ایسے حکمرانوں پر آج بہت سی تنظیموں اور پارٹیوں اور لوگوں کی طرف سے احتجاج کیئے جا رہے ہیں۔ جبکہ اب ممتاز قادری اپنے خالق حقیقی کو جا ملے ہیں۔ ان لوگوں سے میرا ایک سوال ہے کہ کہاں تھے لوگ جب ممتاز قادری کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ تب کوئی سامنے نہیں آیا جب ممتاز قادری جیل میں قید تھے۔ کہاں تھی یہ نعرہ بازی۔ کہاں تھے یہ اسلام والے جو آج اپنے مفادوں کی وجہ سے یا اپنی اپنی سیاسی دکانیں چمکانے میں لگے ہوئے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہرگز کوئی بھی اسکا درست جواب نہیں دے گا۔ کیونکہ ان سب میں دہرا معیار ہے۔ اگر ان لوگوں نے اتنے احتجاج اور جلوس پہلے قادری صاحب کے حق میں کیئے ہوتے اور سب نے مل کر ممتاز قادری صاحب کی رہائی کے لیئے حکومت سے اپیل کی ہوتی ان کے لیئے ایک اچھا وکیل کیا ہوتا مگر افسوس تب یہ سب سوئے ہوئے تھے۔ اب اپنے مفادوں کو ترجیح دینے یہ وطن میں توڑ پھوڑ کروا رہے ہیں۔ دوسری مایوسی مجھے حکومت اور انصاف کرنے والوں پہ ہے۔ خیر ان لوگوں سے تو ایسی ہی توقع کی جا سکتی ہے ۔ کیونکہ انکی نظر میں انصاف کا معیار ایک نہیں۔ صدر اور وزیراعظم آج چپ بیٹھے ہیں۔ کیا یہ ایسے کریٹیکل معاملے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے تھے۔ فیصلہ کر سکتے تھے مگر نہیں کیا کیونکہ انہیں عاشق رسول کی کوئی پروا نہیں بلکہ ایک سیاستدان کی پرواہ ہے۔ میرا سوال ہے کہ کیوں سب کے لیئے انصاف کا معیار اور ہے؟ کیوں ریمنڈ ڈیوس کو پھانسی نہیں دی گئی؟ کیوں شارخ جتوئی زندہ ہے۔ کیوں مصطفیٰ

کانجو اور گیلانی صاحب کے بیٹے زندہ ہیں۔کیا انکی باری انصاف کا معیار اور ہے۔ ہمارے وطن میں متعدد لوگوں کو عمر قید کی سزائیں بھی سنائیں گئی ہیں ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ قتل کے جرم میں ۸،۷،۱۰ سال کی سزا کے بعد مجرم کو رہا کر دیا گیا ہے۔کیا ممتاز قادری کی باری ان پر کوئی دباؤ تھا یا ذاتی رکھ رکھاؤ کو قائم رکھا۔ یہ پاکستان ہے۔یہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ پھر اس میں انصاف بھی سب کے لئے ایک ہونا چاہیے۔ ایسی قومیں تباہ ہو جاتی ہیں جہاں انصاف کا معیار دہرا ہوتا ہے۔ پاکستان میں انصاف کا فقدان عرصہ دراز سے ہے۔ اسی لئے آج ہم افرا تفری کی قید میں جکڑے جا چکے ہیں۔ ہماری حکمرانوں کی نظر میں دہرا معیار ہماری عوام کی نظر میں دہرا معیار ہم سب افرا تفری کی قید میں قابو ہیں۔ ہمیں صرف اپنی فکر ہے۔ دوسروں کے لئے کوئی سوچتا بھی نہیں نہ مذہب کی پاسداری نہ وطن کی۔ صرف مفاد پرستی رہ گئی ہے۔ یہ سب اسلام دین سے دوری کے باعث ہے۔ ہمیں خود کو بدلنا ہو گا۔ ہم سمجھ سے بالاتر ہوتے جا رہے ہیں۔

کہتا ہے زمانے سے یہ درویش جواں مرد
جاتا ہے جدھر بندہ حق تو بھی ادھر جا

کسانوں کے ساتھ دھوکہ دہی

کسانوں کے ساتھ ہمیشہ سے دھوکا۔فراڈ کیا جارہا ہے۔پوری دنیا کے کسان بے بس بالخصوص پاکستان کے ۔'کسان' جو کہ کسی دور میں ایک شان سمجھا جاتا تھا۔کسان ایک فخریہ لفظ تھا۔کسان لوگ خود پر بہت فخر محسوس کرتے تھے کسان علاقے کے معزز و قابل احترام لوگ سمجھے جاتے تھے۔زمینداری اور کاشت کاری پیشہ میں لوگ دلچسپی رکھتے تھے۔اور کسان اپنے علاقہ میں دوسرے لوگوں کی مدد کیا کرتے تھے۔کسانوں کا ایک دور ایسا بھی تھا کہ کسان ضرورت مندوں کو سال بھر کا اناج مفت میں خوشی خوشی دیا کرتے تھے اور ایسے میں بھی کسان گھرانے ہنسی خوشی زندگی بسر کرتے تھے یہ بات بھی سچ ہے کہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ موجودہ حالات کسانوں کے لئے بہت ہی کٹھن اور تکلیف دہ ثابت ہو رہے ہیں کسان چاہے آج بھی قابل احترام لوگ سمجھے جاتے ہیں مگر کسان دن بدن پستے جارہے ہیں حالات کچھ ایسے ہیں کہ جو لوگ دوسروں کے کھانے کے لئے اناج اگاتے ہیں اب وہ خود کے گھروں میں بہت مشکل سے دو وقت چولہا جلا سکتے ہیں اور دوسری ضروریات زندگی پوری کرنا ان کے بس کی بات نہیں رہی کاشت کاری پیشہ جو لوگوں کی شان و شوکت کو ظاہر کرتا تھا آج یہی پیشہ وبال جان ثابت ہو رہا ہے۔چھوٹے کاشتکار اور زرعی اراضی ٹھیکوں پر لے کر کاشت کاری کرنے والے تو قرض کے بوجھ تلے دبتے جارہے ہیں سارا دن کھیتوں

میں محنت کے باوجود بھی ضروریات زندگی پوری کرنا ناممکن سا ہو گیا ہے ایسے میں غریب اور محنت کش لوگوں کی خود کشیوں کے واقعات سامنے آ رہے ہیں چھوٹے کسان بے چارے بن کر رہ گئے ہیں وہ اپنے بچوں کو معیاری تعلیم اچھی صحت اچھی غزا اچھے کپڑے کوئی بھی ضروریات کو اچھی طرح مہیا نہیں کر سکتے۔ چھوٹے کسانوں کی بہت بڑی تعداد کاشت کاری چھوڑ کر دوسرے کاموں کی طرف جا رہی ہے اور ماں جیسی زمینوں کو بیچ کر شہروں میں صنعت سے وابستہ ہو رہے ہیں کاشت کاری میں عدم دلچسپی ملک و قوم کے لئے بہت ہی زیادہ نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے اور ہوگا ہمارے وطن کی اکثریت کاشت کاری و زراعت سے منسلک ہے اور اگر کاشت کار دب جائے تو باقی شعبوں میں بھی ہلچل مچ جاتی ہے کسی بھی وطن بلکہ ہمارے وطن کی مضبوطی میں زراعت کا بھی بہت زیادہ عمل دخل ہے ایسے میں مجھے اپنے وطن کی حکومت اور محکمہ زراعت ہمیشہ کی طرح گہری نیند میں نظر آئے ہیں اگر کسانوں نے کبھی شور ڈال کر انہیں بیدار کرنا چاہا تو کسان تنظیم کے سربراہان کو بھی وہی نیند کی دوا کھلا پلا کر اپنا حامی بنا لیتے ہیں۔ قارئین غور فرمایئے گا یہ کہنا بجا ہوگا کہ عرصہ دراز سے کسانوں کے ساتھ دھوکا اور فراڈ کیا جاتا رہا جھوٹے دعوے اور فرضی امداد دی جاتی رہی۔ گزشتہ چار سالوں سے کسان بے چارے کبھی سیلاب کی لپیٹ میں آتے رہے اور کبھی فصلوں کے کم داموں کی وجہ سے تنگ نظر آئے۔ اس عرصہ میں ایسا بھی ہوتا رہا کہ کسانوں نے جو کھادوں۔ دواؤں اور پانی کے اخراجات فصلوں پر لگائے فصلیں کاشت کے بعد ان

اخراجات کی رقم بھی پوری نہیں کر پائیں۔اور کسان قرض کے ملبے تلے دب کر رہ گیا۔ گزشتہ سال ۴۱۰۲میں حکومت کی طرف سیلاب سے متاثرہ زمین داروں کو امداد کا اعلان کیا گیا جو کہ اعلان ہی بن کر رہ گیا فوٹو سیشن کے لیئے حکومت اور انکے نمائندوں نے چند لوگوں کو امدادی چیک دیئے اور پھر پردہ سے غائب یعنی کے جو رقم امداد کے لیئے مختص کی گئی ان میں سے تنکہ فوٹو سیشن کے لیئے لوگوں کو دیا اور باقی کی رقم کرپشن کی نظر.بڑے زمیندار اور حکومتی نمائندے خوب امدادی پیسہ کھاتے رہے۔ایسا ہی کچھ ۵۱۰۲نومبر میں ہوا۔بلدیاتی انتخابات کی آمد تھی۔حکومت بلدیاتی انتخابات کی وجہ سے خوفزدہ تھی۔ اور اپوزیشن جماعتوں نے بھی کسانوں کو اچھالا ہوا تھا۔ایسے میں ایک تیر سے دو شاکار کھیلنے کے لیئے وزیراعظم پاکستان نے کسان پیکج کا اعلان کیا۔ جس کے تحت چھوٹے کسانوں کو فوری ۵۰۰۰فی ایکڑ امداد سولر ٹیوب ویل اور زراعت کے لیئے آسان شرائط پر قرضوں اور کھادوں دواؤں کے ریٹ پر کمی کسانوں کے زرعی بینک کے قرضوں پر ۲فیصد رعائیت اور بہت سی سہولتوں کا اعلان کیا گیا۔ پہلے تو کسان چیخا کہ یہ کیا مزاق۔ ہمیں آٹے میں تنکہ.برابر مدد دی جارہی ہے یہ ہمارے اور زراعت کے ساتھ مزاق ہے اس اعلان کے بعد اپوزیشن جماعتیں بھی کسانوں کا ساتھ چھوڑ گیئں اور بلدیاتی انتخابات کے باعث کسان پیکج کی مخالفت کرنے لگیں۔ یعنی کے اپنے اپنے مفاد کسان تھوڑا دھیما پڑ گیا اور سوچا خیر کچھ نہ آنے سے کچھ آجائے بہتر ہے۔ کچھ تو فرق پڑے گا۔بلدیاتی

انتخابات سے کچھ پہلے ہی چند علاقوں میں فوری ۵۰۰۰ پر ایکڑ کے چیک تقسیم کیئے گئے۔ اور الیکشنز کے دوران اور تھوڑا عرصہ تک امداد کے چیک مختلف علاقوں میں تقسیم کئے گئے۔ جو نہی الیکشنز گزرے امدادی چیک روک دیئے گے۔اور ابھی تک باقی کسانوں کو رقم فراہم نہیں کی گئی۔ ان کو آج ,کل کے دلاسے دیئے جارہے ہیں۔اور اسکے علاوہ دوسری شرائط بھی پوری نہیں کی جارہیں۔نہ قرضوں پر کمی نہ آسان شرائط پر قرضے کچھ بھی نہیں سب دھوکا دہی ۔یہاں سے سوال اٹھتا ہے کہ جو بڑی رقم کسانوں کے لئے یا کسان پیکج کے لئے مختص کی گئی تھی کیا وہ حکومتی نمائندوں میں بانٹی گئی؟ ایم این ایز۔ایم پی ایز کو تقسیم کی گئی؟یا پھر میٹرو ٹرین کی نظر ہو گئی؟کہاں گئی وہ رقم جو کسانوں کے لئے مختص تھی؟ میرے چھوٹے سے گاؤں اور اس جیسے سینکڑوں دیہات اور قصبوں کے لوگ منتظر ہیں کہ کب انہیں کسان پیکج کے تحت امدادی رقم فراہم کی جائے مگر وہ معصوم اور سیدھے سادھے لوگ نہیں جانتے کے اب فوٹو سیشن ہو گیا ہے بس یہ منصوبہ فوٹو سیشن کے وقت کچھ چیک تقسیم کیئے جانے کا منصوبہ تھا۔ان کے حق میں آنے والی رقم کرپشن کی نظر ہو گئی ہے۔ کسان پیکج کے بعد مہینے گزر گئے ہیں رقم چند لوگوں کو تقسیم کرنے کے بعد باقی کی ہڑپ ۔ کھادوں دواؤں کے ریٹ وہی اور معیار صفر۔کسان اپنی رقم کھادوں دواؤں کی نظر کرتے ہیں۔ اور قرضوں پر کھادیں دوائیں حاصل کرتے ہیں ۔مگر ان میں بھی دو نمبری ہے۔ اول تو دام مہنگے ہیں ان کے ۔دوم معیار بھی کم تر۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

کہاں ہے محکمہ زراعت جو کھادوں دواؤں کے معیار چیک کرتا ہے۔اور کسانوں کو بہتر کاشتکاری کے بارے آگاہ کرتا ہے۔انکی کارکردگی بھی صفر صرف اور صرف سفارشی لوگ ملازم بھرتی ہیں۔اور حکومت کے ساتھ مل کر کسانوں کے ساتھ دھوکا دہی کی جارہی ہے۔آخر کب اس وطن میں کوئی کسانوں کا ہمدرد لیڈر انکے حق کی خاطر دھوکے بازوں سے لڑے گا۔کسانوں کے ساتھ متعدد ایسی ناانصافیاں ہو رہی ہیں اور کی جاتی رہیں جو میں پھر کبھی بیان کروں گا۔ کرپٹ اور دھوکا بازوں کے لئے آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ

(جو ہم کو فریب دے وہ ہم میں س نہیں''۔(مسلم''

قرآن کی روشنی میں

(جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے'' (البقرہ۔١٠''

آخر میں اقبال کا شعر

جس کھیت سے نہ ہو میسر دہقاں کو روزی

اس کھیت کے ہر گوشہ گندم کو جلا دو

مایوسی

سوچا تھا کہ پاکستانی کرکٹ ٹیم کی جیت یقینی ہے دل میں بڑے ارمان تھے۔اور مجھ سمیت بہت سے شائقین ورلڈکپ میں لگاتر بھارت سے ہارنے کی روایت کو توڑنا چاہتے تھے۔ میرا خیال تھا کہ پاکستان جیت جائے گا اور میں صبح کا مضمون پاکستان جیت کے نام کروں گا اور پاکستانی کرکٹ ٹیم کی صفتیں بڑھا چڑھا کر بیان کروں گا سب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ پاکستانی ٹیم نے بھارت سے ورلڈکپ میں ہارنے کی روایت کو توڑ دیا۔ مگر ہماری خواہش صرف ایک خواہش ہی رہ گئی بھارت نے ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر ورلڈکپ میں پاکستان ٹیم کو شکست دی دوستو آپ سب کو بھی مایوسی ہوگی میں بھی آپکی طرح اس شکست سے بڑا مایوس ہوا۔ کہتے ہیں ہار جیت انسان کا مقدر ہے۔ مگر ایسا بھی کیا مقدر کے آپ ایک ہی ٹیم سے بار بار ہار جائیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاک بھارت میچ ایک بڑا میچ ہوتا ہے۔ روایتی حریف آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ دونوں ممالک کے لوگ اپنی اپنی ٹیموں کو سپورٹ کرنے میدان میں
موجود ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ گھروں محلوں میدانوں میں ایل ای ڈیز وغیرہ لگا کر باقاعدہ میچ دیکھنے کا ماحول بنایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے چہروں پر وطن کے پرچم بناتے ہیں۔ پاکستانی ٹی شرٹس پہنتے جھنڈے ہاتھوں میں لئے بڑے جوش وجذبے سے کسی نہ کسی طرح اپنی ٹیم کو سپورٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسا ایک بار نہیں ایسا

بار بار ہوتا ہے مجھے یاد ہے جب آخری ورلڈ کپ میں پاکستان بھارت سے ہارا تو مجھ سمیت ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے اسٹیٹس دیئے تھے کہ آئندہ سے کرکٹ کھیلنا ہی چھوڑ دیں۔ مگر کرکٹ دلچسپی اور وطن عزیز سے محبت کے باعث ہم ایسا کر نہیں پاتے دوبارہ ڈھیٹ بن کر پاکستانی ٹیم کو سپورٹ کرتے ہیں اور پورے جوش جذبے سے میچ دیکھتے ہیں۔ اب تو یہ ایک روایت سی بن گئی ہے کہ ہر دفعہ عوام پورے جوش جذبے سے اپنی ٹیم کو سپورٹ کرتی ہے مگر ہر دفعہ مایوسی والی روایت بھی برقرار ہے۔ ہم لوگ خود شرمندہ ہو جاتے ہیں کہ ہمارا اندازہ غلط ثابت ہوا کہ (پاکستانی ٹیم جیتے گی)۔ مگر ادھر ہماری ٹیم کے نوجوان کبھی شرمسار نہیں ہوئے۔ قارئین گزشتہ دنوں میں بھی بڑا مایوس رہا۔ ممتاز قادری شہید والے معاملے میں مایوسی ہوئی اور فوری مشرف کا ای۔ سی۔ایل سے نام نکالنے پر بھی ماوسی ہوئی۔ یعنی کہ گزشتہ دنوں پاکستانی قانون و قوانین سے بڑا مایوس رہا۔ اور اب پاکستانی کرکٹ ٹیم نے اپنے رواتی حریف سے ہمیشہ کی طرح ہار کر مایوسی میں اضافہ کر دیا۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ کرکٹ ٹیم ہارے یا جیتے کیا فرق پڑتا ہے؟ یہ سوال میں آپ لوگوں سے بھی کرنا چاہتا ہوں براہ کرم اپنے جوابات ضرور دیجئے گا۔ کرکٹ میں ہار جیت سے فرق تو کوئی نہیں پڑتا لیکن پاکستانی لوگ کرکٹ کے دیوانے ہیں اور اپنی قومی ٹیم کو ہمیشہ اول دیکھنا چاہتے ہیں۔ پاکستانی عوام کی کرکٹ دلچسپی کی وجہ سے پی سی بی اور پاکستانی کرکٹ ٹیم موجود ہے۔ یہاں میرا پی سی بی اور کرکٹ ٹیم سے ایک سوال

ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ ویرات کوہلی پاکستانی ٹیم کے خلاف گزشتہ عرصہ سے متعدد بار نا قابل شکست بھی رہے اور اچھی بیٹنگ بھی پیش کرتے رہے۔ تو پھر پاکستانی کرکٹ ٹیم نے وہرات کو ہلی کو آوٹ کرنے اور انکے رنز روکنے کے لئے کیا پلاننگ کی؟ اور اگر پلاننگ کی تو کامیاب کیوں نہ ہوئی؟ اور پاکستان ہمیشہ انڈیا سے ہارتا کیوں ہے؟۔اس کی وجوہات کیا ہیں؟۔کہتے ہیں احتساب کی فضا ہے۔ کرکٹ ٹیم اور کرکٹ آفیشلز کا بھی احتساب کیا جائے۔ ہاں بھائی ضرور احتساب کیا جائے گزشتہ دنوں کھلاڑیوں کے اثاثوں اور ابھی انکی سالانہ کمائی کی روپورٹ دیکھ کر خوشی محسوس ہوئی کہ ان سے بھی پوچھ گیچھ شروع ہوئی اور ایشاء کپ میں بری طرح ہارنے پر پی سی بی نے کمیٹی تشکیل دی جو کہ اچھا قدم ہے مگر سوال یہ ہے کہ اگر ایسی کمیٹی جو کہ ایونٹ سے پہلے ہی تشکیل دی جاے تو ہارنے سے تو بچ جائیں؟ اگر ایسا ممکن نہیں تو پی سی بی کا کیا کردار ہے؟ کمیٹی تو تشکیل دی جا چکی ہے یہاں کمیٹی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ دوبارہ ٹی ٹونٹی ورلڈ کپ کے بعد بھی ایک کمیٹی بنانی پڑے۔ بلکہ میری گزارش ہے کہ ایک ٹیم ایسی تشکیل دی جائے جو کہ چیک کرے پاکستانی ٹیم کی بھارت سے ہارنے کی وجوہات کیا ہیں؟۔ کیا پاکستانی ٹیم زیادہ پریشر میں ہوتی ہے؟ اگر ہوتی ہے تو کیوں؟ ماہرین کے مطابق پاکستانی آفیشلز پچ کنڈیشنز کو ریڈ نہیں کر پائے بھائی اگر آپ پچ کنڈیشنز کو سمجھ نہیں پائے تو آپکا کردار کیا ہے؟ آپکی تنخواہیں کس کام؟ خدارا بھارت سے ہارنے پر بھی ایک

کمیٹی تشکیل دی جائے اور ذمہ داران کو سامنے لایا جائے۔تم جیتو یا ہارو ہمیں تم سے پیار ہے مگر بار بار ہارتے جاؤ تو یہ بھی کوئی بات نہیں۔۔

را۔پٹھانکوٹ ائیر بیس

را کی پاکستانی مخالف اور پاکستان کو توڑنے کی کوشش وکاروائیوں سے ناواقف کوئی بھی نہیں۔پاکستانی بھارتی عوام اور اقوام متحدہ سمیت سب بھارتی خفیہ ایجنسی کی کاروائیوں سے واقف ہیں۔پاکستان بننے کے بعد کبھی بھارتی حکومت نے دل سے پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ادھر بھارت ہمیشہ کی طرح پاکستان کی جڑیں کمزور کرنے کی کوششیں کرتا رہااور یہاں پاکستان ہمیشہ تعلقات کے فروغ کی کوشش کرتا رہا۔بھارت ہمیشہ دوگلی پالیسیوں پر گامزن رہا یعنی بگل میں چھری منہ میں رام رام۔ظاہری تور پر تعلقات کی بہتری اور پس پردہ تخریب کاریاں۔پہلے بھارتی مداخلت نے مشرقی پاکستان کو توڑااور بنگلہ دیش وجود میں آیا۔بھارت نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا اپنی خفیہ ایجنسی را کو افغانستان اور ایران کے زریعے پاکستان میں بہت سی تخریب کاریوں کے لئے استعال کیا۔پاکستان نے را کے کئی ایجنٹس پکڑے بھی باقاعدہ کاروائی بھی کی اور اقوام متحدہ کو ثبوت بھی پیش کئے اور بھارت کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے لانے کی کوشش بھی کی۔مگر اسکے خاطر خواہ نتائج سامنے نہ آئے اور نہ ہی بھارت اپنے کاموں سے باز آیا اور نہ ہی اقوام متحدہ نے کوئی ایکشن لیا۔یہاں سوال یہ بنتا ہے کہ کیا پاکستان را کا معاملہ صحیح طریقے سے دنیا کے سامنے پیش کر پایا؟یا پھر اقوام متحدہ ہی نام نہاد ہے

اپنے مفادات کے لئے ؟یا بھارت بہت بڑا چال باز ہے انٹر نیشنل لیول پر؟ گزشتہ دنوں بلوچستان سے بھارت کا حاضر ڈیوٹی افسر اور راکا بڑا نمائندہ پکڑا گیا جو کہ ابھی زیر تفتیش ہے موصوف کا نام کل بھوشن یادو ہے۔براستہ ایران ایرانی پاسپورٹ بنوا کر پاکستان پہنچا جناب نے اپنا نام بھی تبدیل کر رکھا تھا مزید تفتیش سے پتا چلا کہ براستہ افغانستان اسلحہ اور رقم پاکستان منتقل کرتا اور بلوچی تنظیموں کو روپے اور اسلحہ کی مدد فراہم کرتا۔بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ بہت سی تنظیموں کی پشت پناہی کرتا۔ اور روپے کے عوض انکو پاکستانی مخالف کام کے لیئے متعدد ٹاسک دیئے جاتے۔مزید انکشافات کیئے جا رہے ہیں کہ بلوچستان کے علاقہ میں جیولری کی دکان چلاتا رہا تاکہ کسی کو شک نہ ہو تفتیشی ٹیم نے اس کے موبائل آکاؤنٹس اور وائرلیس سیٹ کی بھی انفارمیشن حاصل کر لی ہے۔ انٹرنیٹ آکاؤنٹس کی بھی۔اور انکشاف یہ کیا جا رہا ہے کہ اس کے مزید ساتھی راکے اور بھی نمائندے پاکستان میں موجود ہیں ۔ بلوچستان کے علاوہ کراچی میں باقاعدگی سے تخریب کاریاں کی جاتی رہیں رانے اپنے اس نمائندے سمیت پوری ٹیم کو بلوچستان کراچی کی پاکستان سے علیحدگی سمیت اور مزید ٹاسک سونپے۔ لیکن پاکستانی انٹیلی جنس نے اس کمیٹی کے سربراہ کو ہی پکڑ لیا اور مزید پورے گروہ کے پکڑے جانے کا امکان ہے۔ معلومات کے مطابق یہ شخص کافی عرصہ سے اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھا اور اسکے بہت سے ساتھی پاکستان سمیت افغانستان میں موجود ہیں۔ بھارت کا افغانستان پر کافی

عرصہ سے کنٹرول ہے اور افغان سرزمین کو پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کی پوری کوشش کرتا رہا کئی بار پاکستانیوں نے را کے نمائندوں کو پکڑا مگر بھارت ثبوتوں کے باوجود ماننے سے انکار کر دیتا مگر اس بار بھارت نے تسلیم کیا کہ کل بھوشن یادو ہمارا ہی شہری ہے اس کے علاوہ بھارت کا کوئی بیان سامنے نہیں آیا۔یعنی کے چوری اور سینہ زوری پاکستان ان حالات میں بھی بات چیت کو چھوڑنا نہیں چاہتا ایک طرف بھارت میں دوگلی پالیسیاں اور دوسری طرف پاکستان کی خطے میں امن کی کوشش۔ایرانی صدر حسن روحانی پاکستان آئے تعلقات کو مزید فروغ دینے پر بات چیت ہوئی جنرل راحیل شریف نے ایرانی صدر سے ملاقات کی اور بھارتی پرپیگنڈہ کے بارے میں بتایا اور را کے ایران میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف کام کے بارے بتایا اور امید ظاہر کی ایران امن کی خاطر پاکستان کا ساتھ دے گا۔پٹھانکوٹ ایئر بیس پر حملے کی تحقیقات کے لئے پاکستانی کمیٹی منگل کو بھارت روانہ ہوگی وہیں بھارت میں بھارتیوں کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے اور تحقیقاتی کمیٹی پر بہت سی پابندیاں عائد کر دیں۔ یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں؟ دیکھنا یہ ہوگا کہ کیا تحقیقاتی کمیٹی ایسے میں تحقیقات مکمل کر پائے گی؟ بھارت پٹھانکوٹ ایئر بیس پر حملہ کی تحقیقات کو لے کر اتنا خوفزدہ کیوں ہے؟ کیا اس میں کوئی بھارتی سازش ہے؟ یا بھارتی انٹیلی جینس را نے خود یہ حملہ کروایا؟تاکہ پاکستان پر پریشر ڈالا جاسکے اور دوسری طرف اپنی تخریب کاریاں جاری رکھی جاسکیں۔ مجھ سمیت بہت سے لوگ

جانتے ہیں کہ بھارت پٹھانکوٹ ائیر بیس پر حملہ کا کوئی حل نہیں چاہتا کیونکہ یہ انکی اپنی تنظیم را کا ہی رچایا ہوا ہے صرف پاکستان پر الزامات ڈالنے اور پاکستان سے تعلق ختم کرنے کی خاطر رچایہ گیا۔ ہمیشہ سے ہی پاکستان بھارت کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے اور بھارت اپنی کثیر رقم پاکستان میں مختلف سازشیں جنم دینے اور پاکستان کے خلاف استعمال کر رہا ہے یہ بھارتی عوام کے لئے بھی سوچنے کی بات ہے پٹھانکوٹ سمیت کئی دوسرے حملے بھی بھارتی ایجنسی را کے اپنے ہی پلان کا حصہ تھے جو صرف پاکستان کو عالمی سطح پر نقصان کی خاطر کئے گئے۔

تبدیلی

ہمارہاں پاکستان میں ہمیشہ سے ہی تبدیلی کا غلط مفہوم نکالا جاتا رہا عرصہ دراز سے ہی ہم سب تبدیلی کا مطلب بھی اپنے مطابق تبدیل کرتے ہیں ہر کوئی چینج کی بات کرتا ہے اور اپنی ضرورت اور خواہش کے مطابق اسی چینج کے معنی و مفہوم تبدیل کر دیتے ہیں۔لفظ تبدیلی بھی اب اکتا گیا ہوگا کہ کیسے وطن میں پھنس گیا ہوں میرا کوئی معیار کوئی وجود نہیں سراسر مذاق بن کر رہ گیا ہوں.بڑے.بڑے تبدیلی کے دعویدار بھی تبدیلی کی باتیں آسمانوں کی بلندیوں تک کرکے پھر خود ہی اس فرش پر دے مارتے ہیں تبدیلی لفظ ایسے لوگوں کا کھلونا بن کر رہ گیا ہے۔قارئین آپ سب سے ایک سادہ سا سوال ہے۔کہ تبدیلی کیا ہے؟.براہ کرم اپنے جوابات ضرور دیجئے گا۔دوستو میرے نزدیک تبدیلی ایک پرفیکٹ چینج کا نام ہے۔ایک پازیٹیو چینج کا نام ہے۔جو واقعی حقیقت میں ایک معاشر کو بدل کر بہتری کی طرف گامزن کردے۔میں جانتا ہوں کہ آپ سب کے نزدیک بھی تبدیلی کا معیار ایسا ہی ہوگا۔تبدیلی ضمیر کی تبدیلی ہے۔تبدیلی سوچ کی تبدیلی ہے۔ تبدیلی کچھ کرنے کی ہمت دلاتی ہے۔ تبدیلی نئے چہرے لاتی ہے۔ تبدیلی آنگن میں نئے اور پاک صاف پھل و پھول اگاتی ہے۔تبدیلی ہم سے ہے اور ہم تبدیلی سے ایک معاشرے کو بدل کر ایک اچھا

اور خوشیوں والا معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں تبدیلی حق و سچ کا غلبہ لاتی ہے۔ قارئین تبدیلی ہر گز یہ نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا یا بھائی۔ تبدیلی یہ ہے کہ امیر کے بعد اہل غریب شخص۔ اور دوستو چہروں کی تبدیلی کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایک چوہدری کی جگہ دوسرا چوہدری یا کسی بڑے چوہدری کی جگہ اس کا چھوٹا بھائی یا بیٹا لے آیا جائے۔ ہمارے وطن پاکستان میں ہر نئے سیاستدان نے اپنا سیاسی آغاز بڑے جوش و جذبے سے کیا اور تبدیلی کے نعرے لگائے مگر تھوڑی بہت مقبولیت کے بعد وہی جاگیرداروں اور قوم کے لٹیروں کو ساتھ ہاتھ ملا کر تبدیلی لفظ کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ خیر یہ کہنا بجا ہوگا کہ تبدیلی پاکستان میں بہت زیادہ ہے وہ کچھ ایسے یعنی اپنا اسٹیٹس ہی تبدیل کر دیا جاتا ہے جو نئے چہروں کو سامنے لانے سے تبدیلی کو منصوب کرتے ہیں انکے نزدیک ہی پھر تبدیلی کا معیار تبدیل ہو جاتا ہے جب وہ پرانے لٹیروں کو ساتھ ملا لیتے ہیں ایسے لوگوں کا مکروح چہرہ واضح ہو جاتا ہے اور انکے روز روز کے تبدیل ہونے کا بھی سب کو بخوبی علم ہوتا ہے۔ ایسا پاکستان میں ہر سیاسی پارٹی نے کیا سب کے وعدے جھوٹے ہوتے ہیں یکے بعد دیگر وطن و قوم کا خزانہ لوٹ کر بیرون ممالک میں عالی شان محل اور بزنس ڈویلپ کرتے ہیں پاکستان کو ہمیشہ سے ہی جس کا جتنا بس چلا اس نے اتنا ہی لوٹا سب باری باری وطن کو لوٹتے ہیں ان کے بچے یورپ کے بڑے بڑے تعلیمی اداروں میں پڑھتے ہیں اور وطن میں تعلیم کا دہرا معیار ادھر تعلیم کے بجٹ سے بیرون ممالک بچوں کی تعلیم

اور آسائشیں۔ادھر صحت کا نظام بہت.برا اور حکمرانوں کے زرا سی تکلیف پر بیرون ممالک مہنگے ترین علاج۔ہر سیاسی پارٹی قوم کو چونا لگانے پر تلی ہوئی ہے میں یقین سے کہتا ہوں کے یہ لوگ بیٹھ کر عوام پر ہنستے ہوں گے کہ بار بار عوام بے وقوف بن جاتی ہے۔ حقیقی تبدیلی عوام کی سوچ کی تبدیلی ہے نظام کی تبدیلی ہے۔شریف.برادران ۔زرداری بھٹو فیملی۔ چوہدری برادران ۔ عمران خان۔ اور مولانا حضرات سمیت سب کا مقصد صرف قوم کو لوٹنا ہی ہے بس فرق صرف اتنا ہے تبدیلی صرف اتنی ہے کہ سب کے لوٹنے کے طریقے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تبدیلی تب ممکن ہو گی جب دہرا معیار ختم ہو جائے گا۔جب امیر و غریب کا فرق ختم ہو جائے گا امیر و غریب کے بچے ایک ادارے میں پڑھیں گے صحت کی بہتری کے لئے ایک جیسا ہی نظام ہو گا ایک ہی ہسپتال میں امیر و غریب علاج کروائیں گے جب صحیح حقدار اور اہل حکمران سامنے آئینگے جب روپے کا لالچ ختم ہو جائے گا جب کسی غریب کا بیٹا بھی وزیر ہو گا تب ہی غریبوں کی بہتری کے لئے کچھ ہو سکے گا۔جب امیر و غریب کے لئے ایک جیسا نظام ہو گا۔سرکاری ادارے فعال اور آزاد ہونگے انصاف کا نظام سب کے لئے یکساں ہو گا قانون سب کے لئے ایک ہو گا مگر یہ ممکن ہونا بہت مشکل ہے ہمیں اپنے حق کے لئے کسی نہ کسی طرح آواز اٹھانی ہو گی۔ حقیقی تبدیلی ہم سے ہے۔ میری الیکشن کمیشن آف پاکستان سے گزارش ہے کہ آئیندہ کچھ ایسا انتظام کیا جائے کہ الیکشنز میں روپے اور طاقت کے استعمال کو ختم کیا جائے اور نا اہل لوگوں کو ہمیشہ کے لئے مسترد کیا جائے اگر

الیکشن کمیشن اپنا کردار ادا کرے تو واضح فرق پڑ سکتا ہے۔ اگلا پارٹ تبدیلی بھی چند دنوں بعد لکھوں گا

(تبدیلی (پارٹ ٹو

ایسے دستور کو صبح بے نور کو
میں نہیں مانتا میں نہیں مانتا

حبیب جالب کا شعر ہے حبیب جالب نے جو انقلابی گیت لکھے وہ اب کچھ اور ہی کام کے لئے استعمال ہو رہے ہیں خیر تبدیلی و انقلاب شاعری میں تو زندہ ہے۔ قارئین میں آج آپکو بتانے کی کوشش کروں گا کہ ہمارے نظام اور معاشرے کے بگاڑ کی وجوہات اور ساتھ ہی حقیقی تبدیلی کے بارے آگاہ کروں گا اور بتاؤں گا کہ تبدیلی کیسے ممکن ہے۔ قارئین دین سے دوری ایک بہت بڑا فیکٹر ہے جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوا اور ہو رہا ہے ہمارا نظام مفلوج ہے ہمارے حکمران و عوام دھوکے باز کرپٹ ہیں۔ دوستو آپ لوگ سمجھ رہے ہوں گے کہ دین کا تبدیلی سے کیا تعلق ہے۔ بہت گہرا تعلق ہے ہمارا دین اسلام زندگی کے ہر شعبے میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے اور آج ہم اپنے دین کے راہنما اصولوں کو ہی بھول چکے ہیں اور غیر مذاہب قومیں اور وطن ہمارے دین کے اصولوں کو لے کر دن رات ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ حقیقی تبدیلی ان میں آئی ہے۔ جنھوں نے اپنے معاشرے کی بہتری کے لئے اسلام کے راہنما اصولوں کو اپنایا۔ دوستوں نہ تو میں کوئی عالم ہوں نہ ہی کوئی مولوی البتہ میرا دل کہتا ہے۔ کہ تبدیلی کا واسطہ دین سے ہے۔ اگر ہم دین اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام

لیں تو ہمارا معاشرہ تبدیل ہو سکتا ہے اکی دو چھوٹی مثالیں جھوٹ سے اور سود سے اجتناب فرق واضح نظر آئے گا۔دین اسلام کا تبدیلی سے کیا لنک وہ بھی تفصیل میں پھر کبھی لکھوں گا۔ غربت بھی ایک بہت بڑا فیکٹر ہے۔جو ہمارے معاشرے کی بگھاڑ میں شامل ہے۔ غربت کی وجہ سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے اور ہو چکا ہے۔ غربت کا ڈائریکٹ لنک کرپشن سے ہے۔اور کرپشن سے غربت اور پھر غربت سے مزید جرائم دہشت گردی قتل و غارت چوری ڈکیتی اور ایسے بہت سے جرائم اور بھی ایسے مزید فیکٹر ہیں جو معاشرے کی تبدیلی میں رکاوٹ ہیں لیکن دہرا معیار ڈیول پالیسی یعنی امیر وغریب کا فرق اور جاگیر دار نہ نظام خاندانی سیاست اور اعلی عہدوں پر لالچی اور چوروں ڈاکوؤں کا قبضہ اسے یہ کہنا بجا ہو گا کہ سارے فیکٹر ز کی جڑ ہیں یہ۔ میں نے بارہا سوچا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ پاکستان کا موجودہ نظام تبدیل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ پورا کا پورا نظام ایسے نظام کا کیا فائدہ جہاں قانون تو ہے مگر اس پر عملدرآمد نہیں اور نہ ہی قانون کی پاسداری جہاں انصاف نہیں مجھے تو بھکاؤ لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جب میں انکے بارے میں سوچتا ہوں کہ ان لوگوں نے اللہ تعالی کو حاضر ناظر جان کر ایمانداری کا حلف اٹھایا ہے کیا ایسے حلف کی کوئی اہمیت نہیں؟ کیا ہے یہ سب اتنا پڑھنے لکھنے کے بعد بھی جہالت؟ ہم نے پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا کہاں ہیں اسلامی قوانین ؟اگر ہیں تو پاسداری کیوں نہیں؟ کیا ہمیں اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونے کا کوئی خوف نہیں ایسے نظام کا کیا فائدہ جہاں

غریب۔ غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔اور امیر۔ امیر سے امیر تر قسم سے کبھی کبھی دل چاہتا ہے ایسے نظام کو ہی آگ لگا دوں نہ تو ہم ایسا کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ اس کا حل ہے اصلی حل توزہن کی تبدیلی ہے۔زہن دل و دماغ نیز اپنی آنکھوں کانوں اور ہاتھوں اپنے جسم کے ہر اعضاء کو اسلام کے مطابق استعمال کرو پہلے اپنے اندر تبدیلی لاؤ اپنے اندر انقلاب لاؤ اپنا زہن تبدیل کرو۔ جتنا ہمارا نظام بگھڑ چکا ہے اس میں تبدیلی لانے کے لئے کافی عرصہ لگ سکتا ہے اگر ہم کہیں کہ آلہ دین کا چراغ لا کر فٹا فٹ ہی سب کچھ تبدیل کر دیں گے تو یہ جھوٹ ہے۔اور میں بتاتا جاؤں کے بڑے بڑے تبدیلی کے دعویدار بھی جھوٹے ہیں اس وطن میں سب پنجابی والے (دا) یعنی داؤ پر بیٹھے ہوتے ہیں کب انہیں بھی لوٹنے کا موقع ملے۔آخری کالم میں بھی میں الیکشن کمیشن سے مخاطب ہوا تھا پھر کچھ کہنا چاہتا ہوں خدارا اپنے ہونے کا کچھ ثبوت پیش کریں اور آئندہ انتخابات سے پہلے ہی کوئی ایسی پالیسی تشکیل دیں جس سے کرپٹ لوگ ہمیشہ کے لئے نا اہل ثابت ہو جائیں ایسا نظام اور پالیسی بنائیں کہ اسلحہ اور روپے کی طاقت کا استعمال الیکشنز میں ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے ایسی پالیسی ہو کہ غریب اور ایماندار لوگ بھی سامنے آسکیں اگر ایسا ہو جائے تو زندگی بھر کے لئے لوگ آپ کو دعائیں دیں گے اور اللہ بھی اسکا اجر دے گا۔ میری قومی اسمبلی کے تمام ممبران اور سینٹ کے تمام ممبران سے گزارش ہے کہ آئین میں ترمیم کرکے یہ بل پاس کیا جائے کہ وزیر اعظم اور صدر

پاکستان کے لئے پی ایچ ڈی و ایم فل کی ڈگری اور تعلیم والے شخص ہی اپنے کاغذات جمع کرواسکیں قومی اسمبلی وزیر مطلوبہ وزارت میں ماسٹر و ایم اے تک تعلیم یافتہ ہوں ایم این ایز و ایم پی ایز بھی کم از کم ماسٹر ڈگری ہولڈر ہوں اور ناظم و نائب ناظم بی اے اور جنرل کونسلر ایف اے تک تعلیم یافتہ ہوں اور عہدوں کے حساب سے نیٹ گیٹ سیٹ وغیرہ کے ٹیسٹ ہوں جن میں پاس ہونا لازمی ورنہ الیکشن لڑنے کی اجازت نہ دی جائے۔ میں جانتا ہوں کہ ایسا ہونے نہیں دیں گے کیوں کہ یہ تبدیلی چاہتے ہی نہیں انکا لالچ معاشر کو ختم کرکے ہی دم لے گا موجودہ پاکستان کے نظام میں صاف ستھرے سیاسی نمائندوں اور لیڈروں کی ضرورت ہے جو لالچ کے بغیر وطن کے لئے کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں اگر کوئی ایسا کرنے میں اپنا کردار ادا کرے تو میر نزدیک وہ بھی عبادت ہے۔ ذرا سوچئے۔ حقیقی تبدیلی کے بارے میں سوچئے ہمیں ہی کچھ کرنا ہے اپنے وطن کی ساکھ کو قائم رکھنے اور بچانے کے لئے۔

تقریب میسج آف اقبال ٹو یو تھ ۔ ملاقات منیب اقبال اور ہماری ویب رائٹرز کلب

بیس اپریل کو میں ڈیپارٹمنٹ میں موجود تھا ایک دوست حافظ امیر حمزہ بھاگتے ہوئے آئے اور بتانے لگے کہ آج منیب اقبال شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کے پوتے یونیورسٹی ایڈی ٹوریم میں تشریف لا رہے ہیں میرے ساتھ چلو انکا خطاب سنیں گے۔ میں بہت کم ہی تقریبوں میں جاتا ہوں مگر حافظ صاحب نے ہمیں علامہ محمد اقبال کی عقیدت میں قائل کر لیا۔ڈیپارٹمنٹ سے اجازت مانگی اور ایڈی ٹوریم کی طرف چل دیے لگ بھگ دو بجے کا وقت تھا پانچ منٹ بیٹھنے کے بعد میں نے جائزہ لیا کہ ابھی سیمینار کے آغاز میں کچھ وقت ہے۔ میں اٹھ کر سیمینار کے آرگنائزر الیکٹرونکس سوسائٹی کے صدر عتیق الرحمان ان کے پاس چلا گیا اور اپنے بارے میں بتایا کافی رسپیکٹ ملی اور پھر ایونٹ کے بارے معلوم کیا انہوں نے مجھے بتایا کہ ابھی منیب صاحب کے آنے میں کچھ وقت درکار ہے ہم ایونٹ کے فوری بعد ریفریشمنٹ کے دوران آپکی ملاقات منیب صاحب سے کروا دیں گے۔ میں وہاں سے حافظ کو لے کر قریب ہی فلیٹ میں چلا گیا ایک گھنٹے بعد کچھ باذوق دوستوں صدام ثاقب اور اظہر نے ہمیں زبردستی پھر ساتھ لیا اور سیمینار میں چلے گئے یونیورسٹی آف لاہور الیکٹرونکس سوسائٹی والوں نے اچھا انتظام کیا ہوا تھا لوگ پورے نظم و نسق کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے منیب صاحب کے آنے میں کچھ وقت ابھی بھی تھا اس سیمینار

وایونٹ کا نام و عنوان تھا'' میسج آف اقبال ٹو یوتھ بائے منیب اقبال''۔ اس بار انتظار نہ کرنا پڑا تھوڑی ہی دیر بعد منیب اقبال تشریف لائے اور پر جوش استقبال کیا گیا تلاوت قرآن پاک سے باقاعدہ تقریب کا آغاز کیا گیا آپ سب جانتے ہی ہوں گے کہ اکیس اپریل ۱۹۳۸ کو علامہ محمد اقبال اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر لوگوں کے دلوں میں ابھی تک زندہ ہیں۔ یہ تقریب علامہ صاحب کی برسی کے سلسلہ میں منعقد کی گئی تقریب میں لڑکوں نے اقبال کی شاعری سنائی اور نغمہ پیش کیا جی منیب صاحب کے خطاب کی باری آ گئی آپ کو بتاتا جاؤں کہ منیب اقبال کافی ہنسی مذاق والے انسان ہیں انہوں نے سٹیج پر آتے ہی کہا''پائی میں ڈاکٹر ڈوکٹر کوئی نئی ایویں مینوں وی لوگ اقبال صاحب دی عقیدت نال ڈاکٹر کہہ دیندے نے'' ان کے اس سٹارٹنگ جملے سے لوگ زرا پہلے سے زیادہ متوجہ ہو گئے۔ منیب صاحب نے کافی لمبا خطاب کیا جس میں سے کچھ سرسری باتیں بتا دیتا ہوں انہوں نے بتایا کہ علامہ صاحب کی پیدائش فجر کی آذان کے وقت ہوئی اور جب وہ اس دنیا س رخصت ہوئے تب فجر کی جماعت کھڑی تھی یعنی انہوں نے اذان سے لے کر جماعت تک کا وقت پایا اور اس تھوڑے وقت میں لوگوں کے دلوں پر چھا گئے اور اللہ نے اتنا ذیادہ مقام عطا کیا۔ بتایا کہ علامہ صاحب نے انگریز حکومت کی طرف سے ''سر'' کا خطاب لینے سے انکار کر دیا اور خواہش ظاہر کی کہ جب تک میرے استاد سید میر حسن کو ''شمس العلماء '' کا خطاب نہیں ملتا تب تک میں بھی یہ خطاب نہیں لے سکتا انگریز حکومت نے کہا کہ آپ کی نظمیں

اور اشعار بہت سی اخبارات پر شائع ہوتے ہیں آپکو بہت سے لوگ جانتے ہیں مگر میر حسن ۔علامہ صاحب نے جواب دیا میں بذات خود چلتا پھرتا اپنے استاد کی ایک کتاب ہوں۔انہوں نے بتایا کہ علامہ صاحب نے انسانیت مسلمانوں کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے لئے بھی شاعری کی اور نوجوانوں کو بیدار کیا کیونکہ نوجوان قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں منیب صاحب نے اپنے دادا کے یہ اشعار بھی پڑھے۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا

منیب صاحب نے ایک واقعہ بتایا کہ نہرو پنڈت ایک دفعہ ملاقات کے سلسلے میں علامہ صاحب کے پاس تشریف لائے اور نیچے زمین پر بیٹھ گئے علامہ صاحب بڑے حیران ہوئے اور کہا اوپر بیٹھیں جواب میں نہرو نے کہا ہم تو بہت چھوٹے درجے کے پنڈت ہیں آپ کے آباؤ اجداد بہت اعلی درجے کے پنڈت تھے اسی لئے ہماری جگہ یہیں بنتی ہے علامہ صاحب کو بہت غصہ آیا کیونکہ وہ ایک سچے مسلمان اور درجوں پر یقین نہیں رکھتے تھے خیر پنڈت نہرو نے باتوں باتوں میں اقبال صاحب کو کہا کہ آپ نے محمد علی جناح کو مسلمانوں کی قیادت کیوں سونپی بلکہ آپ کو

تو خود ہی مسلمانوں کی قیادت سنبھالنی چاہیے تھی علامہ صاحب کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگے میں تمہاری سازشوں کو اچھی طرح جانتا ہوں تم ہمارے اندر تفرقہ ڈالنا چاہتے ہو مگر میں ہرگز ایسا نہیں ہونے دوں گا جان لو کہ مسلمانوں کے اصل لیڈر جناح ہی ہیں میں انکا ایک عام سا سپاہی ہوں اور ساتھ ہی نہرو کو گھر سے چلتا کیا۔ منیب صاحب نے بتایا کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ اقبال اور جناح کی آپس میں بنتی نہیں تھی یہ انکی بھول ہے انہیں " لیٹرز آف اقبال ٹو جناح "بک پڑھنی چاہئے بہت کم لوگ اس بک کے بارے میں جانتے ہیں یہ بک اقبال نے لکھی اور جناح نے پبلش کروائی۔ علامہ صاحب کے دو قومی نظریے کے بارے میں سب جانتے ہیں منیب صاحب نے کافی چیزیں بتائیں جو پھر کبھی تفصیل سے لکھوں گا۔ تقریب کے فوری بعد ریفریشمنٹ تھی ریفریشمنٹ کے دوران میری منیب اقبال صاحب سے ملاقات ہوئی دعا سلام کے بعد میں نے اپنا اور بحیثیتِ گوجرانوالہ سٹی کوآرڈینیٹر (ہماری ویب رائٹرز کلب) ہماری ویب رائٹرز کلب کا بھی تعارف کروایا اور ساتھ ہی کلب کی خدمات حوالے سے بھی آگاہ کیا اور تھوڑی گپ شپ کے بعد میں نے منیب صاحب سے سوالات شروع کر دیے۔ میں نے بھی آغاز ہنسی مذاق سے کیا منیب اقبال ابھی غیر شادی شدہ ہیں شادی سے متعلق سوال کر دیا اور انہوں نے بڑی ہوشیاری سے یہ کہہ کر جان چھڑوا لی کہ اقبال بھی آزادی پسند تھے میں بھی ابھی آزادی چاہتا ہوں کچھ عرصہ بعد شادی کا سوچوں گا پھر میں نے یوتھ کے متعلق سوال کیا اور انہوں نے جواب میں کہا کہ ہمیں ساری امیدیں یوتھ سے

ہی وابستہ کرنی چاہیے عمر رسیدہ لوگوں کو تو بار بار آزما چکے ہیں میں نے سیاسی پاٹیوں کے بارے میں پوچھا تو کہنے سب ایک جیسے ہیں۔پی ٹی آئی کے بارے پوچھا تو کہنے لگ جیسے پی ایم ایل نواز ویسے ہی پی ٹی آئی سب ایک جیسے ہیں سیاست کے بارے انھوں نے زرا محتاط ہو کر جوابات دیئے۔میں نے تبدیلی کے بارے پوچھا تو بتانے لگے کہ تبدیلی حقیقت میں سوچ کی تبدیلی ہے تبدیلی عوام کے شعور سے ہے۔میں نے اقبال اکیڈمی کے بارے پوچھا تو کہنے لگے اقبال اکیڈمی کا نائب صدر ہوں اقبال اکیڈمی ہر کوئی جوائن کر سکتا ہے اسے جوائن کرنے کے لئے ایف اے بی اے تک تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے میں نے ان سے ذاتی زندگی اور سیاست کے بارے اور بھی بہت سے تیکھے سوالات پوچھے جن کو یہاں بتانا ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ میراان سے ملاقات کا مقصد فیوچر میں علامہ صاحب کے بار میں معلومات حاصل کرنا ہے تاکہ ان سے مل کر وہ معلومات حاصل کی جاسکیں جو بہت کم لوگ علامہ صاحب کے بارے میں جانتے ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد علامہ صاحب کی پیدائش سے لے کر وفات تک کی اور منیب صاحب کے والد جاوید اقبال کے بارے میں بھی وقفوں میں لکھوں گا۔فیوچر میں منیب صاحب سے ملاقاتوں کا مقصد صرف اور صرف معلومات حاصل کرنا ہے۔

آخر میں اقبال کا شعر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پے روتی ہے
.بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بلدیاتی ادارے گمشدہ

قارئین آپ جانتے ہیں کہ بلدیاتی الیکشنز کروانے کے لئے اپوزیشن جماعتوں نے کتنی کوششیں کیں صوبائی حکومتیں ہر گز نہ چاہتی تھیں کہ مقامی حکومتیں بنیں اور اقتدار لوکل سطح پر منتقل ہو۔یعنی اپنے وزراء اور ایم پی ایز کو خوش رکھنا ہی بس ان کی منشاء تھی۔مگر عدالت سپریم کورٹ آف پاکستان نے بہت کوشش و ہمت اور سوچ کے بعد بلدیاتی الیکشنز کروانے کا حکم جاری کیا۔حکومتیں ٹال مٹول سے کام کرتی رہیں مگر اپوزیشن جماعتوں نے عوام کی طاقت کا سہارا لیتے ہوئے حکومتوں کو بلدیاتی انتخابات کروانے پر مجبور کیا۔جی آخر کار قسطوں میں بلدیاتی انتخابات ہوئے۔اسی دوران الیکشن کمیشن لاچار نظر آیا۔ قتل و غارت اسلحے کا استعمال اور سر عام روپے اور اسلحے کی نمائش اور ایسے ہی متعدد واقعات نظر آئے۔ کوئی دھاندلی کرتا نظر آیا اور کسی کو ووٹ نہ دینے پر کڑی سزائیں سہنی پڑیں۔ کئی ہستے بستے گھر اجڑ گئے۔بہت ساری پرانی دشمنیاں دوبارہ تازہ ہوئیں۔بہت سی نئی دشمنیوں نے جنم لیا۔بہت سی رشتہ داریوں میں دراڑیں پڑیں۔ان سب کے بتانے کا مقصد ہے کہ صوبائی حکومتیں اپنا کردار ادا کرنے میں ناکام رہیں۔ہمارے حکمران اور ادارے نااہل اور کرپٹ ہیں۔انتخابات مکمل ہوئے جیسے صوبائی حکومتیں چاہتی تھیں ویسے ہی ہوا بھاری اکثریت سے

صوبائی حکومتوں کے اپنے ہی نمائندے منتخب ہوئے۔ بڑی بڑی دعوتیں جیت کی خوشیوں میں اڑائی گئیں۔ جیت کی خوشیوں میں فائرنگ اور رقص کی محفلیں سجائی گئیں۔ بلدیاتی انتخابات میں دوبارہ پرانا عکس نظر آیا وہی نمائندے وہی نظام۔ قارئین بلدیاتی ادارے وہ ادارے ہیں جو کسی سیاستدان کے لئے بنیاد ہوتے ہیں۔ یعنی کے سیاست کی پہلی سیڑھی۔ جہاں بار بار پرانے لوگ بلا مقابلہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر جیت جاتے ہیں وہیں بلدیاتی انتخابات میں کچھ نئے چہرے بھی سامنے آئے اور منتخب ہوئے۔ جو لوگوں کی نئی امید ہیں۔ بلدیاتی انتخابات کروانے کا مقصد اقتدار کو لوکل سطح پر منتقل کرنا تاکہ مقامی لوگ اپنے مقامی نمائندے سے اپنے مسائل حل کروا سکیں۔ مگر گزشتہ بلدیاتی نمائندوں نے بھی ایم این ایز اور ایم پی ایز کی طرح لوٹ مار کا بازار گرم رکھا جس سے لوگوں کا اعتبار ہی سیاست دانوں سے اٹھ گیا۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ کم از کم حلف کی ہی پاسداری کر لیا کریں۔ خیر چھوڑیں یہ سب لکھنے کا مقصد تھا کہ تھوڑا بلدیاتی انتخابات کا عکس دکھاؤں۔ اب میں اپنے عنوان پر آتا ہوں ”بلدیاتی ادارے گمشدہ“۔ قارئین کیسا لگے گا اگر آپ نے اپنی پسند کے مطابق شادی کے لئے ساری مشکلات جھیلنے کے بعد آخر کار سب کو رضا مند کر لیا اور اس کے بعد مہندی کی رات بھی خوب شور شرابا کیا۔ صبح نکاح کے لئے شیروانی بھی تیار ہو۔ شادی کی ساری خریداری بھی کی ہو۔ اور عین مقررہ وقت پر آپ بارات لے کر لڑکی والوں کے پاس پہنچے ہوں اور کسی وجہ سے یا بغیر کسی وجہ سے لڑکی

والے انکار کر دیں تو سوچیں ہونے والے دلہے پر کیا قیامت گزرے گی یقین سے کسی کے لئے بھی اچھا نہیں ہو گا۔ لیکن ایسا ہوا۔ افسوس کہ ہمارے بلدیاتی نمائندے جو منتخب ہو چکے جنھوں نے اپنے جیتنے کی خوشی میں بہت دھوم دھام سے دعوتیں اڑائیں ہلا گلا کیا۔ حلف برداری کی تقریب بھی ہو چکی ہو۔ مگر افسوس کے اختیارات نہ ملے ہوں۔ ایسا ہوا اور سارے بلدیاتی نمائندوں کے ساتھ ہوا۔ بے چارے اس دلہے کی مانند ہی ہیں سارے انتظامات جیت و جشن کے بعد بھی اپنا عہدہ سیٹ اور اختیارات حاصل نہ کر سکے۔ وہ وعدے جو انھوں نے عوام کے ساتھ کئے تھے وہ ان کو سونے نہیں دیتے ہوں گے۔ اور جو شوق سے یا برادری میں مقام بڑھانے کے لئے آگے آئے ان کو بھی یہ جیت مہنگی پڑی۔ قارئین پنجاب اور سندھ میں تو سٹی تحصیل اور ضلعی حکومتوں کے الیکشن بھی نہیں ہوئے بس گورنمنٹ آج کل کے دلاسے دے رہی ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے اب جن سیٹوں کے الیکشن رہ گئے نہیں ہوں گے کیوں کہ ایسا کوئی آثار نظر نہیں آتا۔ بلدیاتی نمائندوں کے بارے میں بتا دوں جن میں سے بہت سے ایسے ہیں جو قرض تلے دب کر الیکشنز جیتے مگر اپنا مقام حاصل نہیں کر سکے۔ میں سوچ کر حیران ہوتا ہوں کہ صوبائی حکومتوں کے اپنے ہی نمائندے اکثریت میں ہیں۔ مگر پھر بھی اختیارات نہیں دیے جا رہے۔ کیا ایسے میں ان کے نمائندے باغی نہیں ہو جائیں گے ؟۔ یا پھر انہیں چپ کی گولی دی جا چکی ہے ؟۔ یا فکسنگ ہو گئی ہے ؟ کہ نمائندوں کو آخر میں دولت سے نوازا جائے گا۔ اختیارات نمائندوں کو نہ سونپنے کا مقصد کیا ہے ؟۔ کیا

حکومتوں کے پاس مزید رقم نہیں کہ بلدیاتی اداروں کو فعال بنا سکیں ؟اگر ایسا ہے تو کیا وہ رقم ایم پی ایز کو نوازی گئی ؟۔یا پھر صوبائی حکومتوں نے مقامی حکومتوں کے بارے میں کچھ سوچا ہی نہیں ؟۔اصل فیکٹر کیا ہے عوام جاننا چاہتی ہے ؟اور جس کا جواب دینا حکومتوں پر لازم ہے ؟۔آخر کار اتنا زیادہ روپیہ خرچ کروا کر الیکشنز کروائے گئے۔حکومتی خزانہ وامیدواروں کا خزانہ خرچ ہوا۔کیا یہ صرف نامی کلامی انتخابات تھے اس کا مقصد صرف اور صرف لوگوں کو ذلیل کرنا ہی تھا۔کدھر ہیں بلدیاتی ادارے نظر کیوں نہیں آتے ؟۔کیا آپ کے چہیتے افسرز آپکے ایم این ایز اور ایم پی ایز کے ساتھ مل کر یونین کونسلز ٹاؤن میونسپل اور ضلعی ہالز پر قابض ہیں؟ یا سب کچھ بیچ کر کھا چکے ہیں ؟۔بلدیاتی اداروں کو فعال بنانے میں رکاوٹ کیا ہے ؟۔خدارا اگر قوم کا پیسا خرچ کیا ہے انتخابات پر تو بلدیاتی ادارے بھی فعال کریں۔یوں خود ہی نہ مقامی حکومتوں کے اختیارات بھی استعمال کریں۔قوم کو بے وقوف بنانا چھوڑ دیں اور اللہ تعالی سے ڈریں اور معافی مانگیں۔ورنہ جگہ جگہ یہ ہی لکھا ہوا دیکھیں گے ”بلدیاتی ادارے گمشدہ“۔اور آپ کے اپنے نمائندے ہی آپ سے بغاوت پر اتر آئیں گے۔

کسان کہاں جائیں؟

گندم کی کٹائی بھی مکمل ہو گئی۔اور اپنے ساتھ کسانوں کی خوش فہمی کو بھی نگل گئی۔کسانوں کی امیدیں اور منصوبے سب ختم ہو گئے۔سب خواہشیں دری کی دری رہ گئیں۔اور کچھ بچا ہوا صبر اور حوصلہ بھی ختم ہو گیا۔قرض پہلے سے بڑھ گئے۔کسانوں کے سب ارمان ٹوٹ گئے۔گھرانے پہلے سے بھی ویران نظر آنے لگے۔فکریں اب بوجھ بن گئیں اور زہن نے سوچ سوچ کر کسانوں کو بڑھاپے میں داخل کر دیا۔آباؤاجداد کا پیشہ اب زہر کی طرح زہریلا بن گیا۔کھیتی باڑی سے محبت ختم ہو گئی۔اور دل و دماغ گردش میں رہنے لگے طرح طرح کے وسوسے تنگ کرنے لگے۔کچھ نے تو یہ سوچ کر دل کو تسکین دی کہ نفع ہو یا نقصان سب کچھ بیچ باچ کر شہر یا کسی ٹاؤن میں منتقل ہو کر کوئی کاروبار شروع کریں گے اور زراعت کو ہمیشہ کے لئے خیرآباد کہیں گے آخر اس نے ہمیں دیا ہی کیا ہے بلکہ ہمارا خون ہی چوسا ہے۔نہ جانے ہمارے دل میں ایسی سوچ پہلے کیوں نہ آئی ہماری عقل پر پردہ جو پڑا تھا۔مگر بے چارے وہ کسان جن کے پاس نہ تو مویشی ہیں نہ ہی کوئی آباؤاجداد کی جائیداد انکا تو کلیجہ ہی پھٹ گیا قلب نے جیسے حرکت کرنا ہی چھوڑ دیا۔اور اوپر سے فصل پر لگے اخراجات اور خرچ جو کسی ڈیلر سے قرض کے تور پر لئے تھے وہ ستانے لگے۔افسوس کے بہت ساروں نے خودکشی کا بھی سوچا ہوگا مگر کیسے خودکشی کریں

گھروں میں بیٹھی ماؤں بہنوں بیویوں اور بیٹیوں کا وارث کون ہوگا۔ بس دل میں یہی خیال ہے کہ جائیں تو کہاں جائیں کریں تو کیا کریں؟۔ قارئین یہ سب لکھنے کا مقصد بتانا ہے کہ بالخصوص چھوٹے کسان تو پس چکے ہیں ان کا ہمدرد کوئی نہیں۔ کچھ تو اللہ تعالی پر توکل قائم رکھے ہوئے ہیں اور کچھ تو زندگی کی ہمت ہار چکے ہیں بس انکا دل ہے کہ آخری آرام گاہ کا سکون لیں۔ موجودہ گندم کی کٹائی کے بعد کسانوں کو بہت زیادہ ذلیل کیا گیا۔ کہنے کو تو حکومت گندم کی خریداری ۱۳۰۰ روپے فی من میں کر رہی ہے مگر اصل میں جو رقم کسان کو ملتی ہے وہ ۱۲۰۰ روپے فی من ہے۔ اوپر والا سو روپیہ معزز حکومت کے گوداموں تک گندم پہنچانے کا خرچ جس میں سے باردانہ کی قیمت کرایہ اور کچھ رقم محترم فوڈ انسپکٹر اور باقی عملے کی نظر۔ یہ تو صرف انکے لئے تھا جو صاحب وافر مقدار میں روپیہ رکھتے ہوں مگر غریب کسان بے چارے روز باردانہ کے حصول کے لئے آتے اور سارا دن لائنوں میں کھڑے ہو کر شام کو خالی ہاتھ واپس لوٹ جاتے یعنی ہفتوں ذلالت انکا مقدر ٹھہری اور آخر کار پھر وہی ڈیلروں کو ۱۱۰۰ روپے فی من کے عوض گندم فروخت کرنی پڑی۔ مگر اس کے بر عکس ایم این ایز و ایم پی ایز فوڈ انسپکٹر اور انکے حامی و عزیز و اقارب بغیر کسی لائن میں کھڑے ہزاروں کی تعداد میں توڑے و باردانہ سب سے پہلے ہی لے گئے اور انہوں نے وافر مقدار میں باردانہ لے کر بعد میں اپنا ریٹ بنا کر بلیک میں دوسرے ڈیلروں کو فروخت کیا۔ بقول ہماری گورنمنٹ ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم اراضی والے چھوٹے

کاشتکاروں کو سب سے پہلے باردانہ دیا گیا اور میں نے ایسے اشتہارات بھی اخبارات میں دیکھے جن میں لکھا ہوا تھا کہ باردانہ کی منصفانہ تقسیم ہوئی۔مگر پتا نہیں انہیں نظر کیوں نہیں آتا؟کہ ان کے اپنے ایم این ایز و ایم پی ایز اور آفیسران ہی غریبوں کا حق کھاجا تے ہیں۔خدارا حضرت عمر رضی اللہ کی حیات و حکمرانی کے بارے ضرور پڑھیں شاید آپ کو خدا کا خوف آجائے۔کسانوں کے ساتھ عرصہ دراز سے ہی ناانصافی ہو رہی ہے کہیں کسانوں (زراعت) کا بجٹ میٹرو ٹرین کی نظر اور کہیں دوسرے پراجیکٹس کی نظر۔اور اگر کچھ حصہ آ بھی جائے تو وہ محکمہ زراعت اور ایم پی ایز و ایم این ایز کی نظر۔کیا کسان اس وطن کا حصہ نہیں ؟اگر ہے تو ان کے ساتھ سوتیلوں سے بھی بد تر سلوک کیوں؟کیا حکمرانوں کی کسانوں سے کوئی دشمنی ہے؟اگر نہیں تو بے گانوں سا سلوک کیوں؟کیا کوئی سازش پاکستانی کسانوں (زراعت) کا خاتمہ چاہتی ہے؟اور کیا حکومت اس میں سازشیوں کے ساتھ ہے؟پاکستان میں ہر چڑھتے سورج کے ساتھ زراعت کا پیشہ ٹھپ ہوتا جا رہا ہے۔ایسا صرف کسانوں کے ساتھ ناروا سلوک کی بدولت ہو رہا ہے۔کسان بے چارے طرح طرح کے ٹیکس دیں کہیں زرعی ٹیکس کہیں آبی ٹیکس کہیں کھادوں دواؤں کے ٹیکس یہ سب کسان کو ہی ادا کرنے ہوتے ہیں ۔اور دن بدن کھادوں دواؤں اور دوسری ضرورت کی اشیاء کے آسمانوں کو چھوتے ہوئے ریٹ اور بے چارے کسانوں کی فصل وہی کوڑی کے بھاؤ۔آخر حکومت خود ہی بتا دے کہ کسان ایسے میں کہاں جائیں اور کیا کریں؟میں آپکو بتانا چاہتا

ہوں ہمارے وطن کی زراعت کو خطرہ لاحق ہے اگر وطن سے کسان کم ہوتے گئے تو ایک دن ایسا آئے گا ہمیں بیرون ممالک سے زرعی اجناس منگوانی پڑیں گی۔اور پھر موجودہ زرعی اجناس سے چار گنا زیادہ رقم ادا کرنا پڑے گی اور پھر ایسی مہنگائی سامنے آئے گی کہ دوسرے شعبوں اور صنعت کا بھی بیڑہ بھی غرق ہو جائے گا یعنی سب کچھ اجڑ جائے گا۔ ملک میں توازن قائم نہیں رہے گا اور جرائم پہلے سے بھی چار گنا زیادہ بڑھ جائیں گے۔اگر کسانوں کی خوشحالی کے لئے کچھ نہ کیا گیا تو خوش کوئی بھی نہیں رہے گا کسان خوشحال تو پاکستان خوشحال۔ذرا سوچئے جو دہقان وکسان آپکو کھانے پینے کی بہت ضروری اشیاء فراہم کرتا ہے اگر وہ خود اپنی ضروریات پوری نہ کرسکے تو یہ کتنی بڑی نا انصافی ہے۔ محکمہ زراعت۔خدارا یا تو اس محکمے کو ختم کر دیں یا اس کو فعال بنائیں ۔یوں ہی یہ بھی قومی خزانے پر بوجھ ہے اور وزارت زراعت کا تو اللہ ہی حافظ۔اور وزیر اعظم صاحب کہاں گئی وہ تین سو چالیس ۳۴۰ ارب کی امداد جو کسانوں کے لئے مختص تھی کہاں گئے وہ وعدے جو کسانوں کے ساتھ کئے۔اللہ تعالی سے ڈریں آخر سب نے مرنا ہے ۔مجھے غصہ آتا ہے ان ڈیلروں اور صنعت کاروں پر جنہیں کسانوں کی فصلوں کا ریٹ بڑھتا ہوا چبھتا ہے مگر اپنی چیزوں کے ریٹ بھلے معلوم ہوتے ہیں۔اصل میں کسان انکی بنائی ہوئی چیزوں کی مہنگائی اور حکومت کی کرپشن کی وجہ سے پس گیا ہے۔وزیر اعظم صاحب کسانوں کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو پورا کریں ورنہ ہم یاد کرواتے رہیں گے اور میری صحافیوں و لکھاریوں سے گزارش ہے

کہ کسانوں کا حال ایوانوں تک پہنچائیں اللہ تعالیٰ اجر دے گا۔

نہ رہے دہقاں و کسان اس دیس میں تو
نہ رہیں گی حکومتیں سلامت نہ صنعتیں۔

ہیں سب چور لٹیرے !

پانامہ پانامہ پانامہ ! سن سن کر اب عوام بھی تنگ آچکی ہے۔روز روز کوئی نہ کوئی بڑی اور اہم خبر اور پھر پانامہ کا دھماکہ۔کیا یہ دھماکہ پاکستان میں ٹھس ہو جاتا ہے؟ قارئین ویسے تو آپ سب جانتے ہیں لیکن میں پھر بھی بتاتا جاؤں کے پانامہ لیکس میں جن آف شور کمپنیوں کا ذکر کیا جاتا ہے وہ کیا ہیں کس لئے ہیں اور کیوں ہیں ؟سب سے بڑا مقصد تو ٹیکس بچانا ہوتا ہے۔اور پاکستان سمیت مختلف ممالک کے امراء بزنس مین و سیاست دان اپنی بڑی رقوم ایسے ممالک میں انویسٹ کرتے ہیں۔جہاں ٹیکس کی شرح بہت کم ہو اور ان کی دولت یا کمپنی کو بھی صیغہ راز میں رکھا جائے۔پانامہ نے جن آف شور کمپنیوں کا زکر کیا ہے ان میں زیادہ تر بزنس مین شامل ہیں جن کے اپنے ممالک میں ٹیکس کی شرح بہت زیادہ ہے یا بہتر مواقع نہیں۔انہوں نے ایسے ممالک میں آف شور کمپنیاں بنائی ہیں جہاں ٹیکس سے بچت ہو جائے اور ان کے اس کام کو بھی صیغہ راز میں رکھا جائے۔یعنی ٹیکس سے بچنے کے لئے کافی سارے بزنس مین آف شور کمپنیاں بناتے ہیں۔اور جو سیاست دان آف شور کمپنیوں کے مالک ہیں وہ سوالیہ نشان بن گئے ہیں۔وہ اس وقت مشکلات کا شکار ہیں کیونکہ ملکی دولت کو کسی دوسرے ملک میں صیغہ راز میں رکھنا ایک جرم سمجھا جاتا ہے ایسے سیاستدان

کو مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور اسکی تحقیقات ہوتی ہیں۔لیکن ہمارے ہاں تو بڑے بڑے ڈھیٹ سیاستدان ہیں اور احمق عوام۔جن ممالک میں آف شور کمپنیاں بنائی جاتی ہیں انہیں کسی نہ کسی طرح فائدہ ضرور ملتا ہے۔ایسے ممالک ایشین لوگوں کو زیادہ پریفرنس دیتے ہیں کیونکہ ایشیائی لوگ سوال جواب بہت کم کرتے ہیں اور زیادہ تحقیقاتی بھی نہیں ہوتے۔پانامہ اور آف شور کمپنیوں کی معلومات لکھنے سے قاصر ہوں۔اب میں اپنے عنوان کی طرف آتا ہوں ''ہیں سب چور لٹیرے''۔پانامہ نے کوئی بہت بڑا دھماکہ نہیں کیا بس بین الاقوامی سطح پر لوگوں کو بتایا ہے۔بہت سے لوگ ایسی معلومات پہلے بھی رکھتے تھے۔بہت سے صحافیوں تجزیہ کاروں اور لکھاریوں نے بار بار بتایا ہے کہ یہ سب چور لٹیرے ہیں۔انکی دولت اور بزنس بیرون ممالک ہیں میرا خیال ہے کہ پاکستان کے با شعور لوگ یہ سب پہلے سے ہی جانتے تھے۔میں بھی بار بار چوروں لٹیروں کے بارے میں لکھ چکا ہوں۔میرے دوست احباب اسرار کرتے تھے پانامہ کے بارے لکھوں مگر میں جانتا تھا کہ فوری لکھنے کا کوئی فائدہ نہیں یہ سب وقتی ہے۔اس کی زد میں سب سیاستدان آنے والے ہیں۔کوئی ایک دو اس کی لپیٹ کا حصہ نہیں بلکہ سارے کا سارا آوہ ہی اس کی زد میں آئے گا۔سب چور اور لٹیرے ہیں یہ قوم کا پیسا کھاتے تھے کھاتے ہیں اور کھاتے رہیں گے۔یہ وقتی مظاہرے اور تنقیدیں صرف اپنے مفادات کی خاطر ہیں۔عوام کو تو صرف اور صرف بے وقوف بنایا جاتا ہے۔سب اپنے آپ کو صادق سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو صادق و امین ثابت

کرنے کے لئے طرح طرح کے جھوٹ اور بہانے بنانے میں مصروف ہیں۔کوئی کہتا ہے میری آف شور جائز ہے کوئی کہتا نہیں صرف میری جائز ہے۔سب دھوکے باز اور اقتدار کے لالچی ہیں۔انہیں اسلامی حکمرانی کے بارے کچھ علم نہیں۔یہ ایک دوسرے کا احتساب نہیں ہونے دیں گے۔کیونکہ سب ہی احتساب کے شکار میں پھنس جائیں گے اور بے نقاب تو پہلے ہی سے ہیں ذلیل بھی ہو جائیں گے۔کیا دور ہے ایک مسلم ملک میں عدلیہ آزاد نہیں عدلیہ فیصلہ نہیں کر سکتی۔عدلیہ حکومتی بوجھ تلے دب گئی ہے۔اگر انصاف کرنے کا عہد کیا ہے تو اس کی پاسداری بھی کرو۔ورنہ مستعفی ہو جاؤ انصاف نہیں کر سکتے تو آپکا موجود ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے۔کیونکہ پھر آپ بھی چور لٹیروں کے یار نظر آتے ہیں۔میں بار بار لکھ چکا ہوں کے جس کا نام کرپشن یا دوسری بدعنوانیوں میں موجود ہو اسے تا حیات الیکشنز کے لئے نا اہل ٹھہرایا جائے۔میں پورے پاکستان سے ملک کی عوام ملک کے ایوان ملک کی انتظامیہ ملک کی عدلیہ نیز ہر فرد سے اور ملک کی افواج سے گزارش کرتا ہوں کے کوئی ایسا قانون ایسا نظام تشکیل دیں جس سے سارے کرپٹ دہشتگرد اور نا اہل سیاستدانوں کو ہمیشہ کے لئے سیاست سے دور پھینکا جائے اور انکے ساتھ ساتھ کرپٹ آفیسرز کا بھی کڑا احتساب کیا جائے تا کہ غلط کام کرتے وقت احتساب کا ڈر ضرور ہو۔پڑھے لکھے سادہ اور نیک ایمان دار لوگوں کو سامنے لایا جائے۔روپے اسلحے کا زور ختم کیا جائے۔قوانین پر عملدرآمد کروایا جائے۔سرکاری اداروں کو آزاد اور فعال بنایا جائے۔انصاف کے فیصلوں پر

عملدرآمد کروایا جائے۔ میری عوام سے گزارش ہے کہ اگر وطن کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو ان سب چور لٹیروں کو تاحیات نااہل کروانے اور ان کے کڑے احتساب کے لئے صدا بلند کریں تاکہ ملک پاکستان بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں سب چور لٹیرے ہیں۔اگر پانامہ کی ایک اور قسط جاری ہو جائے تو ان میں سے مزید آپکے سامنے ننگے ہو جائیں گے۔ میرا آخر میں سوال ہے کہ آف شور کمپنیاں بنانے کی نوبت کیوں آئی؟اس کی بہت بڑی وجہ بھی ہمارے وطن کے چور لٹیرے ہی ہیں۔سب سے زیادہ آف شور کمپنیاں بزنس مین طبقہ کی ہیں۔ ہمارے وطن میں سیاستدانوں اور انکے حامیوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ سیاستدان اور انکے یار حکومتی ملازمین بزنس طبقہ کو ستاتے رہتے ہیں اور بھتہ مانگتے ہیں بھتہ نہ ملنے پر بے جا ٹیکسوں یا کسی اور خوف سے ڈراتے ہیں ۔ایسی کئی مشکلات کی وجہ سے بزنس مین خود کو یہاں محفوظ نہیں سمجھتا اور بیرون ممالک آف شور کمپنیاں بناتا ہے۔ تحقیق تو سب کی ہونی چاہیے اور ہر لحاظ سے ہونی چاہیے اور بیرون ممالک رقوم ٹرانسفر کرنے کی وجوہات بھی معلوم کی جانی چاہیے۔ ملکی رقم کو پاکستان واپس لانے کے لئے بھی سخت اقدامات اٹھانے ہوں گے۔ لیکن ایسا ہونے کون دے گا ایسا کرنے کون دے گا ؟ کیوں کہ سب لٹیرے یار ہیں۔ذرا سوچئے۔

یہ ان سب کو طماچہ ہے جو میں نے مارا ہے

اٹھو میری قوم کے لوگو ذرا تم بھی طماچہ دو۔

روزہ۔ہمارے مسلمان

روزہ اسلام کا تیسرا اور اہم رکن ہے۔ عربی میں اسے صوم بھی کہتے ہیں۔ صوم کے لغوی معنی ہیں کسی چیز سے رک جانا۔ اصطلاح شریعت میں سحری سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے جملہ برائیوں اور مباشرت وغیرہ سے رک جانا روزہ کہلاتا ہے۔ نماز حج اور زکوۃ کی طرح روزہ بھی ایک عظیم عبادت ہے۔ ماہ رمضان میں ہر عاقل بالغ تندرست اور مقیم مرد اور عورت کے لیے روزہ رکھنا فرض ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

ترجمہ۔ پس تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے وہ ضرور پورے مہینے کے روزے رکھے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

ترجمہ۔ ابن آدم کا ہر عمل اس کا ہوتا ہے مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ۔ جس شخص نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالی پر ایمان لاتے ہوئے ثواب سمجھ کر رکھے اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے گئے۔

رمضان بڑی برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے اور رمضان میں روزے کی حالت میں انسان کے ہر عمل پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ثواب ملتا ہے۔ روزہ انسان کے لئے بے حد اجر و ثواب کا موجب ہے۔ بابرکت مہینے میں شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ روزہ دار کی اجرت میں بے پناہ اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ ہر وقت اللہ تعالی کی رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

یعنی روزہ خالص انسانوں کی بھلائی کے لئے ہے۔ پہلی امتوں پر روزہ ایک بوجھ سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام اور قرآن نے اس کی اصلاح کی۔ روزہ انسانوں کی بہتری کے لئے چند دنوں کے لئے فرض کیا گیا۔ بیماری، بڑھاپے اور حالت سفر میں روزہ پورا کرنے کی آسانی کیونکہ روزے کی فرضیت میں اللہ تعالی کو محض انسانیت کی اصلاح اور نجات مقصود ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ترجمہ۔ جو آدمی روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالی کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی سروکار نہیں۔

قارئین لکھنے کو تو روزے پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے مگر نہ تو میں کوئی

بڑا عالم ہوں نہ ہی ماہر اسلامیات بس تھوڑا بنیادی لکھنا مقصود تھا تا کہ بات کو آگے بڑھا سکوں۔ میں ارشاد نبوی ﷺ سے ہی آگے چلتا ہوں۔ دوستو روزہ رکھنے کا ہر گز یہ مقصد نہیں کہ صرف اور صرف کھانے پینے سے پرہیز کرنا۔ بلکہ سر سے لے کر پاؤں تک نیز اپنے جسم کے تمام اعضاء کو روزہ کی حالت میں رکھنا ہی روزہ ہے۔ یعنی بولو تو سچ بولو۔ تمہارے بول سے کسی کا دل نہ دکھے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ تمہارے بول ہر لحاظ سے صاف ہوں۔ یعنی زبان کا درست استعمال فحش گوئی و تلخ گوئی سے اجتناب۔ اپنی آنکھوں سے فحاشی نہ دیکھو۔ تمہارے ہاتھ پاؤں سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ یعنی پورے جسم کو اللہ کے حکم کے مطابق ڈھال لو یہی روزہ ہے۔ مگر افسوس کہ کے ہمارے آج کے مسلمان سب کچھ جاننے کے باوجود بھی اس پر عمل پیرا نہیں۔ جھوٹ وفریب کا بازار گرم ہے۔ روزہ رکھ کر جھوٹ بولتے ہیں گالیاں بکتے ہیں ناپ تول میں لوگوں سے فراڈ کرتے ہیں چیزوں میں ملاوٹ کرتے ہیں چیزوں کو ذخیرہ کرکے مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں۔ رمضان جیسے بابرکت مہینے کو ہمارے نام نہاد مسلمانوں نے مشکل بنا دیا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کرکے غریبوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ خاص کر ہمارے ملک پاکستان میں روزہ رکھ کر لوگ فراڈ اور دھوکے کر رہے ہیں۔ یہ وطن ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا اور افسوس کے کہ ہمارے وطن میں نہ ہی لوگوں کو اسلام کے بارے علم ہے اور نہ ہی روزے کے بارے۔ ایسے روزے کا کوئی فائدہ نہیں جس میں جھوٹ بولا جائے۔ ہر طرف افراتفری کا سماں ہے۔ افراتفری تو

پہلے بھی تھی مگر ہمارے پاکستانی مسامان بھائیوں نے تو رمضان میں افرا تفری کو اور وسعت دے دی۔لوگ رمضان جیسے رحمتوں والے مہینے میں نیکیاں کمانے کی بجائے روپیہ اور دولت کمانے میں مصروف ہیں۔ہمارے حکومتی نمائندوں کو تو اپنی لڑائیوں اور اقتدار کے کھیلوں سے ہی فرصت نہیں۔اور لوگ لوٹ مار کر رہے ہیں۔افسوس کہ اب غیر مسلم کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کا بابرکت مہینہ ختم ہوگا تو مہنگائی کم ہو گی پھر ہی ضروریات زندگی حاصل کر سکیں گے۔اور مزید افسوس میں اضافہ ہوتا ہے جب پتہ چلتا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے اپنی چیزوں کی قیمتوں پر رمضان میں کمی کی ہے اور مسلمانوں نے قیمتوں میں اضافہ۔میری ان لوگوں سے گزارش ہے کہ برائے مہربانی روزہ نہ رکھا کریں اگر اسکی پاسداری نہیں کر سکتے۔کیوں اسلام کا نام خراب کرتے ہو؟اسلام نے تو ہر چیز کا واضح حکم دیا ہے۔خود کو مسلمان کہلاتے ہو تو حقیقی مسلمان بنو۔اور اللہ کو حاظر ناظر جان کر روزہ رکھو اور اسکی پاسداری کرو۔یہ سب تنقید کرنے کا مقصد حقیقت بتانا ہے۔اور پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں کچھ اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں۔

آج اپنی ذلت کا سبب یہی ہے شاید
سب کچھ ہے یاد مگر خدا یاد نہیں

یہ ہو کیا رہا ہے؟

یہ ہو کیا رہا ہے تماشا تیرے دیس میں
ہیں سب یہ جانتے مگر کوئی مانتا نہیں

موجودہ پاکستان میں بہت سے فلاسفر موجود ہیں۔آپ کو جگہ جگہ فلاسفر ملیں گے۔سب کا اپنا اپنا فلسفہ ہوگا۔کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ پاکستان اپنے زیادہ فلاسفروں کی وجہ سے ایسے حالات میں مبتلاء ہے۔یہ فلاسفر کوئی آج سے تو نہیں کافی عرصے سے چلے آرہے ہیں۔کچھ ان فلاسفروں کو جگت باز جیسا عظیم نام دیتے ہیں۔اور ایسے فلاسفروں جگت بازوں) میں شامل ہمارے سیاستدان بھی ہیں۔کچھ فلاسفر ملکی پالیسیاں تشکیل) دیتے ہیں اور کچھ مخالفت کی پالیسیاں۔جگت بازی ہمارا قومی کھیل بن چکا ہے۔ہم میدان کے کھلاڑی نہیں رہے۔ہم بس باتوں کے تیر چلاتے ہیں۔کھیل کھیلنے کی صلاحیت اب ہمارے اندر موجود نہیں۔ہم ادھر اپنی جگتوں میں مصروف ہوتے ہیں اور ادھر لوگ ہمارے خلاف چالیں چل رہے ہوتے ہیں۔ہمیں تو اپنے دوست و دشمن کی پہچان نہیں رہی۔ان سب فلاسفروں کے علاوہ بھی کچھ لوگ موجود ہیں جو ذرا ایسی جگتوں میں کمزور ہیں۔ایسے کچھ نارمل لوگوں کے دل و دماغ میں گزشتہ چند دنوں سے یہ سوال لگاتر گردش میں ہے کہ۔یہ ہو کیا رہا ہے؟جی یہ سوال پہلے بھی موجود تھا مگر اب کے بار تو ہر سیکنڈ کے ساتھ دھڑک رہا ہے۔ہم اپنے بندر تماشوں میں مصروف ہمیشہ کی طرح اور مخالفین

ہمیں معاشی و سیاسی تور پر پسماندہ کرنے میں مصروف اور ہم ہیں کے جانتے ہی نہیں۔ یہ ہو کیا رہا ہے کہ امریکہ جس کی خاطر ہم نے سویت یونین اور دہشتگردی کے خلاف جنگ لڑی اور لڑ رہے ہیں اسی نے ہمیں دھوکا دیا۔ ہاں دیا اور متعدد بار دیا مگر ہم ہیں کہ جانتے ہی نہیں۔ افغانستان جنہیں چلنا ہم نے سکھایا جن کا ساتھ ہر مشکل وقت میں ہم نے دیا جن کے لاکھوں مہاجرین کو ہم نے پناہ دی وہ بھی ہمیں دھوکا دے رہا ہے اور متعدد بار دے چکا ہے مگر ہم ہیں کے جانتے ہی نہیں۔ ایران جسے ہم نے کئی ہتھیار اور دوسری دفاعی امداد فراہم کی اور متعدد بار سعودی عرب اور ایران کی لڑائی میں ثالثی کا کردار ادا کیا مگر وہ ہیں کہ ہمیں دھوکا دے رہے ہیں اور ہم جانتے ہی نہیں۔ اس کی وجہ میں ان غدار ملکوں سے زیادہ اپنے وطن کو ٹھہراتا ہوں۔ کیونکہ اپنے اچھے اور برے کی تمیز ہمیں خود ہونی چاہیے۔ میں صدقے جاؤں ان تجزیہ کاروں اور سیاست دانوں کے جو اب کہہ رہے ہیں کہ یہ سب خارجہ پالیسی کی بنا پر ہے اب ہمیں اپنی خارجہ پالیسی از سر نو تشکیل دینی ہو گی۔ بھائی ایسا کوئی پہلی بار ہو رہا ہے یا اس صورتحال سے پہلے واقف نہیں تھے۔ اب جو مفاد انہوں نے لینے تھے لے چکے اب تو تمہارے خلاف سر عام چالیں چلیں گے۔ کاش کے یہ خارجہ پالیسی پہلے تشکیل دی ہوتی ملک پاکستان کو بھی خارجہ پالیسی سے کوئی فائدہ پہنچتا۔ قارئین غور کریں یہ کیا ہو رہا ہے کہ غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ مسلم ریاستیں بھی آپ کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ وہی امریکہ و بھارت جو اسرائیلیوں کے حامی ہیں۔

افسوس کے ایران و افغانستان ان کے ساتھ مل کر ہمارے وطن کے خلاف سازشیں بننے میں مصروف ہے۔ یہ انہی اسرائیلیوں کے پشت پناہ اور دوست ہیں جو مسلمانوں کو سرعام بے دردی سے قتل کرتے ہیں۔ افسوس یہ ہو کیا رہا ہے کہ کوئی بھی تنظیم یا شخص مسلمانوں کا نام لے کر قتل و غارت کرے تو پوری دنیا میں سوگ۔ مگر یہودی و عیسائی پوری دنیا میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں چلا رہے ہیں کہ مسلمان ریاستوں سمیت پوری دنیا کو جیسے خبر ہی نہیں۔ آخر یہ دہرے معیار اور دوغلی پالیسیوں میں کیسے کامیاب ہیں۔؟ کیونکہ ہمارے اندر ضمیر ہی نہیں کہنے کو تو ہم مسلمان ہیں مگر مسلمانوں والی کوئی بات نہیں جو ہمارے اندر موجود ہو۔ ہو یہ رہا ہے کہ ہم اپنا اور اپنے وطن کا سودا بار بار کرتے ہیں اور گھاٹے میں کرتے ہیں۔ ہماری حیثیت بھکاریوں جیسی ہے روپے کے عوض ہم اپنی آزادی دوسروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ جو ہم نے بیرون ممالک سے قرض لئے اس قرض سے پاکستان میں کیا تبدیلی آئی ؟ سوائے اپنی خود مختاری کو ختم کرنے کے۔ یہ کیا ہو رہا ہے کہ امریکہ نے ہمیں ایف سولہ طیارے فراہم کرنے تھے مگر صاف انکار۔ دہشتگردی کی آڑ میں امریکہ ہمارے اوپر ڈرون گراتا ہے۔ افغانستان ہمیں آنکھیں دکھاتا ہے اور ہمارے اوپر بارود برساتا ہے۔ ایران ہمارے خلاف غیر مسلم ممالک کی حمایت میں مصروف ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے کہ ہم کئی کھرب ارب ڈالرز بھیک مانگ کر بھی اپنے بحرانوں پر قابو نہیں پا سکے۔ ہم آج بھی اپنے ملکی مسائل میں گھیرے ہوئے ہیں۔ اتنی زیادہ رقم ہر سال خرچ مگر مسائل کا حل

صفر۔یہ کیا ہو رہا ہے کہ ہماری خارجہ امور کی وزارت ہی موجود نہیں۔ہمارے وزراء آپس میں لڑے اور بٹے ہوئے ہیں کرپٹ اور نا اہل تو ہیں ہی بد دیانت بھی ہیں۔ملکی صورتحال جیسی بھی ہو انکی انا قائم رہنی چاہیے۔ہماری اپوزیشن جماعتیں سبحان اللہ انہیں بھی حکومت کو ٹف ٹائم دینا تب یاد آتا ہے جب ملک مسائل میں گھرا ہو اور بیرونی دباؤ بھی ہو۔محترم قادری صاحب بھی تب ہی وطن تشریف لاتے ہیں جب پاکستان اور اسکی حکومت پر بیرونی پریشر موجود ہو۔آپ انصاف کی بات کرتے ہیں بہت اچھی بات ہے۔مگر خدارا انصاف عوام کے لئے مانگیں۔انصاف کی آڑ میں اپنی سیاست کو نہ چمکائیں۔دوستو آج بھی ہمارا وطن اندرونی مسائل سے دو چار ہے۔اور ہمارے لیڈر آپس کی لعن طعن میں مصروف کوئی کرسی بچانے میں اور کوئی کرسی گرانے میں لگا ہوا ہے۔روز بروز انصاف کو روندتے ہیں نا انصافی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ہم اپنے اندرونی مسائل سے ہی باہر نہیں نکل پا رہے تو ہم بیرونی معاملات کو کیا سلجھائیں گے۔دوستو امریکہ اور بھارت کو ہر گز گوارا نہیں کے پاکستان چین اقتصادی راہداری کسی انجام کو پہنچے کیونکہ اس کے مکمل ہونے کے بعد پاکستان اور چین کی حالت خطے میں مضبوط ہوگی۔اور دونوں مخالف اسے ناکام بنانے کے لئے طرح طرح کی سازشیں کر رہے ہیں۔پاکستان میں عدم استحکام پھیلا رہے ہیں۔ہم ہیں کے جانتے ہی نہیں جانتے ہیں تو مانتے نہیں۔یہ ہو کیا رہا ہے ہمیں جاننا بھی ہوگا پہچاننا بھی ہوگا اور ماننا بھی ہوگا۔نہیں تو ہمارا حال بدتر سے بھی برا ہو جائے

گا۔آخر میں اور لینڈو حملے کے بارے چند الفاظ۔امریکہ ایک سپر پاور ہے اور اسکی پالیسیاں اسکی سیکیورٹی اسکی انٹیلی جنس ایجنسیاں سب سے بہتر۔مگر ایک شخص جو کہ انکی واچ لسٹ میں موجود ہو اس پر شک بھی ہو۔اٹھ کر سر عام ایک کلب میں فائرنگ کرتا ہے اور کلب میں داخل ہونے سے پہلے ہیلپ لائن پر کال کر کے اپنے ارادے کی خبر کرتا ہے مگر پھر بھی وہ دو گھنٹے کلب میں موجود رہتا ہے اور اپنا کام بڑی آسانی سے انجام دیتا ہے دو گھنٹے امریکن نمبر ون پاور کی پولیس اسے یہ کیسے کرنے دیتی ہے اور اسے روک کیوں نہیں پاتی۔کیا امریکی ادارے اس میں سوالیہ نشان نہیں۔اس واقعے کے پس پردہ باتوں سے کوئی آگاہ نہیں۔ایک عرصہ لگے پس پردہ باتیں نکلنے میں۔افغانیو اور ایرانیو یاد رکھو کافر کبھی تمہارا دوست نہیں ہو سکتا۔

آج اپنی ذلت کا سبب یہی ہے شاید
سب کچھ ہے یاد مگر خدا یاد نہیں

برطانوی ریفرینڈم

چوبیس جون.بروز جمعہ.برطانیہ میں ہونے والے ریفرینڈم نے.برطانوی حکومت سمیت پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔سب تجزیے سب اندازے غلط ثابت کر دیے۔ریفرینڈم کے نتائج آنے کے بعد دنیا حیران رہ گئی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔جی ہاں ہو سکتا ہے .برطانوی عوام نے ثابت کر دیا۔قارئین آپ کو بتاتا چلوں کہ یہ ریفرینڈم.برطانیہ کا یورپی یونین کا رکن رہنے یا نہ رہنے پر کروایا گیا۔حکومت یہ ریفرینڈم چاہتی تو نہیں تھی۔مگر مخالفین نے ریفرینڈم کے لئے خوب تحریک چلائی۔حکومت نے تنگ آ کر سوچا کہ ریفرینڈم کروا کر ان سے جان چھڑوا لیں.برطانوی حکومت ی یہ سمجھتی تھی کہ .برطانوی عوام یورپی یونین کے ساتھ رہنے کے حق میں ووٹ دے گی۔مگر مخالفین لوگوں کے دلوں میں علیحدگی کے تاثرات ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔مجھ سمیت بہت سے لوگ مختلف نیوز چینلز پر دیکھ رہے تھے کہ تجزیہ کار اپنی رائے میں کہہ رہے ہیں کہ.برطانوی عوام یورپی یونین کے ساتھ رہنے کو ترجیح دے گی۔جب بتایا گیا کہ باون فیصد لوگ یورپی یونین میں رہنے کے حق میں ووٹ دیں گے اور اڑتالیس فیصد علیحدگی کے لئے۔تب عوام اور ریفرینڈم پر نظر رکھنے والوں کو مقابلہ ٹف لگا۔پھر بھی لوگ سمجھتے تھے علیحدگی مشکل ہے۔مگر جب نتائج آئے تو فیصلہ اس کے.برعکس ہوا۔سب اعداد و شمار الٹ ہو گئے۔باون فیصد علیحدگی اور

اڑتالیس فیصد ساتھ رہنے والوں کے ووٹ نکلے۔یوں برطانوی حکومت یورپی یونین پورے یورپ سمیت بہت سے لوگوں کے اوسان خطا ہو گئے۔برطانیہ نے تینتالیس سال بعد یورپی اتحاد کی سب سے بڑی اور اہم تنظیم یورپی یونین سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔لندن سکاٹ لینڈ اور شمالی آئر لینڈ کے لوگوں نے یونین کے حق میں جبکہ مشرقی انگلینڈ ویلز اور مڈلینڈ کے لوگوں نے یونین سے علیحدگی کے لئے ووٹ دیئے۔مختلف پارٹیز بھی بٹی ہوئی نظر آئیں۔اس کے ساتھ ہی یونین کے حامی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے مستعفی ہونے کا اعلان کیا اور کہا کہ وہ عوامی رائے کی قدر کرتے ہیں اور اب ایک نئی قیادت میں ہی یونین سے بات چیت کا آغاز ہو گا۔انہوں نے کہا کہ علیحدگی کے معاملات انجام نہیں دے پائیں گے اکتوبر تک نیا وزیر اعظم چن لیں۔بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ کیمرون نے مستعفی ہو کر اچھا فیصلہ کیا۔کیونکہ اپنے نظریات کے برعکس چلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔علیحدگی کی وجوہات بہت سی ہیں چند قابل زکر ہیں۔حکومتی مخالفین نے یا یہ کہنا بجا ہوگا یونین کے مخالفین نے اپنی کمپیین خوب چلائی اور اس میں کامیابی حاصل کی۔وہ لوگوں کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہو گئے کہ برطانیہ علیحدہ ہو کر زیادہ بہتر طریقے سے ترقی کر سکتا ہے اور پوری دنیا سے اچھے تعلقات استوار کر سکتا ہے۔اکثر بوڑھے وپرانے برٹش لوگوں نے علیحدگی کے حق میں ووٹ دیا۔ان کا کہنا ہے کہ برطانیہ رقم کی ایک بڑی مقدار فنڈز کی مد میں یونین کو دیتا ہے وہی رقم علیحدگی کے بعد اپنے اوپر خرچ کر سکے گا۔باہر سے

یورپین لوگ برطانیہ میں کاروبار پر براجمان ہیں۔برطانیہ کے لوگ اپنی ایک آزادانہ ریاست چاہتے ہیں یورپین مداخلت سے پاک۔پرانے برطانوی لوگ خوف کا شکار تھے وہ سمجھتے تھے کہ یونین کے ساتھ رہ کر وہ نقصان میں ہیں وہ علیحدگی میں ہی فائدہ سمجھتے ہیں۔مگر تجزیہ کاروں نے کہا کہ سب کچھ اس کے برعکس ہوگا۔برطانیہ اب مشکلات سے دوچار ہوگا۔اس ریفرینڈم کے نتیجے میں پاؤنڈ ڈالر کے مقابلے اکتیس سال کی کم ترین سطح پر آگیا۔تیل کی قیمتیں گر گئیں ۔سونے کے بھاؤ چڑھ گئے۔بعض تجزیہ کاروں نے تو سلطنت برطانیہ کے ٹکڑے ہونے کا خطرہ ظاہر کیا۔کیونکہ سکاٹ لینڈ جہاں علیحدگی کی پہلے ہی سے مضبوط تحریک موجود تھی ایک بار پھر آزادی کی کوشش کر سکتے ہیں اور ایسا ہی شمالی آئر لینڈ والے بھی کر سکتے ہیں۔ریفرینڈم کا رزلٹ آ گیا ہے لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ برطانیہ آج ہی یورپی یونین سے الگ ہوگیا۔ابھی مکمل علیحدگی میں دو سال بعض کے نزدیک سات سال تک کا عرصہ لگ سکتا ہے۔مالی و افرادی معاملات کو نپٹانے میں کافی عرصہ لگے گا۔برطانوی ریفرینڈم نے ثابت کر دیا ہے کہ برطانیہ جمہوریت کی ماں ہے۔بلاشبہ عوام نے اس لئے علیحدگی کے حق میں ووٹ دیا کہ اپنے ملک کی قسمت بدلی جاسکے۔جو ہمارے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ہر کام کے دو پہلو ہوتے ہیں اور برطانیہ کے یونین سے علیحدگی کے بھی دو پہلو ہیں۔یا تو بڑی مشکلات کا شکار ہو جائیں گے یا پھر اپنی ہمت و کوشش سے دنیا میں ایک نئے ولولے اور نئی سوچ کے ساتھ ابھریں گے۔اگر برطانیہ محنت و

ازم سے کام لے تو یورپ سے بہت آگے نکل سکتا ہے۔اگر اسی دوران زرا سی بھی ہٹ دھرمی دکھائی تو یورپ سے بہت پیچھے رہ جائیں گے۔برطانوی ریفرینڈم بلا شبہ دنیا کی تاریخ کا ایک بڑا ریفرینڈم ہے۔جس نے ایک نئی روایت کو جنم دیا ہے اس سے پہلے کوئی بھی وطن کسی تنظیم سے باہر نہیں نکلا بلکہ مختلف ملکوں کی کوشش ہوتی ہے کہ مختلف تنظیموں کا حصہ بنے۔مگر برطانیہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ان کا حصہ بنے بغیر بھی نمبر ون بنا جا سکتا ہے۔

محمود خاں اچکزئی اور افغان مہاجرین

وہ جو کہتے ہیں نا پہلے تولو پھر بولو بالکل درست کہتے ہیں۔انسان کو اپنی زبان کا درست استعمال کرنا چاہیے۔اسی زبان سے دنیا میں بہت کچھ ہوا اور ہو رہا ہے۔اگر زبان احتیاط سے استعمال کی جائے تو انسان مفاد کے ساتھ ساتھ معتبر بھی نظر آتا ہے۔اگر بے احتیاطی سے بغیر سوچے سمجھے استعمال کی جائے تو انسان خسارے کے ساتھ ساتھ جاہل بھی سمجھا جاتا ہے۔کہتے ہیں کم بولنا عقلمندی ہے بالکل درست کہتے ہیں۔انسان اپنی زبان سے پوری دنیا میں دوست بھی بنا سکتا ہے اور دشمن بھی۔خیر چھوڑیئے ہمارے ہاں تو اکثر لوگوں کی زبان پھسلتی رہتی ہے اور وہ بھی ملکی مفاد کے.بر عکس اسے زبان پھسلن سے منصوب کرنا چاہیے یا پھر ملکی دشمنی سے؟گزشتہ دنوں ایسا ہی ایک متنازع بیان پختونخوا ملی عوامی پارٹی کے سربراہ محمود خان اچکزئی کا سامنے آیا۔جناب نے افغان اخبار افغانستان ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ خیبر پی کے افغانوں کا ہے اور افغان مہاجرین وہاں جب تک چاہیں رہ سکتے ہیں۔افغان مہاجرین کو اگر کسی دوسرے صوبے میں مشکلات ہوں تو وہ خیبر پی کے آکر بلا خوف وخطر رہ سکتے ہیں یہاں ان سے کوئی بھی پناہ گزین کارڈ نہیں مانگے گا۔کیونکہ یہ افغانوں کا علاقہ ہے۔پاک افغان سرحدی تنازع پر اچکزئی نے کہا کہ بہتر ہے کہ پاکستان اور افغانستان آپس میں مل کر

معاملات کو حل کر لیں ورنہ امریکہ اور چین معاملات طے کر لیں گے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان میں موجود تمام پشتون بھی ایسے حالات پر افسردہ ہیں۔بعد ازاں جب انہیں تنقید کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے کہا کہ ان کے بیان کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔اور ایک نئی بحث شروع کروادی۔کہا کہ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ خیبر پی کے کبھی افغانستان کا حصہ تھا۔محمود خان اچکزئی کے ایسے بیانات نے پاکستان میں کھلبلی مچا دی خیبر پی کے حکومت اور عوام نے انہیں سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ انہیں ایسے بیانات دیتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔خیبر پی کے صرف پاکستان کا ہے۔اور اس کے بغیر پاکستان کو مکمل تصور کیا ہی نہیں جا سکتا۔۱۹۴۷ کے ریفرینڈم میں خیبر پی کے کے لوگوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا نہ کہ افغانستان کے حق میں۔پھر ایک پاکستانی قومی اسمبلی کے رکن کی طرف سے ایسے بیانات آنا باعث تشویش ہے۔انہوں نے تو سیدھا سیدھا پاکستان میں سے ایک صوبے کو کاٹ ہی دیا اور افغانیوں سے منصوب کرنے کی کوشش کی ایسے میں انہیں غدار کہنا ہی بہتر ہے۔موصوف متعدد بار قومی اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں اور موجودہ رکن بھی ہیں موصوف کے بھائی بلوچستان کے گورنر اور رشتے دار وزیر بھی ہیں۔جناب نے ایسا کام کیا کہ جس پلیٹ میں کھایا اسی میں چھید کرنے کی کوشش کی موصوف نے رکن اسمبلی بنتے ہوئے حلف اٹھایا تھا کہ وہ ملکی بقاء و سلامتی کا خیال رکھیں گے۔مگر انہوں نے اپنے حلف کی پاسداری نہیں کی اور ملکی بقاء کو ڈبونے کی کوشش کی۔جناب کہتے ہیں

جی کہ خیبر پی کے افغانیوں کا ہے اور انہیں یہاں سے کوئی نکال نہیں سکتا۔شاید انہیں یاد نہیں کہ پاکستان نے انہیں افغان مہاجرین کو پینتیس سال سینے سے لگا کر رکھا افغانیو کو آزادانہ زندگی بسر کرنے دی یہاں افغانیوں نے کاروبار کئے اور بہت سے کاموں میں شرکت کی افغانیو کو مختلف فورمز پر جانز دی گئیں۔اور اگر اتنی زیادہ خدمت کے باوجود پاکستان انہیں اپنے وطن کو جانے کا کہے تو پاکستان برا۔شاید اچکزئی کو یاد نہیں جب ہندوستان میں انگریزوں کا قبضہ تھا تو مسلمانوں پر ظلم و ستم کئے جاتے تھے ۔مسلمانوں کا ایک گروہ گزشتہ وقت کے افغان حاکموں سے رابطے کے بعد اس نیت سے افغانستان کی طرف ہجرت کرکے گیا کہ وہ مسلمانوں کا علاقہ ہے ہمیں کچھ دیر یا عرصہ رہنے دیں گے مگر افغانیوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بارڈر پر روکے رکھا اور اندر جانے کی اجازت نہ دی وہ مسلمان جو اپنا سب کچھ بیچ باچ کر گئے تھے وہیں بھوک پیاس سے مرنے لگے مگر افغانیوں کو رحم نہ آیا۔مگر پاکستان نے دنیا کی تاریخ کے سب سے زیادہ پناہ گزینوں کو اس لئے گلے لگایا کہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔آج اگرچہ انہیں بھائیوں کی وجہ سے ملک میں دہشتگردی پھیل چکی ہے۔آج وطن پاکستان مشکلات کا شکار ہے تو افغانیوں کو چاہیے کہ جلد از جلد افغان مہاجرین کو اپنے وطن منتقل کریں۔یوں بار بار وقت کی توسیع مانگ کر معاملات کو لٹکانے کی نہیں بلکہ فوری حل کرنے کی کوشش کریں۔اور اچکزئی کو پاکستان کا غدار کہنا مناسب ہے شاید اچکزئی کو پاکستانی کی تعریف کا

نہیں پتا۔پاکستانی وہ ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے اپنے ملک کی حفاظت کرے کسی بھی طریقے سے وطن کو ٹھیس نہ پہنچائے بلکہ اس کے قول فعل سے پاکستان کے لئے محبت جھلکتی ہو۔اچکزئی سے بہتر وہ محب وطن سکھ عیسائی اور ہندو ہیں جو کہتے ہیں ہمارا پیارا پاکستان اس پے جان بھی قربان۔ایسے بیانات کو نپٹنے کے لئے کوئی قانون ہونا چاہیئے۔بلکہ حکومت کو اچکزئی کے بیان پر ایکشن لیتے ہوئے انکی رکنیت قومی اسمبلی ختم کرنی چاہیئے بلکہ انہیں پاکستان سے چلتا کرنا چاہیئے تاکہ آئیندہ کوئی پاکستانیوں کو ٹھیس نہ پہنچائے۔اچکزئی جو کہ ملکی معاملات میں اگلی صفوں میں نظر آتے ہیں انکی طرف سے ایسا بیان قابل مذمت ہے بلکہ اسکی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

سلطان جی کچھ تو یہاں کیجئے
غداروں کو بھی کوئی سزا دیجئے

!ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

ڈھونڈوگے اگر ملکوں ملکوں

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں ہم اپنے سب سے بڑے خدمت گزار سے محروم ہو گئے۔ایسے انسانیت کی خدمت کرنے والے بہت کم ہی ہوتے ہیں جنکی کی کمی انکے جانے کے بعد کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ قوم کی مسیحائی کرنے والے بلکہ انسانیت کی مسیحائی کرنے والے عبدالستار ایدھی کراچی آئی ایس ٹی یو میں دوران علاج انتقال کر گئے۔ دنیا ایک مسیحا سے محروم ہو گئی۔ عبدالستار ایدھی کو پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ ایدھی ویلیج میں گزشتہ روز سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں سیاسی سرکاری و عسکری قیادتوں کے ساتھ ساتھ بہت سے نامور و عام لوگوں نے شرکت کی۔ بہت بڑا جنازہ تھا۔ عبدالستار ایدھی قوم کے لئے عطیہ خداوندی تھے۔انسانوں کی خدمت کے لئے انہوں نے جو میدان منتخب کیا عمر بھر اس میں مصروف عمل رہے۔انسانی خدمت کا روشن ستارہ غروب ہو گیا۔ایدھی ویلیج میں انہیں انکی وصیت کے مطابق اس لباس میں دفن کیا گیا جو انہوں نے پہن رکھا تھا۔ عظیم شخص جاتے جاتے بھی دو انسانوں کی زندگی کو منور کر گیا۔انکی وصیت کے مطابق انکی آنکھیں عطیہ کی گئیں جو دو مختلف اندھے لوگوں کو لگا دی گئیں۔ ہم سب کے ایدھی نے زندگی کا سفر بے سرو سامانی کے عالم میں شروع

کیا۔اپنی ماں سے بہت کچھ سیکھا۔ماں کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ماں کے آخری ایام میں انکی خوب خدمت کی۔ایدھی صاحب کا کہنا ہے کہ جب ماں کو ہسپتال لے جانا چاہتے تھے تو ایمبولینس میسر نہ ہونے پر وہ رکشہ میں بڑی مشکل سے لے کر جاتے اسی لئے انکے دل میں بے لوث خدمت کا جذبہ بڑا اور ایمبولینس سروس جیسا کارنامہ بھی انجام دیا۔تاکہ کسی کو ایسی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔۱۵۹۱ میں ایک چھوٹی سی ڈسپینسری شروع کی۔ہر وقت ڈسپینسری پر بیٹھے رہتے تاکہ کسی کو جب بھی ضرورت پڑے وہ حاضر رہیں۔کبھی بھی مشکل آتی ایدھی صاحب سب سے آگے نظر آتے۔انکے خدمت کے جذبے نے لوگوں کے دل جیت لئے اور لوگوں نے آنکھیں بند کرکے انکا بھروسا کرنا شروع کردیا۔پھر انہوں نے ایدھی فاؤنڈیشن شروع کی ایدھی فاؤنڈیشن وقت کے ساتھ ساتھ اتنی ترقی کر گئی کہ اب پاکستان سے باہر بھی دنیا کے کئی ملکوں میں خدمات انجام دے رہی ہے۔ملک بھر میں انکی بارہ سو ایمبولینس کام کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ایدھی فاؤنڈیشن کے پاس دو جہاز ہیلی کاپٹر اور سپیڈ بوٹ ہیں۔پاکستان بھر میں تین سو مراکز اور سترہ شیلٹر ہوم بنائے۔انکی بیماری کے دوران حکومت سندھ نے انکا علاج بیرون ملک کرانے کی خواہش ظاہر کی مگر انہوں نے کہا وہ پاکستان سے ہی علاج کروائیں گے حکومت انہیں کراچی میں قبرستان کے لئے جگہ دے دیں۔عبدالستار ایدھی ایک ایسی عظیم ہستی تھے کہ میں بیاں نہیں کر سکتا۔انکے بارے بہت سے بڑے لکھاریوں نے لکھا۔لڑکپن بلکہ بچپن ہی سے وہ خدمت کا جذبہ رکھتے تھے۔انکی خدمات دنیا کی

تاریخ میں نا قابل فراموش ہیں۔جتنی انکے لئے عزت ملک پاکستان کے لوگوں کے دلوں میں ہے شاید ہی کسی اور شخصیت کے لئے ایسی عزت ہو۔وہ بے لوث خدمت کرنے والے شخص تھے۔ایدھی فاؤنڈیشن کا کروڑوں کا بجٹ ہوتا مگر ایدھی صاحب کے لئے ان میں سے ایک روپیہ بھی حرام تھا۔بہت سادہ سی زندگی گزاری ہمیشہ ایک ہی جوڑے میں نظر آتے۔دو جوڑوں سے زیادہ کپڑے نہ رکھتے۔ٹوٹے ہوئے جوتے پہن لیتے۔ساری زندگی دو جوڑوں اور ایک چپل میں گزار دی۔پوری انسانیت کے مسیحا تھے کبھی زندگی میں اپنا فائدہ نہ سوچا بلکہ لوگوں کی بھلائی کے لئے کام کیا۔بہت سے بے سہاروں کو سہارا دیا۔بہت سی بے آسرا میتوں کو غسل دیا کفن دیا اور پھر ایدھی ویلج میں اپنے ہاتھوں سے تدفین کی۔کبھی کسی کام میں عار محسوس نہ کی خود میت کو غسل دیتے اور دفن کرتے۔بے آسراء بچوں کا آسراء تھے۔یتیموں کے وارث تھے۔انہوں نے اپنی ساری زندگی انسانیت کی خدمت میں وقف کر دی۔انکے نزدیک رنگ نسل ذات پات مذہب کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ سب کے مسیحا تھے۔نمازی اور تہجد گزار بھی تھے۔اپنی زندگی میں کبھی خدمت سے ہٹ کر کبھی کوئی کام نہ کیا۔اپنی دنیا کو وقف کر کے اپنی آخرت سنوار لی۔ایدھی صاحب متعدد قومی و بین الاقوامی اعزازات حاصل کر چکے ہیں جنکے باوجود وہ سادہ لوح انسان تھے۔ان اعزازات کی تفصیل درج ذیل ہے۔بین الاقوامی اعزازات۔۔۶۸۹۱ میں عوامی خدمات میں رامون مگسیسے اعزاز۔ ۸۸۹۱ میں لینن امن انعام۔۲۹۹۱ میں پال ہیرس میلوروڑی انٹر نیشنل فاؤنڈیشن۔دنیا کی سب بڑی

ایمبولینس سروس گنیز بک ورلڈ ریکارڈ ۰۰۰۲ـ ہمدان اعزاز برائے عمومی طبّی خدمات ۰۰۰۲ـ بین الاقوامی بلزان اعزاز ۰۰۰۲ برائے انسنیت وامن بھائی چارہ۔ اطالیہ انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈ منسٹریشن کراچی کی جانب سے اعزازی ڈاکٹریٹ ڈگری ٦۰۰۲ ۔یونیسکو مدنجیت سنگھ اعزاز ۹۰۰۲۔ احمدیہ مسلم امن اعزاز ۰۱۰۲۔ قومی اعزازات ۔۔کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پاکستان کی طرف سے سلور جوبلی شیلڈ ۲٦۹۱۔ ۷۸۹۱۔ حکومت سندھ کی جانب سے سماجی خدمتگزار برائے برصغیر کا اعزاز۔ ۹۸۹۱ نشان امتیاز پاکستان کا ایک اعلی اعزاز۔ حکومت پاکستان کے محکمہ صحت اور سماجی بہبود آبادی کی جانب سے بہترین خدمات کا اعزاز ۹۸۹۱۔ پاکستان سوک سوسائٹی کی جانب سے پاکستان سوک اعزاز ۲۹۹۱۔ پاک فوج کی جانب سے اعزازی شیلڈ۔ پاکستان اکیڈمی آف میڈیکل سائنسز کی جانب سے اعزاز خدمت۔ پاکستان حقوق معاشرہ کی طرف سے انسانی حقوق اعزاز۔ مارچ ۵۰۰۲ عالمی میمن تنظیم کی جانب سے لائف ٹائم اچیومنٹ اعزاز۔ ایدھی صاحب کی خدمات ان اعزازات سے کہیں بڑھ کر ہیں نوبل پرائز ایدھی صاحب کو چاہے دیں یا نہ دیں لیکن اللہ کے حضور انشاءاللہ انہیں نوبل انعام ضرور ملے گا اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ الوداع خادم اعظم پاکستان

چلے جائیں گے ہم تو ہمیں یاد کرو گے
ڈھونڈنے کو پھر ہمیں سر بازار پھرو گے

!سب سے بڑی طاقت عوام مگر

افسوس سب سے بڑی طاقت عوام ہے مگر ہم عوام ہیں یا بھیڑ بکریاں ؟کوئی نہیں جانتا۔ گزشتہ جمعہ کی شب ترکی ساری رات فوجی بغاوت کی وجہ سے متشدد کاروائیوں کا شکار رہا۔ترکی فوج کے ایک مخصوص گروہ نے حکومتی تختہ الٹنے کی کوشش کی۔ترکی کی بہادر عوام اپنے صدر طیب اردوان کے کہنے پر گھروں سے باہر نکل آئی اور باغیوں کے راستے کی رکاوٹ بننا شروع کر دیا۔ترک عوام نے اپنی حکومت اور اپنے صدر رجب طیب اردوان کے خلاف فوجی بغاوت کے سامنے سینہ سپر ہو کر قومی شعور اور ملکی آئین اور جمہوری عمل کے ساتھ وابستگی کا مظاہرہ کیا۔ترکی گزشتہ 1960۔1971۔اور 1980 میں بھی فوجی انقلاب کا شکار رہا مگر چوتھی دفعہ عوام نے فوج کو مسترد کر دیا۔1932 سے جدید ترکی کا آغاز ہوا مگر ترقی میں ہر حکومت کے ساتھ بدلاؤ آتا گیا۔ مگر گزشتہ پندرہ سالوں سے ترکی دنیا کی نظر میں اپنا لوہا منوانے میں کامیاب رہا۔جس میں رجب طیب اردوان اور اسکی حکومت کے اقدامات قابل قدر ہیں۔طیب رجب اردوان تین دفعہ وزیر اعظم منتخب ہوئے اور اب صدر کے عہدے پر فائز ہیں۔ یہ شخص شروع ہی سے دین اسلام کی طرف مائل تھا سب س پہلے استنبول کا میئر منتخب ہو کر عوام کی خدمت کی اور استنبول کو ایک بہتر شہر کے تور پر نمودار کیا۔ عوام کا بھروسا اور یقین اردوان کے لئے اور بڑھا اور اگلی بار اسے وزیر

اعظم منتخب کردیا یہ سب عوامی طاقت کی بدولت ہوا۔اس بہادر لیڈر نے عالمی سطح تک خود کو متعارف کروایا۔پوری دنیا میں مسلمانوں کی مدد کو پہنچا اور دنیا کے ساتھ اپنے وطن میں بھی مخالفین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور عوامی دلوں پر چھایا رہا۔جی قارئین کہتے ہیں سب سے بڑی طاقت عوام ہے! آپ نے گزشتہ کئی ایسے واقعات بھی دیکھے ہونگے کہ جب عوام یکجا ہو جائے تو پھر صرف اور صرف عوام کا ہی لوہا مانا جاتا ہے۔عوام میں بڑی طاقت ہوتی ہے کیونکہ عوام جب اکٹھی ہوتی ہے تو پورے دل و جان سے اکٹھی ہوتی ہے۔گزشتہ رات ترکی کو مارشل لاء سے بچانے والی عوام ہے۔اردوان کے مخالفین نے عوام کو اردوان کے خلاف کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے اور بلا آخر فوجی بغاوت کے زریعے حکومت کو اقتدار سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر عوام نے اس بغاوت کو یکساں مسترد کر دیا اور اپنے لیڈر کی آواز پر لبیک کہا۔اردوان کی عوام میں مقبولیت صرف اور صرف اس کے حقیقی لیڈر ہونے کی وجہ سے ہے نہ کبھی اردوان پر کرپشن کا کوئی کیس ثابت ہوا نہ کبھی کسی بدعنوانی میں نام آیا۔اور سب سے بڑی بات وہ عوامی نمائندہ ہے اردوان اور اسکی حکومت عوامی سطح تک تعلقات استوار کئے ہوئے ہے۔بلدیاتی ادارے بہت مضبوط ہیں۔لیڈرشپ براہ راست عوام سے منسلک ہے تبھی تو عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اپنے صدر کے کہنے پر بغاوت کو کچل گیا۔وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف ترک صدر کو اپناہم منصب سمجھتے ہیں۔مگر میرے خیال سے ان دونوں میں بہت سی چیزیں مختلف ہیں۔میاں محمد نواز شریف

عوام میں اپنی مقبولیت کھو چکے ہیں مگر اردوان کی مقبولیت کا اندازہ آپکو ہو چکا ہے۔ ہمارے ہاں عوام اور حکمران جمہوریت کے بڑے بڑے راگ الاپتے ہیں۔ مگر حقیقت اس کے برعکس اور تکلیف دہ ہے۔ میرے خیال میں پاکستان میں حقیقی معنوں میں ابھی تک کوئی جمہوری پارٹی نمودار نہیں ہوئی۔ سب کے سب جمہوریت کی ایک اپنی ہی تعریف بنائے ہوئے ہیں۔ اور اس میں موقع کی مناسبت سے تبدیلیاں کرتے ہیں۔ بلا شبہ گزشتہ شب ترک عوام اور حکومت کے لئے ایک کڑا امتحان تھا مگر ان کے حوصلے پست نہیں نہ ہی کسی کے دل میں باغیوں کے لئے کوئی سافٹ کارنر موجود تھا نہ ہی کوئی باغیوں کی حمایت میں نکلا کیونکہ ان کے دل صاف تھے کسی کے دل میں ذاتی مفاد اور کھوٹ موجود نہیں تھی وہ لوگ ون یونٹ تھے۔ اور ملکی مفاد کی خاطر گھروں سے باہر نکلے۔ ادھر پاکستان میں سارے کا سارا آوا ہی بگھڑا ہے۔ ہر پارٹی کا اپنا مفاد ہے اپنے ذاتی مفادات کے لئے قوم کو توڑتے ہیں کبھی وطن کی عوام کو ون یونٹ نہیں رہنے دیا۔ عوام کو اسٹیبلشمنٹ بیروکریسی سیاسی پارٹیوں عدلیہ دوسرے اداروں کا اور اپنا باخوبی علم ہے کہ ملک کی بقاء کے لئے کسی نے کیا کردار ادا کیا ہے۔ اگر کسی کو اپنی وطن کے ساتھ بے وفائی پر شک ہے تو ذرا خود کو پرکھو اور دیکھو کے ہمارے اندر اور ترکی کے عوام کے اندر کیا فرق ہے۔ کیوں ہماری عوام ون یونٹ نہیں ہوتی؟ کیونکہ ہمارے ہاں اردوان جیسے لیڈر موجود نہیں؟۔ کیوں ہم بار بار کرپٹ لوگوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں؟۔ کیوں ہماری افواج اپنے کام سے ہٹ کر سیاست

میں دخل اندازی کرتی ہے؟۔کیوں ہماری عدلیہ انصاف کے علاوہ باقی سب کاموں میں ماہر؟ کیوں ہمارے وزیر نا اہل؟ کیوں ہماری اپوزیشن جماعتیں اپنے مفادات کی خاطر کسی بھی حد کو جانے کو تیار ہیں چاہے ملکی نقصان ہی کیوں نہ ہو؟۔کیوں ہم سب صرف اپنے مفادات کا سوچتے ہیں اور دوسروں کے مفادات کو کچلنے کی کوشش کرتے ہیں؟۔کیوں ہمارے اندر ہٹ دھرمی آچکی ہے؟۔کیا ہم مسلمان ہیں؟۔کیا ہم عوام ہیں یا بھیڑ بکریاں؟۔کیوں ہم باتوں میں تو دنیا فتح کرلیتے ہیں مگر حقیقت میں نا اہل ہیں ؟کیوں آخر کیوں؟۔ذرا سوچئے۔ترکی پر جو گزشتہ شب قیامت ٹوٹی اس سے با خوبی نمٹنے کے لئے ترک عوام کی عظمت کو سلام بلا شبہ دنیا کی تاریخ کا یہ بہت.بڑا واقع ہے ترکیوں نے ثابت کر دیا کہ انہیں اپنے اچھے.برے کی تمیز ہے انہوں نے اپنے لئے اچھے لیڈروں کو چنا۔انہوں نے بیرونی سازشوں کو بے نقاب کیا اور مسترد کیا۔ترک عوام ہماری عوام کے لئے مشعل راہ ہے۔کچھ سیکھئے۔سیاستدانوں سے گزارش ہے کہ عوام کو سمجھیں عوام کو پرکھیں اور عوامی فلاح و بہبود کے لئے کام کریں اگر عوام آپ کے ساتھ ہے تو سمجھ لو تم.بڑے مضبوط ہو کیوں کہ عوام سب سے.بڑی طاقت ہے۔

مقبوضہ جموں کشمیر؟؟

آخر بے چارے کشمیریوں کو کب آزادی ملے گی؟۔کب تک وہ بھارتی ظلم وستم کا شکار بنتے رہیں گے؟۔کیوں کشمیریوں کا کوئی درد بھانٹنے والا نہیں کیوں؟۔کیوں کشمیریوں کو انسان نہیں سمجھا جاتا؟۔آخر کب کشمیری اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزار سکیں گے؟۔آخر کب؟کشمیر کو عرصہ دراز سے بلکہ کئی دہائیوں سے ہی سوالیہ نشان بنایا گیا ہے۔ کوئی بھی صدق دل سے کشمیر کے معاملات کو حل کرنے کے لئے تیار نہیں۔انگریز حکومت کے دور میں انگریزوں نے کشمیر کو چند لاکھوں کے عوض ایک سکھ راجہ کو فروخت کر دیا ایک عرصہ تک سکھوں نے وہاں حکومت کی اور کشمیری مسلمانوں پر ظلم و جبر کی کئی تاریخیں قائم کیں۔ کشمیر آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست تھی اور جغرافیائی لحاظ سے بھی سب سے زیادہ اہمیت کی حامل۔1947 کی تقسیم سے پہلے ہی کشمیر کو حاصل کرنے کے لئے گاندھی اور جناح نے کوششیں شروع کر دیں۔ کشمیر میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی تھی۔اسی لئے کشمیریوں نے پاکستان کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا۔ مگر سکھ راجہ نے بھارت کے ساتھ مل کر کشمیریوں کی آواز کچلنے کی کوشش کی ۔بھارت جعلی الحاق کی دستاویزات بنا کر اپنی فوجیں کشمیر میں بھیجنے لگا جو دن بدن بڑھتی ہی گئیں۔ کشمیری مسلمانوں نے متعدد بار بھارتی مظالم کے خلاف آوازیں بلند کیں مگر ہمیشہ ہی انہیں

کچلنے کی کوشش کی گئی۔ کشمیری مجاہدین نے اپنی جدوجہد کی بدولت بھارتی فوج کے ساتھ جنگ لڑی اور کشمیر کا کچھ علاقہ و حصہ آزاد کروالیا۔ جسے آج آزاد کشمیر کہا جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر بھارت کے اوسان خطا ہو گئے اور بھارت اقوام متحدہ میں پہنچ گیا۔ اقوام متحدہ میں رو کر بھارت نے جنگ بندی تو کروالی مگر اپنے وعدوں سے مکر گیا نہ ہی ریفرنڈم کروایا نہ ہی اپنی فوجیں واپس بلائیں۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اگر بھارت بھاگتا ہوا اقوام متحدہ تک نہ جاتا تو آج پورا کا پورا کشمیر آزاد ہوتا۔ کشمیر کا جو حصہ بھارتی قبضہ میں ہے اسے مقبوضہ کشمیر کہتے ہیں۔ بھارتی فوج اس علاقہ میں ظلم و ستم کی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ معصوم بچوں عورتوں اور بوڑھوں پر بھی ظلم کیا جاتا ہے۔ بھارت کی اس ہٹ دھرمی وگیم میں لاکھوں کی تعداد میں کشمیریوں کے گھر اجڑ چکے ہیں۔ کئی یتیم بے آسراء اور بے سہارا ہوئے ہیں۔ واقعی میں عرصہ سے مقبوضہ کشمیر کو سوالیہ نشان بنا کر رکھ دیا ہے اور بنایا جا رہا ہے۔ اور اس میں شامل بھارت کے ساتھ اقوام متحدہ بھی ہے۔ اقوام متحدہ نے کئی بار کشمیر میں استصواب رائے یعنی ریفرینڈم کروانے پر قرار دادیں منظور کیں مگر اقوام متحدہ ایسا کروانے میں ناکام رہا۔ بھارت کی ہٹ دھرمیوں کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ نے بھی ماضی میں اپنی ہٹ دھرمی کے کئی ثبوت پیش کئے ہیں۔ بہت افسوس کی بات ہے کہ عالمی طاقتوں کو یورپ میں ایک قتل پر ایک عرصہ افسوس رہتا ہے مگر کشمیر میں ہر گزرتے دن کئی زندگیاں بج رہی ہیں مگر عالمی طاقتیں خاموش

سادھے ہوئے ہیں۔آخر یہ دہرا معیار کیوں؟کیا کشمیری بے جان ہیں؟ مقبوضہ کشمیر میں انسان نہیں رہتے؟بھارتی اور اقوام متحدہ کی ہٹ دھرمی سے لگتا ہے کہ کشمیری ان کے نزدیک انسان نہیں بلکہ بے جان ہیں۔وہ بھی انسان ہیں۔انسانیت کی پامالی کی جارہی ہے اور اس میں کہیں نہ کہیں انسانیت کے نمبردار بھی ملوث ہیں۔گزشتہ روز میاں محمد نواز شریف نے قومی سلامتی کمیٹی کا اجلاس بلایا اس اجلاس میں کہا گیا کہ مقبوضہ کشمیر میں کشیدہ صورتحال کو وہاں کی حکومت کی طرف سے اندرونی معاملات قرار دینا بین الاقوامی قوانین اور کشمیر کے معاملات پر اقوام متحدہ کی قراردادوں کی شدید خلاف ورزی ہے۔اجلاس میں مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ بھارت کا یہ دعوی کہ یہ اس کا اندرونی معاملہ ہے دراصل حقائق کے برعکس ہے۔اجلاس میں حریت پسند رہنما برہان وانی کی شہادت اور اس کے بعد احتجاج کرنے والوں پر بھارتی فوج کے مظالم کی شدید مذمت کی گئی۔اور اجلاس میں یہ کہا گیا کہ پاکستان اقوام متحدہ کی ہیومن رائٹس کونسل سے رابطے کرکے بھارتی مقبوضہ کشمیر میں فیکٹ فائینڈنگ کمیٹی بھجوانے کا کہے گا۔تاکہ وہ کشمیریوں کے قتل عام اور ان پر ظلم و جبر کے واقعات کی تحقیقات کرے۔اور اجلاس میں بین الاقوامی برادری پر زور دیا کے وہ بھارتی مظالم کی مذمت کرے اور کشمیری عوام سے وعدے کے مطابق انہیں استصواب رائے کا حق دینے پر زور دے۔بھارتی وزارت خارجہ کی طرف سے اسلام آباد کو

آزاد کشمیر خالی کرنے کی گیدڑ بھبھکی اس بات کی علامت ہے کہ وہ بو کھلا چکا ہے۔آزاد کشمیر میں آج بھی کوئی پاکستانی باشندہ جائیداد نہیں خرید سکتا البتہ بھارت دن بدن مقبوضہ کشمیر میں اپنے فوجیوں کے گھر بسا رہا ہے۔بھارت مقبوضہ کشمیر میں انتہا پسند ہندؤں اور ایسے کئی عناصر اور پنڈتوں سمیت سابق فوجیوں کے گھر اور بستیاں بسا رہا ہے۔جو کہ سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کی خلاف ورزی ہے۔متنازعہ ریاست جموں و کشمیر کی ہیئت کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا نہ ہی وہاں غیر کشمیریوں کو بسایا جا سکتا ہے۔کیونکہ رائے شماری میں صرف ریاستی باشندے ہی حصہ لے سکتے ہیں۔بھارت جانتا ہے کہ کشمیری عوام پاکستان کے حق میں ووٹ دے گی اسی لئے بھارت ایسے اقدامات کرکے اپنا اسر و رسوخ بڑھانے کی سازشیں کر رہا ہے زبردستی اپنی فوجیں اتار کر مقبوضہ جموں و کشمیر میں اپنے پنجے گاڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔اس سب کے باوجود دن بدن بھارت کشمیریوں کے دلوں میں اپنی نفرت میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔مکروہ بھارت آزاد کشمیر کے الیکشن دیکھ کر اندازہ لگالے کہ کیسے منظم انتخابت تھے اور دوسری طرف مقبوضہ جموں وکشمیر میں زبردستی ڈنڈے کے زور پر کٹھ پتلی حکومت کا قیام بھارتی ظلم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔بھارت اور اقوام متحدہ مزید کشمیریوں کو سوالیہ نشان بنانا بند کرے۔سن لو بھارتی سورمو۔اگر اپنی ہٹ دھرمیوں سے باز نہ آئے تو اللہ رب العزت ایک دن تمہارے ٹکڑ ٹکڑے کر دے گا۔کشمیر کی اس ظلم و ستم کی تاریخ میں ہم پاکستانی بھی اپنا کردار ادا

نہیں کرکے ہم کشمیر کی آواز صحیح طریقے سے دنیا تک نہیں پہنچا رہے ہمیں یہ کرنا ہوگا روز قیامت کیا کہیں گے کہ ہمارے سامنے ہی ہمارے مسلمان بھائیوں بہنوں پر ظلم کیا جات رہا اور ہم اپنے ہی کاموں اپنی ہی موج مستیوں میں مگن رہے۔ پاکستان حکومت کو بین الاقوامی طاقتوں کو بھارت کی اصل سازشوں سے آگاہ کرنا چاہیے۔ صرف مذمت کے بیانات س کچھ نہیں ہونے والا ہمیں اقوام متحدہ اور عالمی طاقتوں پر کشمیر کے حل کے لئے پریشر ڈالنا ہوگا۔

چلو اب کارکردگی دکھاؤ

سب جماعتوں و سیاسی پارٹیوں میں جو وفاقی یا صوبائی حکومتوں میں ہیں 'چلو اب کارکردگی دکھاؤ' مہم کا آغاز ہو گیا ہے۔آپ سب جانتے ہیں کہ موجودہ حکومتی مدت میں صرف بائیس ماہ کا وقت باقی بچا ہے۔اور سب کی کارکردگی بھی آپ کے سامنے ہے کوئی بھی پارٹی کرپشن اور دوسری بدعنوانیوں سے پاک نہیں۔سب کے سب اپنے اپنے منشور و وعدوں سے خاصے دور نظر آئے۔بعض نے تو اپنے مفادات کی خاطر موقع کی مناسبت سے منشور ہی بدل ڈالے۔2013 سے اب تک کوئی بھی پارٹی اپنے حامیوں کے علاوہ باقی عوام کو متاثر نہ کر سکی بلکہ عوام کے دل نہ جیت سکی۔اس گزرے وقت میں سیاسی پارٹیوں کے کچھ اپنے حامی بھی نالاں نظر آئے۔افسوس کی بات تو یہ ہے کہ عوام کی ناراضگی کے باوجود بھی سیاسی پارٹیاں اور انکے وزراء صرف اپنے مشن میں ہی مگن رہے عوام کو صرف وقفوں میں ٹرخاتے رہے۔اب حکومتی مدت میں تھوڑا عرصہ باقی ہے اور سیاسی سربراہ جانتے ہیں کہ عوام انکی کتنی قدر کرتی ہے اس لئے اب 2018 کے الیکشنز کی تیاریوں اور عوام کی حمایت کے لئے سب پارٹیوں کے سربراہان نے اپنے اپنے نمائندوں کو حکم جاری کر دیا ہے کہ چلو اب کارکردگی دکھاؤ۔سوچنے کی بات ہے کہ 2013 سے اب تک اس مہم کا آغاز کیوں نہیں کیا گیا۔دوستو آپ ذرا اس پر سوچئے گا۔پاکستان 14 اگست 1947 کو آزاد ہوا۔آج پاکستان کو آزاد

ہوئے 67 سال کے قریب کا عرصہ ہو گیا ہے۔ مگر اپنے وطن کی حالت آپ کے سامنے ہے۔ جب پاکستان آزاد ہوا تو پاکستان کی شرح خواندگی بہت کم تھی۔ مگر لوگوں میں آگے بڑھنے کی ہمت و جذبہ تھا۔ کام کرنے کی لگن تھی۔ پاکستان نے آزادی کے کچھ عرصہ بعد ہی ترقی کی راہ چن لی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے حالات بہتر ہوئے لوگوں نے پڑھنا لکھنا شروع کیا اور پاکستان کو دنیا نے تسلیم کر لیا۔ مگر پتہ نہیں کیوں اور کس کی نظر پاکستان کو لگی اور اکسویں صدی میں پاکستان بدعنوانیوں کا شکار رہا۔ ملک میں کرپشن لوٹ مار اور دہشتگردی جیسی جڑوں نے مظبوطی پکڑ لی۔ افسوس کے اکیسویں صدی میں شرح خواندگی میں اضافہ ہوا مگر لوگوں کے ولولے اور ہمت دم توڑ گئی۔ لوگوں میں کام کرنے کی لگن ختم ہو گئی۔ آج بھی پاکستان میں غربت کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ ملک دشمن غربت سے ستائے لوگوں کو استعمال کرنے لگے۔ دیہاتوں میں غربت کی شرح 60 فیصد اور شہروں میں 10 فیصد ہے۔ گزشتہ سیلابوں نے دیہاتوں اور دیہاتیوں کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ افسوس کے ہر سال سیلاب کی روک تھام کے لئے تعلیم کے لئے صحت کے لئے رقم مختص ہوتی ہے مگر صرف کاغذی کاروائی تک ۔ گزشتہ کئی حکومتوں نے دیہاتیوں کے روپے کھائے ہیں۔ حکومتی کرپشنز کی وجہ سے بہت سی بدعنوانیوں نے جنم لیا ہے۔ میں دیہاتیوں کی پسماندگی کی وجہ کرپٹ سیاستدانوں کے ساتھ ساتھ پڑھے لکھے باشعور لوگوں کو بھی ٹھہراتا ہوں جو دیہاتیوں کی آواز نہیں بنتے۔ پاکستان میں جتنی بھی حکومتیں آئیں سب پر کرپشن کے الزامات ہیں۔ مگر

افسوس کے ہم پھر بار بار انہیں لوگوں کو اقتدار میں لاتے ہیں۔کیا ہم بے حس ہیں ؟کیا ہمارے اندر شعور نہیں ؟یا پھر ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ؟کب پاکستان ان بدعنوانیوں سے چھٹکارا حاصل کر سکے گا؟کون سچائی کی مشعل لے کر آگے بڑھے گا؟آخر کون ! ؟کیا ہماری عوام میں کسی چیز کی کمی ہے؟آخر کس چیز کی کمی ہے ! ہمیں سوچنا ہوگا۔جی قارئین آپ نے گزشتہ دنوں سے دیکھا ہوگا کہ سندھ حکومت میں اچانک ایک تبدیلی لائی گئی ۔سابق وزیر اعلی قائم علی شاہ کو اقتدار سے الگ کرکے مراد علی شاہ کو نیا وزیر اعلی سندھ مقرر کر دیا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ صوبائی کابینہ میں صوبائی وزارتوں میں بھی تبدیلیاں کر دی گئیں۔اور ہمیشہ کی طرح سندھ حکومت میں اس تبدیلی کا فیصلہ بھی آصف علی زرداری نے کیا۔عوام کو اچانک کی تبدیلی سمجھ میں نہ آئی۔مگر تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ ' چلو اب کارکردگی دکھاؤ' مہم کا ہی ایک شاخسانہ ہے۔ورنہ اس سے قبل یہ تبدیلی یاد نہ آ جاتی۔کچھ کے نزدیک مراد علی شاہ بھی گزشتہ کرپشنز کی ری ہیسلز کر چکے ہیں اور انکے خیال میں مراد علی شاہ کو وزیر اعلی تعین کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اپنے مفادات بھی حاصل ہوتے رہیں اور لوگوں کو بھی کچھ تبدیلی نظر آتی رہے۔یعنی زرداری صاحب پھر ایک تیر سے دو شکار کھیلنے کے لئے میدان میں ہیں۔جی قارئین اسی طرح وفاق صوبہ پنجاب اور صوبہ بلوچستان میں برسر اقتدار پارٹی مسلم لیگ ن کے سربراہ میاں محمد نواز شریف صاحب کی گزشتہ مری میں بریفنگ سے پتہ چل ہی گیا ہوگا کہ 'چلو اب کار

کردگی دکھاؤ' مہم کا حکم مسلم لیگ ن کے سربراہان و وزراء کو بھی جاری کر دیا گیا ہے۔اور ساتھ میں یہ اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ جو کارکردگی نہیں دکھائے گا اس کا حال بھی قائم علی شاہ جیسا ہوگا۔اور حکم جاری کیا کہ زیر تکمیل پراجیکٹس عین انتخابات سے قبل مکمل ہو جانے چاہیے۔اور اب ان پراجیکٹس کی نگرانی خود میاں نواز شریف کریں گے۔اسی طرح خیبر پختونخوا میں زیر اقتدار تحریک انصاف میں بھی کارکردگی دکھاؤ مہم کے اثرات نظر آرہے ہیں۔ عمران خان نے باقاعدہ اعلان کیا ہے کہ اب کارکردگی میں تاخیر برداشت نہیں ہوگی۔اور خیبر پختونخوا حکومت میں بھی تبدیلیاں متوقع ہیں۔لوگ حکومتوں کی کارکردگی میں تیزی پر انہیں سراہ رہے ہیں سراہنا بھی چاہئے۔دیر آئے درست آئے کچھ نہ کرنے سے تو بہتر ہے کہ باقی بائیس مہینوں میں ہی اپنے وطن کے لئے کچھ کرنے کا ارادہ تو کیا۔اور یہ صرف عوام کی بدولت ہے یعنی اب عوام کو پیسے سے خریدنے کا دور ختم اثر ورسوخ سے ووٹ ختم۔اب کارکردگی کی بنا پر ووٹ ملیں گے۔ مگر افسوس کے کارکردگی الیکشنز کے قریب آنے پر ہی کیوں یاد آتی ہے۔میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں جب تک تمام ادارے آزادانہ سیاسی مداخلت کے بغیر کام نہیں کر سکیں گے تب تک یہ لوگ نت نئے طریقوں سے ہمیں اور ہمارے وطن کو لوٹتے رہیں گے۔اب انہیں عوامی خدمت یاد آگئی ہے صرف اور صرف ووٹ کی خاطر۔ذرا سوچئے جو لوگ انکی کرپشن کی وجہ سے بدعنوانیوں کا شکار ہوئے انکا ذمہ دار کون ہے؟ جن کے گھر غربت سے اجڑ گئے انکا ذمہ دار کون ہے

ـ؟

بچو اور بچاؤ

بہت کٹھن وقت آن پہنچا ہے۔ کوئی کسی پر بھروسا ہی نہیں کر سکتا۔ نہ جانے کون کب آپ کے ساتھ ہاتھ کر جائے۔ کون کب آپ کو دھوکا دے جائے۔ کب اپنا ہی وہشت پر اتر آئے اور آپ کو کسی دلدل میں دھکیل دے۔ کسی دوست کسی عزیز و رشتہ دار حتیٰ کہ اپنے سگوں پر بھی بھروسا کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ایسا دور آن پہنچا ہے کہ آپ اپنے سب سے بڑے دشمن کو ہی اپنا سب سے بڑا دوست تصور کرتے ہیں مگر وہ ایک دن آپ کو ایسا تباہ کرتا ہے کہ آپ دوبارہ آباد نہیں ہوتے۔ ہمیں اس موجودہ دور میں بہت سنبھل کر چلنا ہوگا خود بھی ایسے عناصر سے بچنا ہوگا اور اپنے بال بچوں گھر والوں و دوستوں کو بھی ایسے عناصر سے بچانا ہوگا۔

کبھی ایسا وقت بھی ہوا کرتا تھا کہ سب آزادانہ زندگی بسر کیا کرتے۔ دکھ فکر غم اور ڈر انسان سے کوسوں دور رہتا۔ زندگی سہل تھی۔ پریشانیاں کم تھیں۔ لوگ کم تھے سہولتیں نہ تھیں بلکہ لفظ سہولت سے لوگ آشنا ہی نہ تھے۔ مشقت کی زندگی تھی۔ مگر سکون تھا۔ جو جتنی زیادہ مشقت کر لیتا اتنا زیادہ اچھا کھانا کھا لیتا۔ دولت نام کی کوئی چیز نہ تھی لوگ عالم نہ تھے۔ اتنی سادگی تھی کہ ہم تصور ہی نہیں کر سکتے۔ وقت گزرتا گیا لوگوں میں محنت و مشقت کا جذبہ پیدا

ہوا۔ جو جتنی زیادہ محنت کر لیتا اتنی ہی بہتر زندگی بسر کر لیتا۔ آہستہ آہستہ لوگوں میں مقابلہ بازی شروع ہو گئی۔ مگر زندگی بہتر بنانے کے مقابلوں میں کبھی ذاتی دشمنی کو پروان نہ چڑھنے دیا۔ لوگ سادہ تھے لڑائی جھگڑا بہت کم تھا۔ انسان اکٹھے ہو کر دوسری بلاؤں کا مقابلہ کرتے۔ انسانوں میں اتفاق تھا۔ وقت گزرا بلائیں ٹلیں تو انسان آپس میں لڑنا شروع ہوئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ لڑائیاں بڑھتی گئیں۔ زمین پر انسانوں کی بڑھتی تعداد کے ساتھ ساتھ کئی جرم بھی بڑھے۔ حتی کہ یہاں تک نوبت آن پہنچی کہ انسان اپنا مال و زر بھی بڑی احتیاط سے رکھنے لگا صدیاں گزریں مال و زر کو فنا ہوتے دیکھا گیا۔ انسان نے اپنے مال و دولت کو محفوظ رکھنے کے لئے کئی اقدامات کئے مگر محفوظ نہ رکھ سکا۔ گھر سے باہر نکلتے وقت کوئی اپنے پاس زیادہ رقم نہ رکھتا کہ چھن نہ جائے۔ اپنے مال کی حفاظت کے لئے انسان پریشان رہنے لگا۔ مگر گزشتہ کئی سالوں سے انسانوں کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔ جب سے انسانی اسمگلنگ کے واقعات سامنے آئے تب سے انسان خود کو کہیں بھی محفوظ نہیں سمجھتا۔ گھر سے باہر جاتے ہر کوئی ڈرتا ہے کہ کہیں کوئی مجھے ہی نہ اٹھا لے۔ پوری دنیا میں ایسے واقعات سامنے آئے انسانوں کو انسان ہی اٹھا لے جاتے ہیں۔ میں جانتا ہوں ایسے لوگوں کو انسان کہنا گناہ ہے۔ لیکن معذرت کے ساتھ یہ انسانی اسمگلر اور اغواء کار بھی ہم جیسے ہی ہیں کوئی اور مخلوق نہیں ہم میں سے ہی ہیں انکے بھی ہماری طرح عزیز و اقارب بھی ہیں۔ پوری دنیا میں انسانی اسمگلنگ کئی

طریقوں سے کی جاتی ہے۔ جن میں نشہ آور چیزوں کے استعمال سے اغوا سب سے زیادہ ہے۔ جہاں دنیا بھر میں انسانی قدروں کا خاتمہ ہوا انسانیت کو پامال کیا گیا وہیں پاکستان بھی کسی سے پیچھے نہ رہا۔ گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان میں بھی انسانی اسمگلنگ کے کئی واقعات سامنے آئے۔ بچوں، بڑوں بوڑھوں اور عورتوں کو بھی اغواء کیا جاتا رہا۔ انسانی اسمگلر لوگوں کو اغوا کرکے روپے کے عوض فروخت کر دیتے۔ با اثر لوگ انسانوں کو خرید کر ان سے طرح طرح کے دھندے کرواتے ہیں۔ کچھ اسمگلرز انسانوں کو اغواء کر کے انکے جسمانی اعضاء نکال کر فروخت کرتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ ڈاکٹرز بھی ملوث ہیں۔ کچھ اغوا کار روپے (تاوان) حاصل کرکے مغوی لوگوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جن کے چھوٹنے پر ہمارے ادارے اپنا جعلی کریڈٹ لے جاتے ہیں۔ گزشتہ کئی روز سے پنجاب بھر میں بچوں کے اغواء کے کئی واقعات سامنے آئے۔ سینکڑوں بچے پنجاب سے اغوا ہوئے جن میں سے زیادہ کو بازیاب کروا لیا گیا مگر ابھی بھی بہت زیادہ غائب ہیں۔ یہ سلسلہ تھما نہیں ہر گزرتے دن کے ساتھ بچوں کے اغواء میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بہت سے سوالات ہیں جو لوگوں کے دل و دماغ میں گردش کر رہے ہیں۔ اغوا کار کون ہیں کیوں اغوا کرتے ہیں؟ بچے آسانی سے کیسے اغوا ہوتے ہیں ؟اغوا کے واقعات کو روکا کیوں نہیں جاتا؟اور حکومت انکی روک تھام کے لئے کیا کر رہی ہے؟آخر کہاں ہے وہ میڈیا اور سیاسی و سماجی نمائندگان جو وزیر اعظم گورنر اور چیف جسٹس کے بیٹے کے اغواء پر تو چیختے ہیں مگر عام غریب لوگوں کی آواز

کیوں نہیں بنتے؟کسی بھی معاشر میں غربت وجہالت ایسے فیکٹر ہیں جو انسان کو برائی کے کسی بھی درجے پر لے جاتے ہیں۔غربت وجہالت انسان کو انسانیت کے درجے سے گرا کر شیطان کے برابر بھی کھڑا کر سکتی ہے۔پاکستان میں غربت جہالت و عدم انصاف کی وجہ سے کئی جرم پروان چڑھے جس میں اغواء کاری چوری ڈکیتی جسم فروشی قتل و غارت بہت عام ہیں۔اغواء کار بھی روپے کے لالچ میں ایسے گناؤنے کام کو انجام دے رہے ہیں۔غربت وجہالت ان لوگوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔غربت کے ستائے ہوئے یہ لوگ بااثر اسمگلروں کے ہتھے چڑھ کر روپے کے عوض اپنے اور دوسروں کے گھر اجاڑ رہے ہیں۔روپے کے لالچ میں اپنا انجام بھول بیٹھے ہیں کہ دنیا و آخرت میں انہیں سخت سزاؤں سے کوئی بچا نہیں سکے گا۔چھوٹے بچے انکا آسان ہدف ہوتے ہیں۔کیونکہ پاکستان میں لوگ بچوں کو جنم دے کر بھول جاتے ہیں کہ انکا خیال بھی رکھنا ہے۔سکول داخل کروا کر بھول جاتے ہیں کہ بچہ سکول بھی جاتا ہے اور اغواء کار بچوں کو کھانے کے لالچ میں نشاآور اشیاء کھلا کر سکولوں گلی محلوں سے باآسانی اٹھا کر اپنے غلط مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔اغواء کے واقعات کو اس لئے روکا نہیں جا سکا کیوں کہ ہمارے ادارے سوئے ہوئے ہیں کوئی بھی ادارہ اپنے فرض سے واقف نہیں۔ہمارے سیکورٹی اداروں کے اہلکار حکومتی نمائندوں کی خدمت میں مصروف و معمور ہوتے ہیں اور عام شہریوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں کہ ان کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے۔یقین مانئے بے حد افسوس ہوتا ہے ایسے دہرے معیار پر حکومتی وسیاسی اور

سماجی نمائندوں کی بے حسی پر جو نامور شخصیات کے بچوں کے اغواء پر دن رات چیختے رہتے ہیں مگر عام شہریوں کے بچوں کے اغواء پر خاموش بیٹھے ہیں۔یہ دہرا معیار کیوں؟آخر کب اسکا خاتمہ ہوگا؟اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ روپے کے عوض راگ الاپتے ہیں یا پھر انسانی اسمگلروں سے ان کے اچھے مراسم ہیں۔ہمیں ان ماؤں کے غم کا کیا پتہ جن کے معصوم پھول مرجھا گئے جن کی آنکھوں کے آنسو اور روشنی ختم ہو گئی جو اپنے پیاروں کی شکل دیکھنے کو تڑپ رہی ہیں۔ہمیں اس باپ کے غم کا کیا علم جس کے سامنے اس کے بچوں کو اغواء کیا گیا اور وہ کچھ نہ کر سکا وہ ساری زندگی کیسے جی سکے گا۔آہ ان عورتوں کو کون پوچھے گا جن کو اغواء کر کے بھی زندہ رکھا گیا آہ یہ بے حس معاشرہ۔ہمیں کسی کے غم کا کیا اندازا کسی اپنے بلکہ جگر کے ٹکڑے کے چھن جانے کا کیا غم ہے۔کیا یہ وہی پاکستان ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا جہاں لوگ اپنی آزادانہ زندگی بسر کر سکتے کبھی بھی نہیں میں اسے اسلام سے کیسے منسوب کر دوں جہاں کوئی کسی کا درد بانٹنے والا نہیں جہاں اخوت نہیں انصاف نہیں قانون نہیں۔جہاں ہر کوئی دولت کے لالچ میں ڈوبا ہوا ہے کیسے وہ اسلامی ملک ہو سکتا ہے۔خدارا خود بھی بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔آج کسی کا بیٹا اغواء کروگے تو کل کوئی تمہارا اغواء کرے گا۔آج تمہیں کسی کے غم کی کوئی پروا نہیں تو کل کو اللہ نہ کرے تمہارے ساتھ ایسا ہو جائے تو کسی کو تمہارے غم کی بھی کوئی پروا نہیں ہوگی۔یاد رکھو جو بیج بویا جائے گا اسی کو کاشت کرو

گے۔ حکمرانوں اور اداروں سے امیدیں وابستہ کرنا چھوڑ دیں یہ آپ کے زخموں پر نمک
ہی چھڑک سکتے ہیں۔ خود ایک اچھا معاشرہ بن جاؤ ایک دوسرے کے ہاتھ بن جاؤ اتنے
مضبوط ہاتھ کے کوئی تمہاری طرف میلی آنکھ سے دیکھ نہ سکے۔ دوسروں کی مدد کر کے ان
کو بچائیں اور اللہ کے حضور خود بھی بچیں یعنی بخشش پائیں۔

یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہم کون ہیں کیا ہیں با خدا یاد نہیں
اپنے اسلاف کی کوئی بھی ادا یاد نہیں
ہے اگر یاد تو کافر کے ترانے ہی بس
ہے اگر نہیں یاد تو مسجد کی صدا یاد نہیں
آج اپنی ذلت کا سبب یہی ہے شاید
سب کچھ ہے یاد مگر خدا نہیں

علامہ محمد اقبال کے یہ اشعار ہماری اور ہمارے معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں۔چودہ اگست یوم آزادی کے دن کا سورج بھی غروب ہو چکا ہے۔یہ آزادی کا دن تھا۔دن کچھ مصروف گزرا مصروفیت ایسی کہ سوسائیٹی میں چھوٹے بچوں سے ملا جو کہ پاکستانی جھنڈوں والے بہترین کپڑوں میں ملبوس تھے۔جنکے چہروں پر پاکستانی جھنڈوں کی پینٹنگ بنی ہوئی تھی ہاتھوں میں جھنڈا اور کپڑوں پر اسٹیکرز لگے ہوئے تھے۔بچوں سے کچھ سوالات کئے مگر مایوسی ملی کیونکہ بچوں کو پاکستان کی تاریخ بارے کچھ علم نہیں تھا سوائے کچھ رٹے ہوئے جوابات کے۔کچھ عرصہ و سال پہلے بچے.بزرگوں سے پاکستان کی تاریخ پر کہانیاں سنا کرتے تھے جو.برسوں یاد رہتیں اور زہن میں حقیقی نقشہ کھینچتیں۔نہ تو وہ پرانے بزرگ رہے اور نہ ہی ویسے بچے۔وقت نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا روایات

رسم و رواج بدل گئے بلکہ دوسرے طاقتور ملک اپنی روایات کو ترقی پذیر ممالک میں بھی رائج کر چکے۔ خیر چھوڑیئے بچے تو بچے ہوتے ہیں۔بڑوں کی محفل میں بیٹھا اور مایوس ہوا۔آزادی کے متعلق کوئی لفظ نہ سنا پلاٹس کے ریٹ اور گاڑیوں کی قیمت کے بارے سنا۔اچانک سوچتے سوچتے مجھے ایک دوست کی باتیں یاد آگئیں۔ موصوف خود کو کافی لبرل و آزاد خیال اور دانشور سمجھتے ہیں۔ایک سیاسی لیڈر پر بحث تھی جناب کو وہ لیڈر بہت پسند ہیں ۔میں نے بات کاٹ کر قائداعظم محمد علی جناح کا حوالہ دیا اور بتایا کہ ایسے ہوتے ہیں لیڈر۔جناب نے میری ساری دلیلوں کو رد کرکے کہہ دیا کہ جناح انگریزوں کا ہم خیال تھا۔جناح نے ہندوستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہم ہندوستان میں ہوتے تو آج دنیا میں زیادہ مقام ہوتا۔یقین مانئے دل تو چاہا کہ اس شخص کو زناٹے دار دو چار تھپڑ رسید کروں مگر ایسا کر نہ پایا۔دل میں غصہ لئے میں نے اس شخص کو آزادی کتنی بڑی نعمت ہے کی دلیلیں دیں مگر وہ جنونی و پاگل شخص قائداعظم کو لیڈر ماننے کو تیار نہ تھا پاکستان کی عزت کو پامال کرتا جارہا تھا۔ میرا غصہ بھانپ کر یہ کہہ کر رخصت ہوگیا کہ یہ ہے پاکستان جہاں تم خود محفوظ نہیں جہاں تمہارا جان و مال خطرے میں ہے۔ میرا بس چلتا تو اسے اسی وقت پاکستان سے چلتا کرتا۔مگر پاکستان ایک آزاد ریاست ہے میں ایسا نہ کر سکا۔ ایسے لوگوں کی کثیر تعداد ہمارے معاشرے میں موجود ہے جو کرتے کچھ ہیں ان کی زبان کچھ کہتی ہے۔رہتے پاکستان میں ہیں لیکن سوچ کسی اور وطن کی عکاسی کر رہی ہوتی ہے۔یہ

لوگ پاکستان کا کھاتے ہیں پاکستان کا پیتے ہیں اور پاکستان کا ہی پہنتے ہیں مگر زبان دوسروں کی بولتے ہیں۔انہیں غدار کہنا مناسب ہوگا۔اب ہم سب کو بھانپنا ہوگا کہ کون غدار اور کون پاکستانی۔ایسے لوگوں کے لئے لکھ رہا ہوں کہ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔واقعی تمہیں کچھ علم نہیں ۔تمہیں سبز ہلالی پرچم کی پہچان نہیں ۔تم نہیں جانتے کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے۔تم نہیں جانتے کہ کیوں پاکستان آزاد ہوا۔ہر گز نہیں تم کچھ نہیں جانتے تمہیں تاریخ کی حقیقت کا کوئی علم نہیں۔تم بنی بنائی سازشی کتابوں کی زد میں ہو۔تمہاری رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔اللہ سے دعا کرو کے سیدھا رستہ دکھائے۔تم لفظ آزادی سے آشنا نہیں کہ آزادی کیا ہے۔کیونکہ تمہیں کبھی کسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔آزادی ایک بہت بڑی نعمت ہے جسے شاید میں بھی بیان نہ کر سکوں۔آزادی ایک ایسی نعمت ہے جس کو جھٹلانا بھی کفر سمجھتا ہوں۔آج ہم پاکستان میں آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔مگر یاد نہیں علم نہیں کہ اس آزادی کے حصول کے لئے کتنی قربانیاں دینا پڑیں۔لاکھوں لوگوں (اپنوں) کا خون ہے اس آزادی کے پیچھے۔یوں آسانی سے یہ وطن حاصل نہیں ہوا۔بڑی تحریکیں چلانا پڑیں۔دن رات ایک کرنا پڑا۔متعدد سالوں کی سخت محنت سے حاصل ہوا یہ وطن۔ہمیں کیا علم آزادی کیا ہے۔ہم گھروں میں بیٹھے صرف ٹیلی وژن پر ہی آزادی کو بھانپ سکتے ہیں۔آزادی کا تو فلسطین والوں سے پوچھئے آزادی کا مفہوم کشمیریوں سے دریافت کیجئے۔وہ بتائیں آپکو کہ آزادی کتنی بڑی نعمت ہے۔آج ہم

اپنے گھروں میں بیٹھ کر لوگوں کو برا بھلا کہتے ہیں ہمیں کوئی روکنے والا نہیں کیوں کہ ہم آزاد ہیں۔مگر افسوس کہ جس شخص قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی بیماری کو پس پشت رکھ کر دن رات وطن عزیز پاکستان کے لئے محنت کی جس کی وجہ سے آج ہم آزاد ہیں اور منہ بڑھا کر جو مرضی بول دیتے ہیں اسے ہی برا بھلا کہتے ہیں کیوں کہ اس نے ہمیں آزادی دلائی۔علامہ محمد اقبال جس نے دو قومی نظریہ پیش کیا جس نے پاکستان ایک آزاد ریاست کا خواب دیکھا اس کو بھی برا بھلا کہتے ہیں اور اپنے اندر جھانکتے ہی نہیں کہ جن کے بارے ہم باتیں کر رہے ہیں کیا ہم ان کے متعلق کچھ کہنے کے لائق بھی ہیں کہ نہیں۔ہمیں اپنے محسنوں کی پہچان نہیں رہی۔سن لو آزاد خیال لوگو تمہارے سامنے تمہارے خاندان کے کوئی ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور تم کچھ نہ کر سکو تو تم جانو کہ آزادی کس نعمت کا نام ہے۔ہمارے بزرگوں نے اپنے خاندان گھربار زمین و جائیداد سب کچھ آزادی کی خاطر قربان کر دیا مگر غلامی کو تسلیم نہ کیا تاکہ ان کی آنے والی نسلیں بہتر زندگی گزار سکیں۔ہندوستان میں رہتے تو غلامی ہی تمہارا مقدر
ٹھہرتی۔آزادی کتنی عظیم نعمت ہے ہندوستان میں مقیم مسلمانوں سکھوں عیسائیوں اور دلتوں سے دریافت کرو۔ کس طرح ظالم انتہا پسند ہندو انہیں ذلیل کر رہے ہیں انکی عزتیں اچھال رہے ہیں اور ان ظالموں کو کوئی پوچھنے والا بھی نہیں۔ان سے پوچھو تو تمہیں بتائیں کہ آج انہیں ایک اور جناح کی کتنی ضرورت ہے۔آج وہ آزادی کے لئے کتنا ترستے ہیں۔اے نام نہاد پاکستانیو نہیں تمہیں

کچھ یاد نہیں۔ تم اپنا مذہب اپنی روایات اپنا مان اپنی عزت سب بھول چکے ہو۔ تم احسان فراموش ہو چکے ہو۔ تم باتوں میں ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہو اور حقیقت میں زمین پر قدم رکھنے کے لائق بھی نہیں۔ تمہیں یاد نہیں علم نہیں کہ گاندھی اور نہرو نے مسلمانوں کو مشکلات میں ڈالنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ عورتوں کی عزتیں اچھالیں بچوں کو تلوار پر سکایا مردوں کو زندہ جلایا۔ ظلم کی انتہا کر دی انتہا پسندوں نے۔ آسانی سے وطن حاصل نہیں ہوا۔ بزرگوں بڑوں عورتوں اور بچوں کی قربانیوں نے اس آزادی کی دیوار کو قائم کیا ہے۔ تم لوگ بلکہ ہم سب جن کے ہم خیال بننا چاہتے ہیں۔ وہ تو ابھی بھی پاکستان کو نقصان پہنچا رہے ہیں شاید ہمیں یاد نہیں وہ ازل سے ہی ہمارے دشمن ہیں۔ وہ اپنے میڈیا کے زریعے ہم جیسے احسان فراموش لوگوں کو بہکانا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں غدار بنانا چاہتے ہیں۔ آج ہمارا وطن مشکلات سے دو چار ہے صرف ان ملک دشمنوں اور ان کے ہم خیالوں کی وجہ سے۔ ہم اپنے انٹیلی جنس اداروں اپنے محافظوں کو برا بھلا کہہ دیتے ہیں مگر اپنے ارد گرد غداروں کو نہیں پہچانتے۔ اپنے اندر نہیں جھانکتے کہ آیا ہم کس سمت میں چل رہے ہیں؟ ہمارا فرض بحثیت پاکستانی کیا ہے؟۔ ہمیں کس سمت چلنا چاہیے؟۔ آج ہم نام کے مسلمان کیوں ہیں؟۔ ہم اسلام سے دور کیوں ہوتے جا رہے ہیں؟۔ افسوس کہ ہم احتساب کا نام تو لیتے ہیں مگر کبھی اپنا اپنی ذات کا احتساب نہیں کرتے؟۔ ہمیں خود کے اندر جھانکنا ہوگا سب سے پہلے اپنا احتساب کرنا ہوگا اور دیکھنا ہوگا کہ

آیا ہم محب وطن پاکستانی ہیں ؟۔کیا ہم سچے مسلمان ہیں ؟یا ہمارے اندر کوئی خامی ہے ؟
اسے دور کرنا ہوگا۔ہمیں اپنی حالت خود بدلنی ہوگی آسمان سے کوئی فرشتہ اتر کر ہماری
حالت نہیں بدلے گا۔اللہ رب العزت بھی انکی مدد کرتا ہے جو قومیں اپنی مدد آپ
کریں۔ہمیں اپنی تاریخ کا کوئی بھی حصہ بلکہ کچھ بھی یاد نہیں۔ہمیں یاد کرنا ہوگا اور اپنی
نسل تک منتقل کرنا ہوگا۔یوں قومیں اپنی تاریخ و روایات نہیں بھولتیں۔

مودی اپنا بھارت سنوارو

بھارت کی سلامتی خطرے میں ہے اور مودی اس خطرے کی گھنٹی ہے۔ بھارتی عوام جو سمجھ بوجھ کی حامل ہے اس عوام کے دل میں ایک خوف بھارتی سالمیت کے بکھرنے کا خوف بھارت میں بدعنوانیوں کے بڑھنے کا خوف بلکہ بھارت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا خوف بھی گردش کر رہا ہے۔ بھارت میں ایسی کئی آوازیں ایسے کئی نعرے بلند ہو چکے ہیں کہ مودی اپنا بھارت سنوارو دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرو۔ اپنے اس ٹوٹتے ہوئے وطن کو تو سنوارو کہیں دوسروں کے معاملات میں روڑے اٹکاتے ہوئے اپنے وطن کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کر بیٹھو۔۔ مودی خود کو بین الاقوامی سطح کا سیاستدان تصور کرتا ہے یہ اس کی بھول ہے۔ مودی جس کا پورا نام نریندر مودی ہے بھارت کا ایک انتہا پسند ہندو کارکن تھا۔ جو اپنی انتہا پسندی کی وجہ سے ہندوؤں میں مقبول ہوا اور بعد ازاں ان انتہا پسند ہندوؤں نے اپنے مفادات اور انتہا پسندی کو مزید تقویت دینے کے لئے مودی کو فنڈنگ کر کے سیاست میں اتارا اور پھر انہیں انتہا پسند ہندوؤں کی مدد سے مودی وزیر اعلی اور اب وزیر اعظم کی کرسی پر موجود ہے۔ یوں انتہا پسندوں نے اپنے نمائندے کو ملک بھارت کا سربراہ بھی بنا لیا تاکہ انتہا پسندی کو تقویت مل سکے اور اقلیتوں کو ڈرا دھمکا کر اپنا غلام بنا کر جب دل چاہے ان پر تشدد کیا جا سکے۔ موجودہ کئی انتہا پسندی کے

واقعات اس کا ثبوت ہیں۔ایسے کئی گھناؤنے مقاصد کی خاطر انتہا پسندوں نے اپنے نمائندے مودی کو یہاں تک پہنچایا۔ سمجھ بوجھ رکھنے والے بھارتی یہ سب سمجھتے ہیں۔ مودی سے اتنی جلدی یہ سب ہضم نہیں ہو رہا کہ وہ اتنے بڑے ملک بھارت کا سربراہ ہے۔ خود کو اتنے بڑے عہدے پر براجمان پا کر سمجھتا ہے کہ وہ برصغیر کا بادشاہ بن بیٹھا ہے۔ جس کے نتیجہ میں مودی کے کئی کارنامے بھی نظر آئے۔ مودی سرکار کی برصغیر پر بادشاہی کے نشے کو صرف پاکستان ہی اتارتا ہے۔پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے اور اس کے ایٹمی ہتھیار بھارت سے زیادہ ایکٹو اور فعال ہیں۔ بھارت نے بنگلہ دیش افغانستان اور دوسرے کئی چھوٹے ممالک تو روپے کے عوض اپنی مٹھی میں کر رکھے ہیں۔اربوں کھربوں کی سرمایہ کاری لگا کر بھارت نے پاکستان اور بنگلہ دیش کے مراسم خراب کئے ماضی میں پاکستان سے بنگلہ دیش کی علیحدگی کا ذمہ دار بھی بھارت ہے۔افغانستان جن کا سب سے بڑا خیر خواہ پاکستان ہے۔اور جنھیں پاکستانیوں نے اپنے بھائیوں کی طرح سمجھا۔ بھارت نے اسی افغانستان میں کھربوں روپے کے عوض اپنی ساکھ قائم کی اور افغانستان کو مکمل اپنے کنٹرول میں کیا اور پاکستان کے خلاف افغانستان اور افغانیوں کو استعمال کر رہا ہے۔یہ غیور پٹھان صرف روپے کے عوض بھارتی قابو میں نہ آئے بلکہ مکمل منصوبے کے تحت بھارتی خفیہ ایجنسی راء کی سالوں کی برین واشنگ کام کر رہی ہے۔ بھارتی میڈیا بھی اس گھناؤنے کردار کا حصہ ہے۔ پھر مودی سرکار کے اچانک ایران کے ساتھ اچھے مراسم اور ایران میں سرمایہ

کاری پراجیکٹس صرف اس بات کا ثبوت ہیں کہ ایران میں اپنا اثر و رسوخ بڑھا کر پاکستان مخالف استعمال کیا جائے اور پاکستان کو کھوکھلا کیا جائے۔ بھارتی سرکار ایسے کئی منصوبے تشکیل دے رہی ہے جن سے ابھی ہم آگاہ نہیں۔ مودی سرکار سے پہلے بھی بھارتی سرکار کے ہمیشہ ایسے ہی وچار رہے مگر مودی پاکستان مخالفت میں کچھ زیادہ ہی ایکٹو نظر آتا ہے۔ دوستو آج ملک پاکستان جو متعدد مشکلات کا شکار ہے یہ کوئی فٹافٹ مشکلات کے بھنور میں نہیں پھنسا بلکہ بھارت کی کئی سالوں کی منصوبہ بندی اسکے پیچھے ہے۔ بھارتی خفیہ ایجنسی راء کے افسران کا پاکستان سے گرفتار ہونا اس کا ثبوت ہے۔ بھارت پاکستان میں دہشتگردی بھی بھارت براستہ افغانستان کروا رہا ہے۔ بھارت سالانہ اربوں روپیہ پاکستان میں غدار تنظیمیں پیدا کرنے میں لگا رہا ہے۔ بلوچستان گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں افراتفری پھیلانے کے لئے بھارت نے ان علاقوں میں اپنے خفیہ ایجنٹس بھیج رکھے ہیں جو لوگوں کو پاکستان مخالف کرنے میں آہستہ آہستہ اپنے منصوبوں پر عملدرآمد کر رہے تھے اور ہیں۔ جن میں سے متعدد پاکستان کی بہادر اور غیور فورسز نے پکڑ لئے ہیں اور امید کرتے ہیں باقی سب بھی پکڑے جائیں گے۔ آرمی پبلک سکول لاہور گلشن اقبال اور موجودہ بچوں کا اغواء بھی بھارتی پشت پناہی کا حصہ ہیں۔ ان سب کے پیچھے افغانستان کے تانے بانے ملتے ہیں ۔اور سمجھدار باخوبی سمجھتے ہیں افغانستان مطلب کہ بھارت کی کارستانی۔ بھارت ایسی کارستانیاں کرکے پاکستان کی توجہ اصل مقاصد سے ہٹانا

چاہتا ہے جس میں کشمیر کا مسئلہ اور پاک چائنہ کوریڈور بھی ہیں۔بھارت کی مزید کارستانیاں لکھنے سے قاصر ہوں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ بھارت.برصغیر میں امن و سلامتی کو کچلنا چاہتا ہے اور پاکستان امن و سلامتی کو فروغ دیتا ہے۔جی وہ کہتے ہیں نہ کر بھلا ہو بھلا۔بھارت کے ساتھ کر.برا ہو.برا جیسا ہوا۔اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔مودی سرکار کو علم نہیں تھا کہ دوسروں کے ٹکڑے کرتے کرتے کبھی کبھار اپنا گھر بھی بکھر جاتا ہے۔مودی سرکار اپنے گھناؤنے مقاصد کے لئے.برصغیر میں سرمایہ کاری تو کر رہی ہے۔کھربوں روپے کا اسلحہ۔مگر اپنا وطن بھارت غربت افلاس نا انصافی بد اخلاقی انتہا پسندی قتل و غارت نیز ہر قسم کی بد عنوانی کا شکار ہے۔ایسی ایسی بد عنوانیاں کہ آپ لکھتے ہوئے اور پڑھتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگالیں۔انتہا پسند ہندوؤں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے وہ جب چاہیں ہندوستان میں مقیم سکھوں مسلمانوں عیسائیوں دلتوں اور بدھ متوں کو زندہ جلا دیں انکی بستیاں اجاڑ دیں ان کی عزتوں کو اچھالیں۔ان غریب بے آسرا اور ستائی ہوئی اقلیتوں نے ہندوستان سرکار سے علیحدہ ریاستوں کا مطالبہ کیا ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ ان کا یہ مطالبہ زور پکڑتا جا رہا ہے۔کچھ تجزیہ کاروں کے مطابق اب یہ مطالبہ ختم نہیں سکتا ایسا مطالبہ ہی بیسویں صدی میں تھا جو اب ایک عرصہ کے بعد دوبارہ تقویت پکڑ رہا ہے اور یہ ہندوستان کی ساکھ کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔اور زیادہ چانسسز ہیں کہ عنقریب ہندوستان اپنی غلط پالیسیوں اور ہٹ دھرمیوں سے بعض نہ آیا تو

خود کے ٹکڑے ٹکڑے کر بیٹھے گا۔ اتنے ٹکڑے کہ سمیٹنے بھی مشکل ہو جائیں گے۔ یہی خوف ہندوستان میں اب بول رہا ہے اور سمجھدار ہندوستانی مودی کے خلاف بول رہے ہیں کہ مودی اپنا بھارت سنوارو نہ کہ دوسروں کے معالات میں ٹانگ اٹکاؤ۔ بھارتی میڈیا اگر اپنے وطن کی سلامتی چاہتا ہے تو وطن کو بچانے کے لئے اپنی حکومت کی حقیقی غلط پالیسیوں سے عوام کو آگاہ کرے۔ نہیں تو اس سیاسی کھیل میں بھارت کا اپنا ہی شیرازہ بکھر جائے گا۔ پاکستانی میڈیا اور حکومت سے درخواست ہے کہ کشمیریوں کی آواز پوری دنیا تک صدق دل سے پورے جذبے سے پہنچائیں تاکہ دنیا کشمیر کو اسکا حق دلانے کے لئے اقدامات کرے۔

کراچی کو آزاد ہونے دو

پیارے کراچی کو آزاد ہونے دو
ختم لقب بھائی الطاف ہونے دو

جی ہاں مہربانی کرو میرے وطن کے سیاستدانوں اور دانشورو اب تو کراچی کو آزاد ہونے دو۔آزاد ہونے دو میرے وطن کے شہر کراچی اور اس میں رہنے والے بہن بھائیوں کو۔آزاد ہونے دو انہیں الطاف نام کے خوف سے متحدہ کے خوف سے ٹارگٹ کلنگ کے خوف سے بھتے کے خوف سے۔آزاد ہونے دو انہیں لفظ مہاجر سے ۔وہ پاکستانی ہیں اور محب وطن پاکستانی ہیں۔آزاد ہونے دو انہیں جان و مال کے خوف سے ۔آزاد ہونے دو انہیں بے وجہ کی پابندیوں سے۔آزاد ہونے دو انہیں دن و رات کی فضول تقریروں و جلسوں سے ۔انہیں آزادی سے زندگی بسر کرنے دو۔پاک آرمی نے انکی آزادی کا مشن شروع کیا ہے تو اسے پایا تکمیل تک پہنچنے دو۔متحدہ کے قائد نے اپنی بربادی کو خود چنا ہے تو اسے اسکی جماعت کو برباد ہونے دو۔ سلگتی چنگاری کو سلگتا نہ چھوڑو نہیں تو دوبارہ آگ بڑھک اٹھے گی ۔کراچی قائد اعظم محمد علی جناح کا شہر۔وہ شہر جو پاکستان کا سب سے پہلا کیپیٹل تھا۔پاکستان کا سب سے بڑا شہر بلکہ دنیا کے کئی ممالک سے بھی بڑا شہر کراچی ۔پاکستانی تجارت کا مرکز کراچی۔اردو ادب سیاست صحافت موسیقی اداکاری اور کھیل سے وابستہ کئی عظیم ناموں کا تعلق کراچی سے ہے۔پاکستان کا دل ہے کراچی

بلکہ جند جان ہے کراچی۔افسوس کہ پاکستان کے اس پیارے شہر کو دشمن عناصر تاریکی کی طرف دھکیلتے رہے۔اور پورا پاکستان تماشائی بنا رہا۔آخر کیوں؟کیا ہم بے حس ہیں؟۔کیا یہ دہرا معیار نہیں؟ہم خود کو پاکستانی کہتے ہیں مگر کبھی پاکستانیت کو سمجھا ہی نہیں۔قائداعظم محمد علی جناح کا پاکستان جو ون یونٹ تھا۔نہ سندھی نہ بلوچی نہ پٹھان نہ پنجابی سب سے پہلے پاکستانی پاکستان اور پاکستانیت۔تاریخ گواہ ہے کہ متحدہ کے قائد الطاف حسین کے ملک خلاف بیانات پہلی دفعہ منظر عام پر نہیں آئے بلکہ اس سے پہلے بھی متعدد بار وہ پاکستان کو کھوکھلا کرنے کی کوشش میں زبان درازی کرتا رہا۔سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ وہ بار بار ملک کے خلاف غلط الفاظ اگلتا ہے۔کیا کوئی اسے روکنے والا نہیں؟۔آپ سب کو اپنے بچپن کے دن تو یاد ہوں گے کوئی ایک غلط کام کرنے پر اتنی سرزنش ہوتی کہ دوبارہ کوئی غلط کام انجام نہ دیتے بلکہ جرئات ہی نہ ہوتی۔ذرا سوچیۓ ایک ملک دشمن بار بار ملک کے خلاف بولتا ہے اور اسے کوئی روکنے والا ہی نہیں ۔آخر کیوں؟ماضی میں اگر سخت ایکشن لیا ہوتا تو بار بار ایسے الفاظ سے ملکی عزت مجروح نہ کرتا۔آخر کوئی تو خامی ہے ہمارے اندر ہماری حکومتوں کے اندر ہماری تنظیموں کے اندر؟۔آخر کوئی تو عنصر ہے؟جس کی جڑیں پاکستان میں مضبوط ہیں مگر وہ پاکستان سے مطابقت نہیں رکھتا۔بہت افسوس سے کیا یہ مسلمانوں کا وطن ہے؟۔کیا ہم پاکستانی ہیں؟۔کیا مسلمانوں کی قومیں بھی غدار ہوتی ہیں؟۔کیا ہم پاکستانیوں پر غداری کی مہر لگانے جا

رہے ہیں ؟۔ یہ کیا ہے اور کیوں ہے ؟۔ ہمیں سوچنا ہوگا۔ بیرونی سازشوں کو سمجھنا ہوگا۔ ہر شخص کو بذات خود سوچنا ہوگا کہ وہ پاکستانی کہلانے کے لائق ہے کہ نہیں۔ بالکل نہیں نہ ہی ہم مسلمانی پر نہ ہی پاکستانیت پر پورا اترتے ہیں۔ کوئی ہماری شناخت ہمارے مذہب ہماری ثقافت حتہ کہ ہمارے مکمل وطن پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہمیں یہ سب روکنا ہوگا اور اپنے مذہب کو اپنے پاکستان کو خود آگے لے کر چلنا ہوگا کوئی فرشتہ اتر کر بیرونی سازشوں سے نہیں بچائے گا۔ جی کراچی پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی شروع سے ہی جاگیرداروں کے قبضے میں رہا پھر الطاف بھائی او جاگیر دارا اور مہاجر کا نعرہ لگا کر بڑے منظم طریق سے کراچی پر راج کرنے لگا۔ الطاف راج بعد ازاں اپنے اصل مقاصد پر آ پہنچا کراچی کو ایک سوچے سمجھے اور بڑے منظم منصوبے کے تحت آہستہ آہستہ کھوکھلا کرنا شروع کر دیا۔ وقت گزرا کراچی کی زندگی اجیرن بن گئی۔ الطاف کا حامی ہی خوش رہنے لگا۔ باقی سب بھتہ کی زد میں آنے لگے۔ الطاف نے بہت مضبوط عسکری ونگ قائم کیا۔ جو جب چاہتا کراچی کے حالات خراب کرتا۔ الطاف نے اپنے مقاصد کے لئے کراچی کو استعمال کیا بعد ازاں لندن میں بیٹھ کر رموٹ کے زریعے کراچی چلاتا رہا۔ جب دل چاہا کراچی میں بدامنی پھیلا دی جب دل چاہا قتل و غارت۔ اسی دوران الطاف کے اپنی ساتھی بھی اس کے خلاف بولنا چاہے مگر انجام موت پائی ۔ یوں الطاف راج اور الطاف بھائی نام کا خوف لوگوں کے دلوں میں گردش کرتا ۔ کراچی میں تاجر اور دوسرے لوگ دوسرے شہروں اور ملکوں میں

ہجرت پر مجبور ہو گئے۔کاروبار تباہ لوگ بھتے کے ڈر سے کراچی چھوڑ کر جاتے رہے۔بوری بند نعشیں دن و رات میں قتل و غارت کی واردات عام ہو گئیں۔کراچی بھائی کے خوف میں گردش کرنے لگا۔اتنا سب کچھ ہوتا رہا کئی سالوں سے الطاف راج قائم ہے۔ایسے میں ہماری حکومتیں اور ادارے بے بس نظر آئے۔الطاف کو خوش کرنے کے لئے ہماری حکومتیں اپنے نمائندگان مقرر کرتی رہیں۔مثال رحمان ملک۔یوں ایک لمبا عرصہ کراچی اور اس کے لوگوں کو الطاف حسین مہاجر کے نام سے بے وقوف بناتا رہا۔اور ایک عرصہ کراچی خوف کی گرفت میں قید رہا۔رینجرز نے اس کو خوف کو کم کیا اور مزید کم کرنے کی کوشش میں ہے۔گزشتہ الطاف کے رینجرز کے خلاف اور پاکستان کے خلاف بیانات نے مزید عیاں کر دیا ہے کہ الطاف حسین کٹر پاکستانی دشمن ہے اور رینجرز اس دشمن کی راہ میں رکاوٹ۔رینجر اہلکار اس بیان کے بعد سختی سے متحدہ کے خلاف ایکشن لے رہی ہے۔تو کئی سیاستدانوں اور دانشوروں کو برا لگ رہا ہے۔افسوس کہ ملک دشمن کے خلاف کاروائی پر بھی ہماری قوم متحد نہیں۔بہت سے سیاستدانوں اور تجزیہ کاروں کے بیانات سن کر افسوس ہوا کہ متحدہ کو چلنے دو اس کے کارکنوں کو گرفتار نہ کرو۔ایسا بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا۔آج ہم کشمیر کے معاملے میں مضبوط ہیں تو ایسے بیانات الطاف کی طرف سے کراچی میں بدامنی پھیلانے اور پاکستان کی توجہ کشمیر سے کراچی پر ڈیورٹ کرنے کی کوشش ہے۔کہیں دوبارہ ایسی سازش نہ ہو جائے۔اگر متحدہ کو قائم رکھنا چاہتے ہو تو الطاف کا نام

ہمیشہ کے لئے پاکستان اور متحدہ سے ختم کر دو اگر ایسا نہیں کر سکتے تو متحدہ ہی ختم کر دو۔تا کہ دوبارہ کراچی میں بدامنی اور دشمنوں کی زبان کوئی بھی نہ بھول سکے۔ایک عرصہ کراچی خوف کی گرفت میں رہا اب آزادی چاہتا ہر خوف سے۔خدارا اب آزاد ہونے دو۔ سلگھتی چنگاری کو سلگھتا ہوا چھوڑو گے تو وہ دوبارہ آگ بن جائے گی۔اب قائد الطاف بھائی کی چنگاری کو ہمیشہ کے لئے راخ کر دو۔لندن حکومت کبھی بھی الطاف آپ کے حوالے نہیں کرے گی۔ہمارے اداروں کو خود ہی ایکشن لینا ہوگا۔

پرانی متحدہ سے الطاف مائنس ناممکن ہے۔ متحدہ پاکستان کے نام سے کوئی نئی پارٹی قائم کرنا ضروری ہے۔یا پی ایس پی میں ضم کر دو۔

سلطان جی کچھ تو یہاں کیجئے

غداروں کو بھی کوئی سزا دیجئے

سیاسی کھیل

کھیل بہت سے ہیں کچھ میدان میں کھیلے جانے والے اور کچھ سیاست کے میدان میں کھیلے جانے والے۔ میں آج سیاسی کھیلوں کے بارے میں اپنی رائے لکھ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے بہت سے لوگ سیاسی کھیلوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ سیاسی کھیلوں کی بھی متعدد اقسام ہیں۔ کچھ لوگ اپنے ذاتی مفادات کے لئے اپنے اسٹیٹس کے لئے اپنے مقام کے لئے کھیلتے ہیں۔ اور کچھ اپنے ملک کے مفادات ملک کے اسٹیٹس اور ملک کے مقام کے لئے کھیلتے ہیں۔ موجودہ دور میں بلکہ ماضی میں بھی اپنے مفادات کے لئے ہی زیادہ کھلاڑی کھیلتے۔ زمین پر جب سے انسان نے قدم رکھے ہیں تب سے ہی سیاسی چالبازیاں بھی شروع کر رکھی ہیں۔ بعض اوقات چالباز خود اپنی ہی چال کی گرفت میں جکڑا جاتا ہے اور بعض اوقات بازی لے جاتا ہے۔ کھیل کے دو ہی پہلو ہوتے ہیں۔ ہار یا جیت۔ مگر سیاسی کھیل میں اتنی لچک ہوتی ہے کہ ہارنے والا کبھی اپنی ہار کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور بعض اوقات اپنی شکست کو چھپانے یا بدلہ لینے کے لئے کسی بھی حد تک پہنچ جاتا ہے اور یہی حال جیت حاصل کرنے والوں کا بھی ان کی جیت میں کوئی بھی رکاوٹ ہو وہ اسے عبور کرنے کے لئے کسی بھی حد تک جاتے ہیں۔ یوں تو سیاسی کھیل ہر سطح پر کھیلا جاتا ہے۔ نچلی درمیانی اور اوپر والی۔ مگر یہ کھیل نچلی اور درمیانی سطح پر نچلا یعنی چھوٹا اور درمیانہ ہی

ہوتا ہے۔یوں کہیے کہ نچلی سطح اور درمیانی سطح پر زیادہ گھناؤنا نہیں ہوتا۔مگر نچلی سطح کے کھلاڑیوں کی مکاری پکڑی جائے تو انجام بہت برا ہوتا ہے۔نچلی سطح میں غریب اور درمیانی سطح میں مجھ جیسے درمیانے لوگ ہوتے ہیں۔اور اب بات کرتے ہیں اوپر والی سطح کی جو صدیوں سے ہی بہت شاطر ہے۔اس سطح کے کھلاڑی بہت منجھے ہوئے سیاسی چالباز ہوتے ہیں۔جن کے لئے شکست جیت اور کھیل میں خرابہ زیادہ پچھتاوے کا باعث نہیں بنتا کیوں کہ انہیں اگلی باری کی امید ہوتی ہے کہ جیت انہی کی ہوگی۔اس سطح کے کھلاڑی کسی بھی قسم کے بدعنوانی کے کھیل میں پکڑے جائیں تو انجام تک نہیں پہنچتے۔یہ ہر میدان میں ہر رنگ میں دوبارہ اٹھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔مگر درمیانے اور نچلے طبقے کے کھلاڑی ایک دو کھیل کے بعد ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں۔اب اس اوپر والی سطح سے بھی اگلی سطح کے کھیل اور کھلاڑی بھی ہوتے ہیں۔یہ وہ کھلاڑی ہوتے ہیں جو بین الاقوامی سطح پر کھیل کھیلتے ہیں۔یہ ملکی کھیل ہوتے ہیں۔اس کھیل کا بھی انجام ہوتا ہے۔ہار کی صورت میں بڑا ملکی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔اوپر والی سطح پر ملکوں کو نقصان پہنچتا ہے کسی بھی اوپر والی سطح کے کھلاڑی کو کبھی نقصان نہیں پہنچا۔شاید ماضی میں ایسا ہوتا ہو کہ نقصان پہنچا ہو۔سرمایہ کار اور انٹیلی جینس ادارے انکے سپانسرز ہوتے ہیں۔بیوروکریٹس تجزیہ کار اور بڑے صحافی انکے کوچ ہوتے ہیں۔یوں یہ سپانسرز اور کوچ بھی سطح کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔کھیل پر کچھ زیادہ ہی لکھ ڈالا اب اصل بات پر آتا ہوں۔دوستو

پاکستان ان سب کھیلوں کی آڑ میں ہے چھوٹے و بڑے۔بین الاقوامی کھیل ملکی کھیل صوبائی کھیل اور اسی طرح ڈویژنل ضلعی سٹی اور یونین کونسل کی حد تک۔سب کھیل ملک کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔بین الاقوامی طاقتیں پاکستان میں عدم استحکام پھیلا کر پاکستان کی غم خوار بن کر پاکستان پر اپنا اثر ورسوخ قائم کرنا چاہتی ہیں۔جن میں امریکہ اور روس قابل زکر ہیں باقی چین کی نیت کو میں ابھی سمجھ نہیں پایا۔بھارت جو خود کو ایشیاء کا بادشاہ سمجھتا ہے۔اس کی اس خواہش میں چین اور پاکستان کھٹکتے ہیں۔چین میں بھارت مداخلت نہیں کر سکتا اور پاکستان میں غداری و بدامنی پھیلانے کے لئے اربوں کی سرمایہ کاری کر رہا ہے۔روپے کے عوض بھارت نے ہمارے کئی آس پاس کے ہمسائیوں کو خرید رکھا ہے۔اب ملکی سیاسی کھیل وزیر اعظم کی کرسی اور وفاق کی تمام کرسیوں کا کھیل ہے۔اس کھیل کے لئے کوئی بھی کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہے۔ملکی ترجیحات کی تمام ٹیمیں صرف باتیں ہی کرتی ہیں لیکن حقیقت میں سب کے لئے اپنی ترجیحات اور اپنے مفاد ہی اہم ہیں۔یہ کھیل دن بدن گھناؤنا ہوتا جا رہا ہے۔ملک عین وقت بین الاقوامی سازشوں کی زد میں ہے اور یہاں وفاق کو اپنی برتری کی اور اپوزیشنز کو اپنی برتری کی پڑی ہوئی ہے۔ہم سب جانتے ہیں کہ کون کتنا بڑا اور بہتر ہے وہ الگ بات ہے کہ ہم لوگ میسنے ہو گئے ہیں۔اسی طرح صوبوں ڈویژنوں سٹی اور یونین لیول تک کھیل کھیلا جا رہا ہے ذاتی مفاد اور ذاتی برتری کا۔ہاں کھیل ضرور کھیلیں مگر صاف ستھرا اصولوں والا۔آپ سب جانتے ہیں

کہ ہر کھیل کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔اور کھلاڑیوں کو اصولوں کا پابند ہونا پڑتا ہے۔اور جو کھلاڑی یا ٹیم پابند نہیں ہوتی انہیں پابندیوں کا سامنہ کرنا پڑتا ہے جرمانہ اور متعدد سزاؤں کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔مگر ہمارے پابندیاں لگانے والے بھی اسی بد اصول کھیل کی گرفت میں ہیں۔دوستو صدق دل سے اپنے آس پاس کے سیاسی کھلاڑیوں پر ایک نظر دوڑاؤ۔کیا وہ سیاسی کھیل کے اصولوں پر پابند ہیں؟یا وہ سزا کے اہل ہیں؟اور انہیں سزا کون دلائے گا؟جہاں تک میرا خیال ہے کوئی بھی کھلاڑی اور ٹیم ایسی نہیں جو اصولوں کی پابند ہو۔البتہ دو یا تین فیصد کھلاڑی کچھ اصولوں پر عمل پیرا ہیں۔ماضی میں بھی یوں اصولوں سے انکاری کھلاڑیوں اور ٹیموں کی کمی نہ تھی۔یہ سلسلہ بڑی دیر سے چلتا آرہا ہے۔ملک پاکستان ہر سطح پر سیاسی مفادات کے کھیلوں میں جکڑا ہوا ہے۔مگر اس کے باوجود بھی اللہ تعالی کی ذات نے اس وطن کو مستحکم رکھا ہوا ہے۔خدارا میرے وطن کے سیاسی کھلاڑیو !اپنے مفادات کے کھیل میں ملک میں افراتفری و بدامنی نہ پھیلاؤ۔اس کو اپنا حقیقی وطن سمجھو۔تمام اقتدار اور کرسی کی باتیں مل بیٹھ کر حل کرو۔لوگوں کی ملک پاکستان کی زندگی اجیرن نہ بناؤ۔کارکنوں کو یوں شب روز استعمال نہ کرو۔اگر ایسے ہی اندرونی شازشوں اور مفادات میں لگے رہے تو دشمن ممالک کو پاکستان کو کھوکھلا کرنے کا موقع مل جائے گا۔اس پاکستان میں اتنی دیر تک کوئی انقلاب کوئی تبدیلی نہیں آئے گی جب تک نچلی سطح تک انصاف تعلیم صحت اور تمام اختیارات فراہم نہیں ہوتے۔تب

ہو گی تبدیلی جب جاگیر دار اور بزنس مین کے بیٹے کی بجائے ایک غریب مسکین کا پڑھا لکھا بیٹا حاکم ہوگا۔سب مل کر ملکی سلامتی اور ملکی مضبوطی کا کھیل کھیلو دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جاؤ گے۔پہلے اندرونی مسائل و سازشوں کا فوری خاتمہ وطن کی ضرورت ہے پھر ہی پاکستان غیر ملکی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے قابل ہوگا۔ہمیں وقت کو سمجھنا ہوگا۔اور سیاسی کھیل میں اصولوں کو اپنانا ہوگا۔ تبھی کامیابی حاصل ہوگی۔

قربانی پر اپنی انا کو قربان کر دیں

انا و میں۔ ہمارے اندر رچ بس چکی ہے۔ جو ہم ظاہری دکھاوے والی قربانی کرتے ہیں اس سے زیادہ ہمیں صدق دل سے اپنی انا و میں کو قربان کرنے کی ضرورت ہے۔ اس عید پر اپنی انا و میں کو قربان کرکے دیکھیں کتنا سکون ملے گا تسکین ہو گی۔ اتنی تسکین کبھی بھی ظاہری و نمائشی قربانی سے نہیں پہنچے گی۔ انا و میں کو ایک طرف رکھ کر خالص اللہ کی رضا کی خاطر قربانی کرکے محسوس کیجئے کہ کتنا سکون ملتا ہے کیسی راحت اور کیسی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ ذوالحج کا چاند نکلتے ہی مسلمانوں میں بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔ ہر کوئی اپنی مصروفیات میں مصروف نظر آتا ہے۔ کوئی حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے مصروف اور کوئی قربانی کی تلاش میں مصروف کوئی گھر کے ساز و سامان کی خرید میں مصروف اور کوئی شاپنگ یعنی نئے کپڑوں نئے جوتوں وغیرہ کی خرید میں مصروف۔ سب کی بھاگ دوڑ لگی ہوتی ہے۔ سب بہتر سے بہتر بننے کی کوشش میں مصروف ہوتے ہیں۔ قارئین آپ سب جانتے ہیں کہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی سنت ہے۔ اللہ تعالی کے محبوب پیغمبر نے اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے اکلوتے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ اسلام کو بھی قربان گاہ لے گئے۔ آنکھوں پر پٹی باندھے اپنے پیارے اسماعیل کی گردن پر چھری چلانے لگے مگر چھری حضرت

اسماعیل کی گردن پر نہ چل سکی کیوں کہ اللہ رب العزت کا چھری کو چلنے کا حکم نہیں تھا۔اللہ کے نزدیک تقوی افضل ہے۔اللہ تعالی نے اس چھری کے نیچے آسمانی دنبے کو رکھ دیا یوں اسی واقعے پر قربانی کی روایت چلی آرہی ہے۔ مسلمان ہر سال اللہ تعالی کی رضا کی خاطر جانور قربان کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں دنیا بھر میں لاکھوں جانور قربان ہوتے ہیں۔لوگ بڑھ چڑھ کر بڑے جوش و خروش سے جانوروں کو خریدتے ہیں۔ مویشی منڈیوں میں ہر طرف رش ہی رش ہوتا ہے۔ہر جانور اپنی ہی خوبصورتی میں نظر آتا ہے مالکان ان کی زیب و آرائش پر خصوصی توجہ دیتے ہیں فن سکھاتے ہیں۔لوگ خصوصی بچے جانوروں کے فن اور خوبصورتی کو دیکھ کر سراہتے ہیں اور اپنے والدین سے اپنا من پسند جانور خریدنے پر زور ڈالتے ہیں۔جانوروں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں جو عام آدمی کی دسترس سے بالکل باہر۔واقعی غریب اس عید پر ایک عدد مرغ ہی ذبح کریں گے۔یہ بڑھتی ہوئی قیمتیں امیروں کے لئے تفریح اور غریبوں کے لئے ناسور بن کر رہ گئی ہیں۔ میرا آج کا عنوان قربانی پر اپنی انا کو قربان کر دیں۔جی دوستو یقین مانو واقعی انا و میں کو قربان کرنے کی اشد ضرورت ہے نہیں تو معاشرہ برباد ہو جائے گا۔ہمارے وطن اور معاشرے میں انا و میں کی بھینٹ سینکڑوں لوگ چڑھ رہے ہیں۔ہمارے وطن میں دو گز زمین پر قتل گاڑی سٹینڈ کی پرچی پر قتل اور متعد واقعات پر جان کا خاتمہ۔معاشرے کو انا و میں کے خاتمے کی اشد ضرورت ہے۔یہاں ہر کوئی اپنی انا و میں ہی میں پھنسے خاں بنا پھرتا ہے اور دوسروں کو حقیر

جاننا ہے۔ لفظ میں اور انا ہر شخص میں رچ بس چکا ہے چاہے وہ چھوٹا ہے۔بڑا ہے بوڑھا ہے غریب ہے امیر ہے سیاستدان ہے حکمران ہے مذہبی اسکالر ہے صحافی ہے پولیس آفیسر ہے حتی کہ ہر کسی میں مالک ہو یا ملازم کوئی شرط نہیں میں و انا سب میں موجود ہے۔ یہ میں و انا تو عرصہ سے ہی چلی آرہی ہے۔ مگر گزشتہ کچھ عرصہ سے میں و انا پر قتل و غارت جیسے بیانک واقعات میرے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑ رہے تھے سوچا تھا کبھی موقع ملا تو ضرور لکھوں گا۔ کل سوسائٹی میں بچوں کو قربانی کے بکروں سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو انکی طرف متوجہ ہو گیا اچانک بچے کھیلتے کھیلتے اس بحث میں لگ گئے کہ میرا بکرا بڑا ہے نہیں میرا۔ میرا بکرا زیادہ خوبصورت ہے نہیں میرا۔ چھوٹے چھوٹے قریب پانچویں جماعت کے طالب علم اچانک بحث بحث میں اوقات اور ذات پر آن پہنچے۔ تمہاری اتنی اوقات نہیں کے تم اچھا بکرا خرید سکو۔ میں بڑا حیران ہوا کہ چھوٹے چھوٹے ننے منے بچے اور اتنی زیادہ اکڑ اور انا۔ بیٹھے بٹھائے مجھے میرا عنوان مل گیا۔ قربانی کا موسم ہے سوچا قربانی سے ہی منصوب کر دوں۔ دوستو سچے دل سے سوچئے گا کہ ہماری قربانی اللہ کے نزدیک قابل قبول ہے یا نہیں۔ یہ اللہ رب العزت پر ہے کہ وہ ہماری قربانی قبول کرے یا نا کرے مگر ہم بھی کوئی کسر نہیں چھوڑتے نا قابل قبول بنانے کے لئے۔ قربانی کا اصل مقصد اللہ تعالی کی رضا اور تقوی ہے۔ مگر ہم لوگ دکھاوے کے لئے اپنی انا کو اونچا کرنے کے لئے قربانی خریدتے ہیں۔ کبھی دل سے اللہ کی رضا اور سنت ابراہیم کے لئے نہیں سوچا۔ بس یہ

سوچتے ہیں شیخ صاحب نے اونٹ لیا ہے تو ہم کیوں پیچھے رہیں فلاں نے دس لاکھ کا جانور خریدا ہم اس سے کم تو نہیں۔قربانی کو بھی انا اور دکھاوے کے کھیل میں نمائش بنا کر رکھ دیا ہے۔اللہ نے غریبوں سے ہمدردی کے لئے قربانی جیسا فریضہ انجام دینے پر نیکیاں رکھی ہیں نا کہ ظاہری نمائش اور انا بڑھانے کے لئے۔لاکھوں کے جانور خرید کر بھی اللہ کی رضا نہ حاصل کر سکو تو اس قربانی کا کوئی فائدہ نہیں۔افسوس کہ ہمارے ہاں اس مقدس قربانی جیسے فریضے میں بھی ظاہری انا اور دکھاوہ ہر سال سر فہرست ہوتا ہے۔حج میں بھی اکثر لوگ انا و دکھاوے کو سرفہرست رکھتے ہیں۔جس کی مثال سوشل میڈیا پر ویڈیوز اور سیلفیاں ہیں۔انا پرستی کی ایک اور مثال سنو بھائی ہم قربانی تو کر لیتے ہیں مگر گوشت غریبوں کی بجائے اپنے حریفوں اور رشتہ داروں ہمساؤں کو بھیجتے ہیں تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ اونٹ کا کیسا ذائقہ ہے حتی کے انہوں نے بھی قربانی کی ہوتی ہے۔اگر کوئی غریبوں میں تقسیم کر بھی دے تو اچھا گوشت علیحدہ اور ہڈیاں غریبوں میں تقسیم۔قربانی کرکے اپنے ہی فریج و فریزر بھرنا ایسا ہی ہے جیسے بازار سے گوشت خرید کر لائے چاہے وہ کھوتے کا ہے یا کسی بھی جانور کا۔دوستو بات انا کی ہے۔انا وہمیں ہمارے معاشرے میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے جس کو کبھی دوبارہ تفصیل سے ضرور لکھوں گا۔مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ روشنی ڈالیں کیا آپس میں ہی بار بار گوشت بانٹنا جائز ہے؟سب دوستوں سے گزارش ہے کہ اگر اللہ نے عطا کیا ہے تو اپنی انا اور دکھاوے کو پرے رکھ کر

حقیقی قربانی کے جذبے سے گوشت غرباء میں تقسیم کریں اور عید کے موقع پر ہو سکے تو کسی کی مالی امداد بھی کر دیں۔ کھالیں بھی حقیقی حقدار اداروں کے پاس پہنچنی چاہیے۔ ملک کے حکومتی اداروں اور تمام سیاسی اداروں سے گزارش ہے کہ خدارا اس عید پر اپنی اناؤں کو قربان کر دیں تاکہ ملک پاکستان بھی اس اناؤں کی لڑائی سے باہر آئے اور ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔ جو سچے دل سے اپنی اناؤں کو قربان کرنے کی کوشش کرے گا اللہ اسے شاید قربانی سے بھی زیادہ اجر عطا کر دے۔ یہ بھی ایک بڑی قربانی ہو گی۔ قادری صاحب کے امن کے حق میں بیان پر بڑی خوشی محسوس ہوئی کسی کے گھر کا محاسبہ درست نہیں۔ آخر میں سب دوستوں کو دلی عید مبارک۔ خوش و آباد رہیں۔

کشمیریوں کی آواز بنیں

پھر سے ہمارے پاس موقع ہے کہ ہم مظلوم کشمیریوں کی آواز بنیں۔ثابت کریں کے ہم انسان ہیں مسلمان ہیں اور پاکستان ہیں۔ہمارے پاس دل ہے وہ دل جو انسانوں کے لئے درد رکھتا ہے جو ظلم کو دیکھ کر دھڑک اٹھتا ہے اور مظلوموں کے غم کا احساس دلاتا ہے۔احساس دلاتا ہے کہ ہم انسان ہیں سب سے بڑھ کر مسلمان ہیں اللہ رب العزت کی پیدا کردہ مخلوق ہیں نبی آخرالزمان ﷺ کی امت ہیں۔احساس دلاتا ہے ہم بے حس قوم نہیں کہ اپنے ہی بھائیوں پر ہونے والے ظلم پر خاموش رہیں۔بلکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دنیا کو بار بار بتائیں کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون۔مجبور کر دیں اس دنیا کی طاقتوں کو کہ وہ حق کا ساتھ دیں۔ہمیں پوری تگ و دو سے کشمیر کی جدوجہد کو دنیاکے سامنے اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔کشمیر حسین وادیوں قدرتی خوبصورتی کی حامل ریاست۔بچپن سے ہی کشمیر کی خوبصورتی کے بارے میں سن رکھا ہے۔مگر کوئی خود جا کر اس حسین وادی کشمیر کو دیکھے تو وہ ضرور جانے کہ جو سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔ایسا خوبصورت علاقہ کے دیکھنے والا بیان کرتے تھک جائے۔مگر افسوس جس بچپن سے کشمیر کی خوبصورتی کے بارے میں سنتے آرہے ہیں اسی بچپن سے اس خوبصورت وادی کے خوبصورت لوگوں پر ہوتے ظلم و ستم کی داستانیں بھی سنتے آرہے ہیں۔خوبصورتی کے لحاظ سے دیکھیں تو کشمیر جیسا خوبصورت علاقہ

کوئی بھی نہیں۔اگر ظلم و ستم کے پہلو سے دیکھیں تو یقین مانیے کشمیریوں جیسا مظلوم اور بے بس بھی کوئی نہیں۔مگر اے میرے اللہ یہ کوئی توازن نہیں کہ خوبصورت پہاڑ دریا جھیلیں عنایت کرکے خوبصورت لوگوں کو ظالم و جابر کی گرفت میں رہنے دیا جائے۔اے دنیا و جہاں کے پالنے والے ان مظلوم کشمیریوں پر اپنا خاص کرم کر کہ یہ ہمیشہ کے لئے ظالم و جابر بھارتیوں کے قبضے سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائیں۔آزادانہ زندگی بسر کر سکیں۔ حسین وادیوں میں حسین لوگ اپنی سریلی آوازوں میں قدرت کے حسین مناظر کو بیان کرنے والے گیت گا سکیں۔اپنے غم اپنی خوشیاں بانٹ سکیں۔ اپنے مذہب اپنی روایات کو یاد کر سکیں اور اس پر بہتر انداز سے عمل پیرا ہو سکیں۔ تیری بڑائی کی حمد و ثناء کر سکیں۔ قدرت کی اس حسین عنایت کو سراہ سکیں۔اپنے مذہب و روایات کے رنگوں میں رنگ سکیں۔ کہہ سکیں کہ ہمارا پیارا وطن امن و سلامتی کا گہوارہ وطن خوبصورتی سے بھرا ہوا وطن قدرت کا عطا کردہ حسین و سرسبز و شاداب یہ وطن۔ کشمیر پر دن بدن بڑھتے ہوئے بھارتی مظالم سے ساری دنیا واقف ہے مگر افسوس کہ دنیا آنکھیں تو کھول لیتی ہے مگر ساتھ ہی زبان کو تالا لگا لیتی ہے۔دنیا یعنی عالمی طاقتیں عرصہ دراز سے کشمیر پر بھارتی مظالم سے واقف ہیں مگر بھارت کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتیں نہ ہی بھارت پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے۔۔برصغیر میں تقسیم کو کئی سال گزر گئے مگر اس تقسیم میں ناانصافی کی وجہ سے ریاستوں کو آزادانہ حیثیت دینے کے معاملات ابھی بھی لٹکے ہوئے ہیں۔شاید

عالمی طاقتیں برصغیر کو مستحکم نہیں دیکھنا چاہتیں۔اس عالمی سازش میں بھارت اور پاکستان تو جل ہی رہا ہے مگر کشمیریوں کا معاملہ لٹکا کر انکی زندگیاں اجیرن اور عزاب بنانا انتہائی افسوس ناک ہے۔پاکستان نے مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی متعدد کوششیں کیں اور کر رہا ہے۔دوسری طرف بھارت شروع ہی سے کشمیر پر قبضہ جمائے ہوئے ہے اور اسی تگ و دو میں رہتا ہے کہ بزور بندوق کشمیر کو بھارت میں ضم کر دیا جائے۔غیور کشمیری غلامی کو بہت بڑا عذاب سمجھتے ہیں اور کبھی غلامی کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی کریں گے۔بھارتی ظلم کے خلاف ہمیشہ سے سیسہ پلائی دیوار بنے ہوئے ہیں۔بھارتی خود بھی جانتے ہیں کے وہ کسی صورت بھی کشمیریوں کے جذبہ آزادی کو کم نہیں کر سکتے مگر پھر بھی وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔پاکستان نے ماضی میں بھی عالمی طاقتوں پر زور ڈالا کہ کشمیر پر بھارتی ظلم ختم کرایا جائے اور کشمیریوں کو آزادی دلائی جائے۔اب کے بار پھر سے شروع ہونے والے اقوام متحدہ کے اکہترویں اجلاس میں پاکستانی وزیراعظم محمد نواز شریف کشمیریوں کے حق میں آواز اٹھائیں گے۔عید الفطر سے لے کر عید الاضحیٰ تک بھارت نے کشمیریوں پر ظلم جاری رکھا بلکہ ابھی بھی جاری ہے۔جس میں سینکڑوں کشمیری شہید ہوئے متعدد پیلٹ گنوں کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوئے۔ایسے میں پاکستان نے بھارت کے ظلم کو دنیا کے سامنے عیاں کیا۔بھارت نے کشمیر میں زندگی کے تمام معاملات پر پابندی عائد کر دی۔یہاں تک کے نماز عید پر پابندی عائد کردی۔ایسے میں

بھارتی وزیراعظم کو علم تھا کہ دنیا انکا اصل چہرہ بھی دیکھ چکی ہے۔ اسی ڈر سے مودی نے خود اقوام متحدہ کے اجلاس میں جانے کی بجائے ششمہ سوراج کو بھیجا۔ مودی نے ششمہ کے ساتھ افغانی صدر اشرف غنی کو بھی بھارتی ساتھ دینے کا ٹاسک سونپا ہے۔ ذرائع کے مطابق ششمہ اور اشرف غنی کو ہٹ دھرمی دکھانے اور الٹا پاکستان کو دہشتگردوں کا پشت پناہ ثابت کرنے کا ٹاسک سونپا گیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بھارت پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے اربوں کی سرمایہ کاری افغانستان اور اس کے قریبی ممالک میں کر رہا ہے۔ ہمیں مودی کی جگہ ششمہ سوراج کا اقوام متحدہ کے اجلاس میں جانے کو اپنی کامیابی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ میاں نواز شریف کو مودی اور غنی کی ملی بھگت کو سمجھ کر دلیرانہ طریقے سے بھارتی ہٹ دھرمیوں سے اقوام متحدہ میں پردہ اٹھانا چاہئے۔ انکی سازش کو مد نظر رکھ کر لائحہ عمل طے کرنا چاہئے۔ میاں صاحب کو ہر صورت کشمیریوں کی جدوجہد کو اقوام متحدہ کے سامنے اجاگر کرنا ہے۔ میاں صاحب کے پاس موقع ہے کہ وہ بہتر حکمت عملی دکھا کر اپنے سیاسی مخالفین کا نعرہ مودی کا یار غلط ثابت کر دیں۔ 1998 میں میاں صاحب نے عوام سے رجوع کرکے جو عزت پائی ویسی عزت دوبارہ حاصل کرنے کا وقت ہے۔ اگر گزشتہ کی طرح تمام عالمی دباؤ کو پرے رکھ کر میاں صاحب کشمیر کی جدوجہد آزادی اور بھارتی ہٹ دھرمیوں سے پردہ اٹھانے میں کامیاب ہو گئے تو عوام کی نظروں میں بھی سرخرو ہو جائیں گے۔ میاں صاحب کی سیاست کا نازک موڑ ہے۔ اپنی ساکھ ختم بھی کر سکتے ہیں اور اپنی عزت

بحال بھی کر سکتے ہیں۔ مخالف جماعتوں کو بھی مخالفت پرے رکھ کر حکومت کا کشمیر کے معاملے پر ساتھ دینا چاہئے بلکہ بہتر مشوروں سے بھی نوازنا چاہئے۔ بطور پاکستانی مسلمان اور انسان ہم سب کو کشمیر کی آواز بننے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ہر پلیٹ فارم پر چاہے اخبار و پرنٹ میڈیا چاہے ٹی وی چینل و آن لائن میڈیا چاہے سوشل میڈیا ان سب کے ذریعے ہر فرد کو مظلوم کشمیریوں کی آواز پوری دنیا تک پہنچانی چاہئے۔ کشمیریوں کی جدوجہد اور بھارتی ظلم کو اجاگر کرنے کا دوبارہ وقت آگیا ہے۔ اگر ہم اس بار کشمیریوں کی جدوجہد کو اجاگر کرنے میں کامیاب ہوگئے تو بھارت اور اسکے حامیوں کو انکی ہٹ دھرمیوں اور چالاکیوں کا بہترین جواب مل جائے گا اور اگر ہم پورے ولولے سے کشمیر کی آزادی کی جدوجہد کرتے رہے تو وہ دن دور نہیں جب کشمیر آزاد ہو جائے گا۔ پاکستان اور پاکستانیوں کو بہتر حکمت عملی سے کشمیر کی آواز کو اونچا کرنا ہے اگر پاکستان کشمیر کی جدوجہد اور بھارتی ہٹ دھرمی کو دنیا کے سامنے لے آئے اور دنیا کو یقین دلائے کے کشمیری ظالم و جابر کی قید میں ہیں تو یہ پاکستان کی فتح اور بھارت کی شکست ہوگی۔ آخر میں سب سے گزارش ہے کہ صدق دل سے کشمیریوں کی آواز بنیں اللہ اجر عطا کرے گا۔

اپنا قبلہ درست کریں

اپنا قبلہ درست ہو تو کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔دشمن کی ہر سازش الٹی پڑتی ہے۔سازشی خود گرفت میں آ جاتا ہے۔بظاہر پاکستان اور بھارت ایک دوسرے کو سازشی کہتے ہیں۔دونوں ملکوں کو ایک دوسرے کو سازشی کہنے کی بجائے اپنا اپنا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ دونوں ملکوں نے ماضی میں بھی متعدد نقصانات اٹھائے۔آزادی سے لے کر آج تک دونوں ملک دشمنی کی آگ میں جل رہے ہیں اوران کی آگ میں کشمیر بھی جل رہا ہے۔برطانیہ نے دونوں ممالک کی تقسیم میں ناانصافی کرکے دونوں ملکوں کو نقصان پہنچایا ہے۔بظاہر مسلمان اکثریتی علاقے بھارت کے حوالے کرکے بھارت کو فائدہ اور پاکستان کو نقصان پہنچایا گیا۔مگر آپ گزشتہ کئی برسوں کی پاک بھارت دشمنی کو دیکھ لیں۔اس غلط تقسیم کی وجہ سے دونوں ملکوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔مسئلہ کشمیر کے معاملے میں صرف بھارت ہی نہیں اقوام متحدہ بھی ہٹ دھرمی دکھاتا رہا اور دکھا رہا ہے۔کشمیر کے معاملے کو کوئی صدق دل سے حل کرنا چاہتا ہے تو وہ پاکستان ہے۔اگر اقوام متحدہ صدق دل سے کشمیر کا حل چاہے تو حل کروا سکتا ہے بھارت پر زور ڈال کر اس معاملے کا حل یقینی بنا سکتا ہے۔مگر کبھی ایسا چاہے گا نہیں۔دنیا کی بڑی طاقتوں کو ہرگز منظور نہیں کہ برصغیر میں امن قائم ہو۔بظاہر امن کا نعرہ لگانے والے

گورے دل کے کھوٹے ہیں انہیں قوموں کو استعمال کرنے کا فن بخوبی آتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہیں۔اسی لئے یہ معاملات کو لٹکانا چاہتے ہیں سلجھانا نہیں۔یہ کبھی ایک حریف کے کان بھرتے ہیں اور کبھی دوسرے کے۔پاک بھارت آزادی سے لے کر اب تک ایک محدود سیاست کی گرفت میں ہے۔دونوں ملک ایک دوسرے پر برتری لے جانے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتے۔یہ سچ ہے کہ اسلحہ خریدنے میں بھی بھارت نے پہل کی۔پاکستان نے وقت کی ضرورت و دفاع کے لئے ہی اسلحہ کی خرید وفروخت کی۔ماضی میں پاکستان اور بھارت کے مابین مسئلہ کشمیر پر جنگیں لڑی گئیں۔دونوں ملکوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔جنگ کی پہل بھی ہمیشہ بھارت کی طرف سے کی گئی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ نقصان بھی زیادہ بھارت کو ہی اٹھانا پڑا۔بظاہر کوئی بھی شکست کو تسلیم نہیں کرتا مگر بھارت ہمیشہ شکست سے دوچار رہا۔بھارت کے پاس ہمیشہ سے ہی اسلحہ اور افرادی قوت پاکستان سے زیادہ ہے۔مگر ہمت و جذبہ میں ہمیشہ پاکستان برتر رہا۔دوستو پاکستانی فوج وہ فوج ہے جو دشمن کے ٹینکوں کو اڑانے کے لئے اپنے سینوں پر بم باندھ کر دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھتی ہے۔پاکستان کی فوج دنیا کی افواج میں سے بہادر اور نمبر ون فوج ہے۔اسے دنیا بھی تسلیم کرتی ہے۔بلکہ بڑے ملک کی افواج اپنے کیڈٹس کو جذبہ دلانے کے لئے پاک فوج کے کارنامے سناتی ہیں۔صرف فوج ہی نہیں یہ پوری قوم ہی بہادر اور غیور ہے۔پوری قوم میں ملکی دفاع کی صلاحیت موجود ہے۔یہ تو

م اپنی سالمیت بچانے کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔ گزشتہ کئی دنوں سے بھارتی فوج کی نقل و حرکت کو دیکھا گیا اور بتایا یہ جا رہا ہے کہ بھارت پاکستان پر اٹیک کرنے کا سوچ رہا ہے۔ بھارتی میڈیا پر بھی جنگی جنون تاری ہے۔ مگر پاکستانی فضائیہ کی مشقوں کو دیکھ کر سارا جنون ممنوع ہو گیا۔ شاید بھارتی بنیا جانتا ہے کہ جنگ میں نقصان بھارت کو ہی اٹھانا پڑتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سب بھارتی دکھاوہ ہے پاکستان کو مسئلہ کشمیر پر کمزور کرنے کی سازش ہے۔ اڑی سیکٹر حملہ اور پھر پاکستان کو اقوام متحدہ میں دہشتگرد قرار دینا یہ سب بھارت افغان کی پلاننگ کا حصہ تھا۔ جو مودی اور اشرف غنی کی ملاقات میں ہوئی۔ یہ بھی سچ ہے کہ بھارتی واویلے کی وجہ سے پاکستان کی آواز مدھم ضرور ہوئی لیکن ختم نہیں ہو سکی۔ وزیر اعظم نواز شریف نے صحیح معنوں میں جو کشمیر کی آواز اٹھائی بہت سے دلوں پر گہرا اثر کر گئی اور سفارتی سطح پر بھی پاکستان کی جیت ہوئی۔ بھارت کی نسبت پاکستان کا قبلہ ہمیشہ ہی درست رہا۔ بھارت شروع ہی سے مکاریوں اور چالاکیوں کی کوشش میں رہا۔ بھارت نے پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر تنہا کرنے کی بھی کوششیں کیں۔ پاکستان میں عدم استحکام پھیلانے کی کوششیں بھی کیں۔ مگر ہمیشہ ناکام رہا۔ یہ بھی درست ہے پاکستان اندرونی مسائل سے دو چار ہے۔ پاکستان کو فی الفور اپنا اندرونی قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔ دوستو بھارت جو پاکستان کو تنہا کرنے کی باتیں کر رہا ہے وہ خود تنہا ہوتا جا رہا ہے اور ایسا صرف

ہمارے بیرونی قبلے کے درست ہونے کی وجہ سے ہے۔یعنی بہترین خارجہ پالیسی۔ہماری خارجہ پالیسی میں دوغلا پن نہیں.بڑی کلیئر ہے ہماری خاجہ پالیسی۔اسی وجہ سے آج بھارت کے.بڑے اتحادی ملک کی فوج پاکستان میں دوستی کے نام سے جنگی مشقیں کر رہی ہے۔آج چین ہمہ وقت ہمارے ساتھ کھڑا ہے ترکی ہمارے سانس کے ساتھ سانس بھرتا ہے۔برطانوی کمانڈر انچیف ہمارے آرمی سربراہ کی تعریفوں پر الفاظ.برسارہا ہے۔نیو یارک ٹائم بھارتی جارحیت کو بیان کر رہاہے۔یہ سب ہماری بہترین خارجہ پالیسی کی وجہ سے ممکن ہوا۔ہمیں خود پر انحصار کرنا آگیا۔ہمیں پتہ چل گیا کہ ہمیں اپنا قبلہ درست کرنا ہے۔اگر ہمارا قبلہ درست سے درست ہوتا گیا اور خود پر انحصار بڑھ گیا تو ایک دن دنیا ہماری تعریفوں میں پل باندھا کرے گی۔بھارتی قوم کے لئے مفید مشورہ مکاری چلاکی چھوڑ دیں دوسروں پر بلا وجہ تنقید اور ظلم کرنا چھوڑ دیں۔اپنا قبلہ درست کریں خود پر انحصار کریں مودی جیسے انتہا پسندوں کو آخری صفوں میں دھکیل دیں اقلیتوں کے ساتھ انصاف کریں۔بے جا غیر ملکی مداخلت پر حکومت کو آڑے ہاتھوں لیں۔غاصبانہ قبضوں کو چھوڑ دیں۔اگر ایسا کرنے میں ناکام رہے تو ایک دن باکل تنہا ہو جاؤگے۔آج امریکہ تمہارے ساتھ ہے تو وہ بھی اپنے مفاد کے بعد تمہیں چھوڑ دے گا تمہارے وطن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔مودی اسکی پہل ہے۔پاکستان کو اس وقت سب سے زیادہ اپنے اندرونی معاملات کو نمٹانے کی ضرورت ہے۔سیاسی جماعتوں کو آپس کی ذاتی دشمنیوں کو ختم کرنا ہوگا۔حکومت

اور اداروں کے درمیان اعتماد کو قائم کرنا ہوگا۔آرمی اور حکومت کو ایک پیج پر کھڑا ہونا ہوگا۔سب صوبوں میں توازن رکھنا ہوگا۔اپنے ملکی غداروں کو کٹہرے میں لانا ہوگا۔اندرونی معاملات کو سمجھنا ہوگا۔ سمجھنا ہوگا کہ کوئی خود کش بمبار کیوں بنتا ہے۔کوئی بندوق کیوں اٹھاتا ہے اپنوں کے خلاف۔ہمیں بلوچستان پر خصوصی توجہ دینی ہوگی۔ہمیں آزاد کشمیر اور گلگت میں خوشیوں کو بکھیرنا ہوگا۔ہمیں مقبوضہ کشمیر کی ہمیشہ کے لئے آواز بننا ہوگا۔پورے وطن میں امن و خوشحالی کو پھیلانا ہوگا۔انصاف کو یقینی بنانا ہوگا۔کرپشن و دہشگردی کو جڑ سے اکھاڑنا ہوگا۔قانون پر عملدرآمد کرنا اور کروانا ہوگا۔میڈیا کو مثبت پیغام پھیلانا ہوگا۔اپنا تن من مضبوط کرنا ہوگا۔ہمیں اپنے من کو اتنا مضبوط کرنا ہوگا کہ دشمن کا ہر وار الٹا پڑے۔ہمیں پوری قوم کو مضبوط کرنا ہوگا تاکہ کوئی بھی کسی دشمن کے بہکاوے میں نا آسکے۔ہمیں اسلام کو پاکستان کو اور انسانیت کو ایسی لڑی میں پرونا ہوگا جسے دشمن کی بڑی سے بڑی سازش و سرمایہ کاری بھی نہ توڑ سکے۔

بدلتی سیاست میں کون بکھر جائے گا؟

خطہ برصغیر میں بلکہ پوری دنیا میں بدلی ہوئی صورتحال سے مختلف تجزیہ کار یہ سوال اٹھا رہے ہیں۔کہ کون خطے میں تنہا رہ جائے گا؟اور کون سا وطن بکھر جائے گا۔؟قارئین آپ بھی حالات حاضرہ پر نظر دوڑا کر اس سوال پر سوچئے گا۔میرے نزدیک جو ملک خطے میں ذاتی نمبرداری یا اثر و رسوخ قائم کرنے کی سیاست کرے گا یا کر رہا ہے جو کسی خطے میں حکمرانی کے خواب دیکھے گا یا حکمرانی حاصل کرنے کے لئے سرمایہ کاری کرے گا یا سازشیں کریگا۔وہ ملک ماضی میں مستحکم نہیں رہ سکے گا ایک دن آئے گا کہ اس وطن کا شیرازہ بکھر جائے گا۔وہ ملک اتنے ٹکڑوں میں منقسم ہوگا کہ دوبارہ اکٹھا کرنا مشکل ہوجائے گا۔تن تنہا ہونا کسی ملک کے لئے اتنا اذیت ناک نہیں جتنا ٹکڑوں میں بٹنا۔فرض کریں اگر کوئی وطن تن تنہا ہو بھی جائے تو اسکی اذیت کچھ عرصے کی ہوگی مگر ایک وقت کے بعد وہ ملک دنیا میں ایک بڑی طاقت کی صورت میں ابھرے گا۔کیوں کہ اسے خود پر انحصار کرنے کی عادت ہوجائے گی کسی کی مدد پر وہ کبھی انحصار نہیں کرے گا۔برہان وانی کی شہادت کے بعد سے مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک زور پکڑتی جارہی ہے۔دن بدن کشمیریوں کے دلوں میں آزادی کا احساس بڑھتا جارہا ہے۔بھارت اس تحریک آزادی کو دبانے کے لئے کشمیریوں پر دن رات نت نئے ظلم و تشدد کر رہا ہے۔بھارتی فوج بزور

بندوق کشمیریوں پر روز بروز طرح طرح کی پابندیاں لگا رہی ہے۔شاید بھارتی فوج دنیا کی ظالم ترین فوج ہونے کا ریکارڈ درج کروانا چاہتی ہے۔بہادری کا ٹائٹل تو حاصل نہیں کر سکتی۔ گزشتہ کئی روز سے کشمیریوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔پیلٹ گنوں سے شررے برسا کر متعدد کو آنکھوں کی بینائی سے محروم اور زخمی کیا جا رہا ہے۔ کشمیریوں کو روز مرہ معمول کے کاموں سے روکا جا رہا ہے۔اخبارات اور انٹرنیٹ پر پابندیاں عائد ہیں۔ یہاں تک کے بعض کو مسجدوں میں جانے سے بھی روکا جا رہا ہے۔ بھارتی فوج کشمیریوں کے ساتھ قیدیوں سے بھی بدتر سلوک کر رہی ہے۔ مقبوضہ کشمیر کو یرغمال بنا کر رکھا ہے۔ کشمیری ظلم برداشت کر لیں گے مگر غلامی کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ کشمیریوں کا جذبہ آزادی صرف آزادی حاصل کرکے ہی ختم ہوگا۔برسوں سے آزادی کے منتظر ہیں۔ بار بار کشمیر کا تذکرہ کرنے کا مقصد مسئلہ کشمیر کو اجاگر رکھنا ہے۔سب سے گزارش ہے کہ مسئلہ کشمیر کو اجاگر کرتے رہیں۔ عالمی طاقتیں بھی جانتی ہیں کہ بھارت ایک عرصہ سے مقبوضہ کشمیر پر ناجائز قبضہ جمائے ہوئے ہے۔اور بذور بندوق کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کی تگ و دو میں ہے۔افسوس سب جانتے ہوئے بھی عالمی طاقتیں خاموشی سادھے ہوئے ہیں۔ گزشتہ دنوں کسی بھی بڑے ملک کی طرف سے کشمیر کے حق میں کوئی بیان سامنے نہیں آیا۔مسئلہ کشمیر کے حل سے ہی برصغیر میں امن کا آغاز ہوگا۔شاید عالمی طاقتیں ہی امن کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ عالمی طاقتیں تو اپنی آنکھیں بند ظاہر کر رہی ہیں۔ مگر سب سے بڑی طاقت

اللہ تو دیکھ رہا ہے۔وہ دیکھ رہا ہے کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم اور کون بیٹھا تماشائی بنا ہوا ہے۔آخر کتنے دن ظالم کے ہوں گے ایک دن تو مظلوم کا بھی ہوگا۔وہ بھی بدلہ کی پوزیشن میں ہوگا۔ماضی میں برطانیہ اور روس کی مثال لے لیجئے۔دونوں نے خطے میں ظالمانہ حکمرانی اور قبضوں کی کوششیں کیں کسی حدتک کامیاب بھی ٹھہرے۔مگر جب اللہ نے حکمرانی چھینی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔اتنے ٹکڑے کے دوبارہ سمیٹ نہ سکے۔موجودہ صورتحال میں بھارت پورے براعظم ایشیاء میں حکمرانی کے خواب دیکھ رہا ہے۔امریکا انکا حامی یعنی بھارت ایشیاء میں امریکی نمائندگی کرے گا۔ایشیاء میں امریکی ری پری زینٹیٹر بننے کی تیاریوں میں ہے۔اس پلان کے تحت کچھ عرصہ سے امریکہ بھارت کی مالی اور بارودی امداد کر رہا ہے۔امریکہ کا اصل مقصد بھارت کو چین کے مخالف کھڑا کرنا ہے۔جس کی خاطر امریکہ بھارت کو خطے میں عسکری لحاظ سے سب سے زیادہ طاقتور بنانا چاہتا ہے تاکہ چین کو بذریعہ بھارت کھوکھلا کر سکے۔افغانستان اور ایران میں نت نئے پراجیکٹس کا افتتاح بذریعہ بھارت بھی امریکی پلان کا حصہ ہے۔براستہ افغانستان امریکہ و بھارت چین کے سب سے بڑے دوست پاکستان کو بھی کھوکھلا کرنا چاہتا ہے۔جس کے شواہد پاکستان کے پاس موجود ہیں اور مزید امریکہ کی ان ثبوتوں پر خاموشی اس پلان کی صداقت پر مہر ثابت ہو رہی ہے۔خطے میں ایرانی رویے میں تبدیلی بھی امریکہ سے گہرے تعلقات کی تصدیق ہے۔گزشتہ سالوں سے عالمی سیاست میں بدلاؤ آتا جا رہا ہے۔روس بھارت کا سب سے بڑا حامی بھی اپنے

نئے دوست بنانے کے در پہ ہے۔اپنا بلاک تبدیل کر رہا ہے۔ماضی میں پاکستان ایشیاء میں امریکہ کا سب سے بڑا حامی تھا۔بذریعہ پاکستان امریکہ نے ایشیاء میں قدم جمائے۔امریکہ نے صرف اور صرف اپنے مفادات کی خاطر پاکستان کو استعمال کیا۔مفادات حاصل کرنے کے بعد تعلقات کو بھی کم کر دیا۔شاید پاکستان آج بھی امریکی دوستی کی بدولت دہشتگردوں کی آڑ میں ہے۔پاکستان نے امریکی سیاست سے بڑے نقصانات اٹھائے۔بڑے عرصے کے بعد پاکستان دوبارہ مستحکم ہو رہا ہے۔جس کا کریڈٹ راحیل شریف تمام پاکستانی فورسز اور کسی حد تک حکومت کو بھی جاتا ہے۔سب سے بڑی بات کہ پاکستان خود پر انحصار کرنا سیکھ رہا ہے اور اس پر عمل شروع کر دیا ہے۔پاکستان نے جو نقصانات اٹھانے تھے اٹھا چکے۔راہ راست ہمیں مل چکا ہے۔اب کے بار مودی سرکار کی پالیسیوں کی بدولت بھارت کی ناؤ خطرے میں ہے۔بھارت خطے میں حکمرانی و نمبرداری قائم کرنے کی صورت میں افغانستان ایران اور بنگلہ دیش کو فنڈنگ کر رہا ہے۔اس کے بر عکس بھارتی عوام بھوک وافلاس اور طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہے۔بھارت اپنے بجٹ کا ایک بڑا حصہ جاسوسی کی صورت میں اور مخالفین کو کھوکھلا کرنے کی صورت میں خرچ کر رہا ہے۔اور بھارت میں بھوک کے ستائے ہوئے لوگ انصاف کے متلاشی بھارتی سرکار کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں۔بھارت مخالف تحریکیں جنم لے رہی ہیں۔خالصتان تحریک ہندوستان کی آزادی کے بعد دوبارہ زور پکڑ رہی ہے۔اس تحریک کا زور یونہی رہا تو ایک دن بھارت اپنے صوبہ پنجاب سے محروم ہو جائے

گا۔بھارت میں مسلمان عیسائی سکھ بدھ مت دلت بلکہ تمام اقلیتیں انتہا پسند ہندو دہشت گردوں سے اکتائی ہوئی ہیں۔اور بھارتی حکومت ان انتہا پسندوں کی خود پشت پناہی بھی کر رہی ہے۔بھارت کی سب سے بڑی بھول کے وہ کشمیر کو اپنا حصہ سمجھتا ہے۔کشمیر ایک دن ضرور آزاد ہوگا۔اور بھارتی شیرازہ بکھرنے کا آغاز ہوگا کشمیر۔اس کے بعد پنجاب پھر بنگال اور دوسرے علاقے بھی بھارت سے آزادی حاصل کرلیں گے۔کشمیر کے آغاز کے بعد بھارت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے ایک دفعہ یہ سلسلہ شرع ہو گیا تو تھمے گا نہیں بھارت کے اتنے ٹکڑے ہو جائیں گے سمیٹنا مشکل ہو جائے گا۔3287263 کلومیٹر رقبے پر محیط بھارت کا نقشہ میں سے صرف چالیس فیصد باقی رہ جائے گا۔بھارت کا نیا دوست امریکہ بھی جلد اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔عنقریب امریکہ بھی بکھر جائے گا۔پاکستان کو صرف اپنا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔اپنے آپ کو اندر سے مضبوط کرنا ہوگا۔اپنے اندرونی معاملات کو نپٹانا ہوگا۔خود پر انحصار کرنا ہوگا عالمی سازشوں کو بھانپنا ہوگا۔اگر ہم مضبوط رہیں۔تو ہمیں تنہا کرنے والے خود بکھر جائیں گے مگر ہمیں کبھی تنہا نہیں کر پائیں گے۔

کسانوں کی چپ کے لئے نئی گولی

کسان بے چارے ہر گزرتے سال کے ساتھ قرض کے بوجھ تلے دبتے چلے جا رہے ہیں۔کسان جو دوسروں کو ضروریات غذا فراہم کرتے ہیں خود اپنی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں۔چاول کی فصل کی کاشت کا آغاز ہے اور ڈیلروں نے کسانوں کو لوٹنے کے لئے چھریاں تیز کر رکھی ہیں۔دوران نگہداشت فصل بجلی کے بلوں اور کھادوں دواؤں نے پہلے ہی کسانوں کو چھلنی کر رکھا ہے۔کسانوں کو چھلنی کرنے میں محکمہ زراعت بھی برابر کا شریک ہے۔یوں سارے زخموں سے چور چور کسانوں نے لاہور دھرنے دیے تو بہت سے کسانوں کو گرفتار کرلیا گیا۔کسان تنظیموں کے راہنماؤں سے مک مکا کرکے پنجاب حکومت نے معاملہ رفع دفع کیا۔اور وزیر اعلی پنجاب نے کسانوں کو چپ کی گولی دینے کے لئے 100 ارب روپے کے بلا سود قرضے دینے کا اعلان کیا۔کیا اس اعلان پر وزیر اعلی قائم رہیں گے ؟۔گزشتہ سال وزیر اعظم کسان پیکج پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔وزیر اعظم کسان پیکج صرف وقتی گولی ثابت ہوا۔پاکستان کا شمار بڑے زرعی ممالک کی لسٹ میں ہوتا ہے۔پاکستان کی 70 فیصد آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے جن کا دارومدار زراعت پر ہے۔زراعت بڑے زرعی ملکوں کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔پاکستان بڑے سکیل پر چاول گندم کپاس اور سبزیاں وغیرہ کاشت کرتا

ہے۔پاکستان زرعی اجناس دوسرے ممالک کو بھی فراہم کرتا ہے۔پاکستانی چاول گندم اور آم دنیا بھر میں مشہور ہیں۔چھوٹے کاشتکار دن رات محنت کرکے زرعی اجناس کاشت کرتے ہیں اور کھانے پینے کی اشیاء چاول آٹا دودھ گوشت سبزیاں اور پھل سب انہی کاشتکاروں اور کسانوں کی بدولت ہے۔انسانی زندگی میں غذا بھی آکسیجن سی حیثیت رکھتی ہے۔انسان گاڑی گھر کپڑے جوتوں اور بجلی گیس کے بغیر تو زندہ رہ سکتا ہے مگر غذا کے بغیر زندہ رہنا ناممکن ہے۔دنیا بھر میں غذا و خوراک کا بندوبست کاشتکار و کسان کرتے ہیں۔کوئی بھوکے کو کھانا فراہم کرے تو بھوکا اسے اپنا محسن سمجھتا ہے۔مگر دنیا بھر میں کسان کو اس کے ہنر و کام کے مطابق کبھی عزت و حیثیت نہیں دی گئی۔کاشت کی ہوئی فصل کے پورے دام بھی نہیں دیے جاتے۔دنیا کو کسانوں کو محسن تسلیم کرنا ہوگا۔یہ حقیقت ہے۔کسان ہر سال اپنی فصل کی بے حرمتی کے باوجود بھی اگلی فصل کاشت کرتا ہے۔بات آج پھر پاکستانی زراعت پر ہوگی۔پاکستان ایک زرعی ملک ہے جہاں بڑے و چھوٹے کاشتکار موجود ہیں۔اسی لئے محکمہ زراعت بھی موجود ہے۔محکمہ زراعت کے ذمے بہت سے کام ہوتے ہیں۔جس میں کھادوں دواؤں کی کوالٹی چیک کرنا اور کمپنی کو مارکیٹنگ کی اجازت دینا یا بین کرنا۔کھادوں دواؤں کے ریٹ چیک کرنا اور انہیں بیلنس کرنا۔کسانوں کو مفید کاشتکاری کے مشورے دینا۔تمام علاقوں میں کھیتوں کا وزٹ و سروے کرنا۔کسانوں کو زمین کی نوعیت کے حساب سے بیج فراہم کرنا۔فصلوں پر لگے اخراجات اور فصلوں کے ریٹ میں توازن قائم

کرنا۔فصلوں میں پھیلتی بیماریوں کی روک تھام کے لئے تجربات کرنا اور لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرنا۔ڈائریکٹ کسانوں سے رابطہ قائم کرنا اور انکو مفید مشورے دینا انکے زرعی مسائل کو حل کرنا۔نئی جدید مشینری سے روشناس کروانا اور نئی جدید مشینری تک کسانوں کی رسائی کو یقینی بنانا۔مزید بہت سے کام بھی محکمہ زراعت کے ذمے ہوتے ہیں۔مگر پاکستان میں محکمہ زراعت خود کو ان سب کاموں سے دستبردار سمجھتا ہے۔یہاں محکمہ زراعت کا کام صرف اور صرف مال بنانا ہے۔جعلی کمپنیوں کو روپے کے عوض جعلی ادویات اور ناقص بیج فروخت کرنے دینا۔شاید ہماری سرکار بھی انہیں جعل سازی کے لئے تنخواہیں دیتی ہے۔کسان ہر سال اپنی بے بسی کا رونا روتا ہے۔اور ہمیشہ کسانوں کو چپ کی گولی کھلا دی جاتی ہے۔چاول کی فصلیں کاشت ہونی شروع ہو گئی ہیں۔فصلوں کے کم دام کسانوں کو ڈرانے میں مصروف ہیں۔اپنی پریشانی کے باعث کسانوں نے احتجاج بھی کیا۔مگر ہمیشہ کی طرح سرکار نے کسانوں کی پریشانی کا حل نکالنے کی بجائے وقتی چپ کی گولی کا استعمال کیا۔ایسی گولیاں ماضی میں بھی دی جا چکی ہیں۔جس کی مثال وزیراعظم کا 340 ارب کی کسانوں کی امداد کا اعلان تھا۔جو صرف اعلان ہی رہا چند قریبی ساتھیوں کی امداد کے بعد وزیر اعظم پیکج بند ہو گیا اور چپ کروانے کی گولی ثابت ہوا۔بعد ازاں اس رقم کو اورنج لائن پر لگایا گیا۔اب وزیر اعلی پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 100 ارب کے بلا سود قرض کسانوں کو دینے کا اعلان کیا ہے۔یہ بھی وقتی گولی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ ابھی پنجاب حکومت کے

کئی پراجیکٹس زیر تکمیل ہیں اور ان پراجیکٹس کو الیکشن سے پہلے پایہ تکمیل تک پہنچانا حکومت کی مجبوری ہے۔ ایسے میں حکومت کو روپے روپے کی ضرورت ہوگی۔ جسکی وجہ سے کسانوں کی سوارب کی امداد بھی انہی پراجیکٹس کی نظر ہوگی۔کسان ہمیشہ کی طرح ہاتھ ملتے ہی رہ جائیں گے۔اگر کسی کا ہاتھ بھرا بھی تو وہ اثر رسوخ والا ہوگا۔جناب شہباز شریف صاحب کہتے ہیں کہ ماضی میں حکومت زراعت سے منسلک لوگوں کی تھی مگر انہوں نے زراعت کی بہتری کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔جناب وزیر اعلی صاحب گزشتہ ق لیگ حکومت نے کسانوں کو مستحکم کیا تھا۔ گزشتہ حکومت نے فصل اور کھاد وادویات کے ریٹ میں توازن قائم کیا تھا۔کسانوں کو فصلوں کے دام ان کی محنت کے مطابق دلائے تھے۔بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ کسانوں کو خود مختار بنایا تھا اسی لئے کسان اس دور کو اب بھی یاد کرتے ہیں۔وزیر اعلی صاحب فرض کریں اگر آپ قرضوں کی فرہمی اور اس میں شفافیت کو بھی یقینی بناتے ہیں۔ چھوٹے کسان جن کا بال بال پہلے ہی قرضوں تلے ڈوبا ہوا ہے۔کیا وہ 65 ہزار فی ایکڑ لے کر خوش حال ہو جائیں؟کیا ان کی پریشانیاں کم ہو جائیں گی؟کیا وہ قرض دوبارہ واپس کر پائیں گے؟کیا اس سکیم سے کسان اور قرض تلے نہیں دب جائے گا؟۔ محترم وزیر اعلی صاحب اگر آپ واقعی کسانوں کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی کرکے انہیں خود مختار بنائیں نا کہ قرض تلے دبائیں۔کسانوں کو ان کی محنت کا صلہ دلوائیں۔انکو انکی فصلوں کے حقیقی دام دلائیں۔مڈل مین اور محکمہ زراعت کی چالاکیوں سے نجات

دلائیں۔ کھادوں دواؤں کے دام کم کروائیں۔ محکمہ زراعت کو نیند سے بیدار کریں اور انہیں انکا کام یاد دلائیں۔ کسانوں کو ہر حال میں انکی فصلوں کے صحیح دام دلائیں۔ اور بجلی کے بلوں کھادوں اور جڑی مار ادویات کے ریٹ میں توازن فصلوں کے ریٹ کے مطابق ہونا چاہیے ۔تاکہ ہر محنتی کو اس کا صلہ مل جائے۔ قرضوں سے کسان دب جائے گا۔ اگر دکھی کسانوں کے ہیرو بننا چاہتے ہیں تو کسانوں کے حقیقی مسائل کو حل کرنے اور کسانوں کو مستحکم کرنے کا عزم کریں۔ وگرنہ آپکی ہر امداد چپ کی گولی ہی تصور کی جائے گی۔ اور اسکا خمیازہ الیکشنز میں بھگتنا پڑے گا۔

ملکی سالمیت کو مزید مضبوط کرنے کی ضرورت

موجودہ ملکی و بین الاقوامی حالات سے نمٹنے کے لئے ہمیں اپنے وطن کی سالمیت کو مزید مضبوط کرنا ہوگا۔ بلکہ ملکی سالمیت کو مضبوط کرنا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ پاک آرمی کی دہشتگردی کے خلاف کامیاب کاروائیوں کی وجہ سے ملکی سالمیت مضبوط ہوئی ۔ مگر مزید مضبوطی کی ضرورت ہے اتنی مضبوطی کے اس ارض پاک پر کوئی دہشتگرد دوبارہ جنم ہی نہ لے۔ شر پسند عناصر اس وطن میں کسی کو دوبارہ اپنا حامی نہ بنا سکیں۔ ملکی سالمیت کی مضبوطی ہی ملکی خوشحالی کی ضمانت ہے۔ ملکی سالمیت کی مضبوطی کی صورت میں دشمن کا ہر وار الٹا پڑتا ہے۔ اور مضبوط ملک کو کھوکھلا کرنے والے خود کھوکھلے ہوجاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ملک پاکستان ایک لمبے عرصے کے بعد دوبارہ ایک مضبوط ملک بن کر ابھر رہا ہے۔ ماضی میں متعدد حکومتیں اس وطن کی بقا کو اپنے مفادات کی خاطر نقصان پہنچاتی رہیں۔ کرپٹ عناصر باری باری ملکی دولت لوٹ کر ملک کو کھوکھلا کرتے رہے۔ ملک کی حقیقی عوام درمیانہ طبقہ ہے جو ہر حال میں اپنے ملک میں رہتا ہے۔ امراء تو اپنے مفادات کی خاطر کبھی بھی ملک چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ کرپٹ عناصر ہر دور میں متحرک رہے ۔ جن کی بدولت ملک کا عام طبقہ ہمیشہ سے ہی مسائل سے دوچار رہا۔ جب ملکی دولت ملک پر لگانے کی بجائے بیرون ممالک منتقل کی جائے تو ملک اور ملکی عوام میں عدم استحکام

پیدا ہو جاتا ہے۔ عوام اپنے چنے ہوئے نمائندوں سے بدظن ہو جاتی ہے۔برائیاں جنم لیتی ہیں۔ناانصافی لاقانونیت غربت مہنگائی اور دوسری.برائیاں سب کرپشن کے باعث تقویت پکڑتی ہیں۔جس ملک کی عوام ناانصافی غربت و مہنگائی سے ستائی ہوئی ہو وہاں دشمنوں اور شرپسند عناصر کے لئے اپنے ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہنچانا آسان ہوتا ہے۔ غربت وافلاس کی ستائی ہوئی عوام کو ملک دشمن عناصر دولت کی لالچ سے اور دین کے نام پر اپنی گرفت میں لا کر ایسی.برین واشنگ کرتے ہیں کہ عوام اپنے ہی ملک کو نقصان پہنچانے کو افضل سمجھتی ہے۔دشمن ملک کے پسماندہ علاقوں میں اپنے پنجے گاڑھ لیتا ہے اور اپنے آقاؤں کے حکم کے مطابق پورے ملک میں دہشگردی جیسی وارداتوں کو یقینی بناتا ہے۔اور ملکی توجہ کو بھی ڈیورٹ کرتا ہے۔پڑھے لکھے طبقے میں ان سازشوں کی آگاہی موجود ہے۔مگر کم تعلیم یافتہ پسماندہ علاقوں کے لوگ شرپسند عناصر کو اپنا خیر خواہ تصور کرتے ہیں۔جو کسی بھی ملک کی سالمیت کی کمزوری کی.بڑی مثال ہے۔ کرپشن سب کی جڑ ہے اسی کرپشن کی وجہ سے علاقوں کی ترقی میں توازن نہیں اوریہی علاقوں میں دشمنی کی وجہ ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ سیاستدانوں اور آمروں کی کرپشن نے قائداعظم کے ون یونٹ پاکستان کو ون یونٹ نہیں رہنے دیا۔ کرپشن کے نت نئے طریقے ایجاد کرنے کے لئے اپنی مرضی سے وزارتیں اور عہدے.بڑھانے کے لئے صوبوں میں تقسیم کیا۔ اور مزید تقسیم کرنے کے درپے ہیں۔سیاستدانوں کی بد دیانتی کی وجہ سے مشرقی پاکستان علیحدہ ہوا۔سیاست دانوں کی بددیانتی

کی وجہ سے ہی بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں جرائم پیشہ عناصر نے جنم لیا۔ بار بار لکھنے کا مقصد سیاستدانوں کی ہٹ دھرمیوں کو واضح کرنا اور انکی توجہ ملکی مسائل کی طرف کروانا ہے۔ پشاور سکول حملے کے بعد پاکستان آرمی نے دشمن عناصر کو ختم کرنے کا عہد کیا ہے۔ جس پر کام جاری ہے اور آخری مراحل میں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پاک آرمی کی خیبر پختونخوا قبائلی علاقہ جات بلوچستان اور کراچی میں بلا تفریق کاروائیوں سے جرائم میں بڑے درجے پر کمی ہوئی۔ اس کامیابی پر پاک آرمی مبارکباد کی مستحق ہے۔ اب حقیقی عنوان کو واضح کرتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے۔ کیا شر پسند عناصر ہمیشہ کے لئے ختم ہو رہے ہیں۔ ؟کیا یہ دوبارہ بھی تقویت پکڑ سکتے ہیں؟۔ شر پسند عناصر زیادہ مضبوط ہیں یا ہم زیادہ کھوکھلے؟ دہشتگردی سے ہمیشہ کے لئے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ ؟ایسی کئی باتیں سمجھدار لوگوں کے ذہنوں میں گردش کر رہی ہوں گی۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں ہمیں اپنا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے اندرونی مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی سالمیت کو مزید مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم دہشتگردی کو ختم کر رہے ہیں جس سے ہماری ملکی سالمیت مضبوط ہوئی۔ مگر کیا ثبوت کہ دوبارہ دہشتگرد ایکٹو نہیں ہوں گے؟۔ کیا ہمارے کھوکھلے پن کا فائدہ اٹھا کر دوبارہ دشمن شر پسند عناصر کو فنڈز نہیں دے گا؟۔ ہمیں مزید کھوکھلا کرنے کے لئے ہمارے قریبی ممالک میں سرمایہ کاری نہیں کرے گا۔ ؟دہشتگردوں سے تو ہم لڑ رہے ہیں اس کے ساتھ ہمیں دوسرے ملکی مسائل سے بھی لڑنے کی ضرورت

ہے۔ہمیں بلوچستان خیبر پختونخواہ گلگت بلتستان آزاد کشمیر سندھ اور پنجاب کے پسماندہ علاقوں کو ترقی یافتہ بنانے کی ضرورت ہے۔ایسے علاقوں میں تعلیم صحت بجلی گیس اور دوسری ضروریات کی فراہمی کو یقینی بنانا ہوگا۔آج بلوچستان میں لوگ ملک خلاف سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ایسے میں ہمیں بلوچستان میں تعلیم کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔بلوچستان کے کئی علاقہ جات پسماندہ ہیں۔وہاں پانی بجلی گیس اور سکول کالج مسجدوں اور سڑکوں کی تعمیر کو یقینی بنانا ہوگا۔اگر عوام کو تمام سہولیات میسر ہوں تو کبھی بھی عوام حکومت اور وطن سے بدزن نہ ہو۔گوادر کی کامیابی اور سی پیک کی کامیابی کے لئے ہمیں عوام کو مضبوط بنانا ہوگا تاکہ کوئی بھی طاقت پراپیگنڈہ نہ کرسکے۔پسماندہ علاقوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔پورے وطن کی خوشحالی ہی اس کی مضبوط سالمیت کی مثال ہے۔اور خوشحالی تب ہی ممکن ہے جب کرپشن کا خاتمہ ہوگا۔انصاف یقینی ہوگا۔قوانین سب کے لئے ایک جیسے ہونگے۔غربت کا خاتمہ ہوگا۔روزگاری ہوگی۔ہر کوئی خوش ہوگا۔وطن کا بچہ بچہ امن کا پیغام پھیلائے گا۔آپ تاریخ دیکھ لیں کمزور سالمیت والے ملک کو سب کھوکھلا کرتے ہیں۔اور مضبوط سالمیت والے ملک کو کھوکھلا کرنے والے خود کھوکھلے ہوجاتے ہیں۔آرمی اپنے فرائض با خوبی انجام دے رہی ہے۔حکومت اور دوسرے اداروں کو بھی اپنے مفادات کو ترک کرکے فرائض کو یاد رکھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ترقی و خوشحالی میں ہی مضبوطی ہے۔مزید خوشحالی کے لئے عوام کو سہولیات مہیا کرنا اور پسماندہ علاقوں میں

ترقی کے لئے کام کرنا بہت ضروری ہے۔ عوام خوشحال ہوگی تو دشمن ناکام ہونگے۔

پنجابیوں کی پنجابی

میں پنجاب دا باسی آں
مینوں لکھنی پنجابی نہ آوے
میں پنجاب دا باسی آں
مینوں پڑھنی پنجابی نہ آوے
میں پنجاب دا باسی آں
مینوں پیور پنجابی نہ آوے
میں پنجاب دا باسی آں
کوئی اگلی نسل نوں سکھا جاوے

انتہائی افسوس سے میں بھی پنجاب کا ایک ایسا باسی ہوں جسے پنجابی بولنی تو آتی ہے مگر لکھنے اور پڑھنے میں غلطیاں ہزار کرتا ہوں۔شاید بولنے میں بھی غلطیاں ہوں۔میں بھی ایسا پنجابی ہوں جسے سکول میں پنجابی بولنے پر سزا کی وعید سنائی جاتی تھی۔میں بھی انہی پنجابیوں میں سے ایک پنجابی ہوں جس کی گریجوایشن مکمل ہونے کو ہے مگر اب تک پنجابی کا ایک بھی مضمون نہیں پڑھا۔کیوں کہ میں بھی باقی لوگوں کی طرح پنجاب کا پنجابی ہوں۔بعض اوقات مجھے بھی اپنے پنجاب کے پنجابیوں کی پنجابی سن کر ہنسی آ جاتی ہے کیوں کہ موصوف پنجابی میں بھی انگریزی اور ہندی بول رہے ہوتے ہیں اور ایسا کبھی

نیشن تیار کرتے ہیں کہ پنجابی جاننے والے کی زبردستی ہنسی نکل جائے۔ پنجابی دنیا کی دسویں بڑی زبان ہے۔ سو ملین سے زائد لوگ پنجابی بولتے ہیں۔ پنجابی زبان کی ابتدا برصغیر سے ہوئی۔ برصغیر ہندوستان اور پاکستان بالخصوص پنجاب میں بسنے والے لوگوں کی زبان ہے پنجابی۔ بہت مٹھری یعنی خوش اخلاق و متوجہ کرنے والے زبان ہے پنجابی۔ صوفیوں اور ولیوں کی زبان ہے پنجابی۔ پانچ دریاؤں سے سیراب ہونے والے سرسبز علاقہ کے مکینوں کی زبان ہے پنجابی۔ امن کا پیغام ہے پنجابی۔ علماء اور صوفیوں ولیوں نے پنجابی زبان میں ہی برصغیر میں اسلام کا امن و بھلائی کا پیغام پہنچایا۔ ایسی زبان ہے پنجابی کے بہت سی زبانیں اس میں ضم ہو جائیں۔ بہترین پرامن خوشحال کلچر کی پہچان ہے پنجابی۔ بہت ہی دلکش اور آسان زبان ہے پنجابی۔ ایسی زبان جسے پوری دنیا کے لوگ باآسانی سمجھ جاتے ہیں اور چند ہی دنوں میں سیکھ جاتے ہیں۔ خطے میں امن و بھلائی و بھائی چارے کو فروغ دینے والی زبان ہے پنجابی۔ ایسی زبان ہے پنجاب کہ دوسری زبان بولنے والے بھی اس کی مٹھاس میں میٹھے ہو جائیں۔ پنجابی شاعری یقینی ہر کسی کے دل پر گہرا اثر چھوڑتی ہے۔ دنیا بھر میں پنجابی بولنے والے موجود ہیں۔ انڈیا اور پاکستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے پنجابی۔ کینیڈا میں دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے پنجابی۔ صوفیوں اور ولیوں نے پنجابی کلام لکھ کر زبان پنجابی کو بہت زیادہ پرموٹ کیا۔ بلکہ پنجابی کی مٹھاس کو ہمیشہ کے لئے میٹھا کر دیا۔ قوم سکھ نے اس زبان کو اپنے تن من میں

ہمیشہ کے لئے جذب کر لیا۔ بعد ازاں بہت سے سکھ مسلمان ہو گئے۔ مسلمانوں سکھوں عیسائیوں ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد پنجابی بولتی ہے۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے ہی پنجابی زبان کو خطرات لاحق تھے۔ تقسیم سے پہلے پنجابی دوسری زبانوں کو سیکھنے پر رضامند نہ تھے۔ انگریزوں کو اپنا بڑا دشمن تصور کرتے تھے۔ پنجابیوں نے ہمیشہ انگریزوں کے خلاف کھل کر بغاوت کی۔ ایک بہادر اور دلیر قوم کی زبان ہے پنجابی۔ پنجابی شروع ہی سے ایک بہادر قوم تصور کی جاتی ہے۔ تقسیم کے بعد انگریزی کلچر کے حامیوں نے دونوں ملکوں میں اپنے من پسند کلچر کو پھیلانے اور نمایاں بنانے کے لئے آہستہ آہستہ کام شروع کر دیا۔ جو کچھ حد تک اپنے احداف پورے کرتے نظر آیا۔ برصغیر کے کلچر اور باقی مقامی زبانوں پر اثر انداز ہوا۔ بھارت میں موجود سکھوں کو اپنی ماں بولی زبان خطرے میں لرزتی نظر آئی تو بہت سے سکھوں نے اپنی ماں بولی زبان کی مضبوطی کے لئے اعلی سطح پر اقدامات اٹھائے اور ایسی حکمت عملی ترتیب دی کہ پنجابی تا قیامت لوگوں کے دلوں میں زندہ رہے۔ سکھوں نے دوسرے ملکوں میں جا کر پنجابی کو پرموٹ کیا۔ جسکی مثال کینیڈا اور یوکے ہے۔ دوسری طرف پاکستان میں موجود پنجابیوں کے پاؤں لڑکھڑاتے ہی نظر آئے۔ مغربی کلچر اور زبان لوگوں کے دلوں میں ایسا بیٹھے کہ لوگ اپنی ماں بولی زبان پنجابی کو ہی نشانہ بنانے لگے۔ پاکستانی پنجابی بجائے پنجابی کو پرموٹ کرنے کے ڈی پرموٹ کرتے رہے۔ فلموں اور گانوں میں پنجابی کو غلط طریقوں سے پیش کیا گیا۔ ہر فلم

پنجابی زبان کے منہ پر طماچہ ہوتی۔دیکھتے ہی دیکھتے لوگ زبان پنجابی سے بدزن ہونے لگے۔نصاب میں پنجابی کی کتابوں کو ہمیشہ کے لئے غائب کر دیا۔پنجاب پڑھنے والوں کی تعداد کم وہونے لگی۔بڑے افسوس سے جن لوگوں نے اپنے ماں باپ سے پنجابی زبان کو ورثہ میں حاصل کیا۔وہی اپنے بچوں کو پنجابی بولنے سے منع کرنے لگے۔بلکہ طرح طرح کی پابندیاں لگانے لگے۔سکولوں اور کالجوں میں پنجابی بولنے والے سزا کے حقدار ٹھہرنے لگے۔ایک جامع پلان کے تحت مغرب پسند عناصر پنجابی اور پاکستان میں رہنے والے پنجابیوں کو اپنے منتخب کلچر اور زبان میں ضم کرنے لگے۔تاریخ گواہ ہے کہ سکھ پنجابیوں نے مغرب پسند عناصر کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔دوسری طرف پاکستانی پنجابی مغربی رنگوں میں رنگے گئے۔آج ملک بھر میں پنجابی زبان کو ایک جاہلوں والی زبان سمجھا جاتا ہے۔پنجاب میں بسنے والے ہر ماں باپ کی خواہش ہے کہ اسکے بچے پنجابی نہ بولیں بلکہ انگریزی سیکھیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجابی زبان زندہ رہے گی اور مزید پھلے پھولے گی۔مگر افسوس کہ تاریخ کے اوراق میں یہ بھی لکھا جائے گا کہ پاکستان میں موجود پنجابی اپنی ماں بولی زبان پنجابی کو ختم کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔کچھ
پاکستان پنجاب کے پنجابی بھی اپنی ماں بولی زبان کی کم ہوتی ساکھ کو دوبارہ سے بحال کرنا چاہتے ہیں۔یہ اچھا قدم ہوگا مگر افسوس کہ ایسے کئی قدم پہلے بھی رک گئے شاید اب کے بار بھی یہ قدم کچھ میٹنگز کے بعد رک جائیں۔ایسی کوششوں پر بہت پہلے ہی عملدرآمد ضروری تھا۔اگر کوئی دوبارہ قدم

اٹھا رہا ہے تو سچے پنجابیوں کو اسکا ساتھ دینا ہوگا اور تب تک کوششیں جاری رکھنی چاہئیں جب تک میٹرک تک پنجاب میں پنجابی کو لازمی مضمون نہ قرار دیا جائے۔ نصاب میں پنجابی زبان کی واپسی ہی پنجاب میں پنجابی کی مضبوطی ثابت ہوگا۔ میرا اور دوسرے پنجابی بھائیوں کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ پنجابی کو لازمی مضمون کے تور پر نصاب میں شامل کیا جائے۔ ساڈا حق ایتھے رکھ۔

تلخ حقیقت

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان بننے سے لے کر اب تک یعنی آزادی کے ستر سال بعد بھی پاکستان کرپشن سے آزاد نہ ہو سکا۔ ملک کا ہر طبقہ کسی نہ کسی طرح کی کرپشن میں ملوث ہے۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا جس کا جہاں بس چلتا ہے وہ وہاں کرپشن کا کھیل جہاں موقع ملے لگا لیتے ہیں ایسے پنجابی کا دا the ضرور کھیلتا ہے۔ جیسے ہم انگریزی کا بھی پاکستانی موقع دیکھ کر ضرور لگاتے ہیں۔ دا بھی کرپشن کی ایک قسم ہے۔ معزرت کے ساتھ کرپشن بھی ایک کھیل کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ بلکہ میرے نزدیک تو کرپشن ہمارا قومی کھیل بن چکا ہے۔ جسے ہمارے لیڈران بڑے شوق سے کھیلتے ہیں۔ ہمارے افسران بھی اس کھیل کے دل و جان سے متوالے ہیں۔ بیوروکریٹ تو اس کھیل کے بکیے ہیں۔ اس کھیل میں امپائر بھی ہیں۔ امپائر بعض اوقات کھیل کو محدود کر دیتے ہیں اور بعض اوقات لمبی اننگز چلنے دیتے ہیں۔ پاکستان میں کرپشن کا کھیل ہر سطح پر کھیلا جاتا ہے۔ وفاقی سطح پر صوبائی سطح پر اور لوکل سطح پر۔ کھیل کے اصول میدان اور آلات سطح کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ جتنی چھوٹی سطح کا کھیل اتنا ہی چھوٹا اور جتنی ہی بڑی سطح کا کھیل اتنا ہی بڑا۔ ہر کھیل کی طرح اس کھیل کے کھلاڑیوں کا بھی ایک منفرد اسٹیٹس ہوتا ہے۔ کچھ ٹیکنکل کھیل کھیلتے ہیں کچھ تجربہ کار ہوتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹے بڑے

کھلاڑی۔ تجربہ کار بڑے کھلاڑی ہر حال میں سروائیو کر جاتے ہیں۔ چھوٹے کھلاڑی ہی پکڑ میں آتے ہیں۔اور کپتان کی مرضی سے ان آوٹ ہوتے رہتے ہیں۔ میرے نزدیک کرپشن معاشرے میں موجود برائیوں کی جڑ ہے۔ کرپشن کی وجہ سے غربت و نا انصافی پیدا ہوتی ہے۔ پھر چوری ڈکیتی قتل و غارت جیسی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ معاشرہ تباہی کی طرف چلا جاتا ہے۔ ہوس و لالچ بھی کرپشن کی پیداوار ہیں۔ کرپشن گزشتہ ستر سالوں سے ملک کو کھو کھلا کر رہی ہے۔ کھو کھلا ہونے کی صورت میں ملک میں عدم استحکام پھیل رہا ہے۔ بد امنی بے ایمانی زور پکڑ رہی ہے۔ کرپشن کے بڑے کھلاڑی بڑے چالباز اور چالاک ہیں۔ کسی بھی صورت میں قانون کی گرفت میں نہیں آتے کیونکہ قانون کو بھی کھیل کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ عدلیہ کی کمزوری تو گزشتہ کئی روز سے دیکھ رہا ہوں۔ عدالتی احکامات کو حکومت ہوا میں اڑا دیتی ہے۔ اپوزیشن بھی اپنی سیاست چمکانے اور اپنی باری کے لالچ میں عدالت کو مذاق سمجھتی ہے۔ حکومت اپنا احتساب ہر حال میں ٹالنا چاہتی ہے کیوں کہ وہ ہے ہی کرپٹ۔ اپوزیشن احتساب نہیں بلکہ احتساب کے نام پر اپنی سیاسی دکانداری چمکانا چاہتی ہے کیونکہ انہیں بھی بڑی کرسی پر بیٹھ کر بڑے کھیل کھیلنے کے خواب آتے ہیں۔ گزستہ چند دنوں کی ملکی صورتحال سے حکومت اور اپوزیشن کی نیت اور مفاد کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ مگر کوئی ماننے کو تیار ہی نہیں کیونکہ سب اس سسٹم کا حصہ ہیں سب کے ذاتی مفادات اسی میں ہیں۔ پاکستانی عوام کو کرپٹ عناصر ہمیشہ سے ہی بے وقوف بناتے رہے اور بنا رہے ہیں۔ افسوس چھوٹے تین سال

کے بچے کے قاتل حکومت اور اپوزیشن بچے کے قتل پر بھی دکانداری چمکا رہے ہیں۔بچے کے غریب اور بے بس باپ کی آواز کسی نے نہیں سنی جو کہہ رہا تھا یہ سب بڑے لوگ ہیں ہم غریب لوگ انہیں کیا کہہ سکتے ہیں۔ کسی نہیں سوچا کے تین دن کے بچے کی ماں تو مفلوج ہی ہو گئی ہوگی۔یہ بھی تلخ حقیقت ہے کہ عرصہ دراز سے سیاسی لیڈران ہمیں استعمال کر رہے ہیں اور ہم ہو رہے ہیں۔یہ مفاد پرست کرپٹ اور کرسی کے لالچی عوام کو لڑوا کر خود پھر ایک ہی صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں۔افسوس کہ سرحدوں پر بھارتی اشتعال انگیزی جاری ہے۔ کشمیری بے چارے بے بس ہماری راہ تک رہے ہیں۔ سی پیک اور گوادر سولیہ نشان بنے ہوئے ہیں۔بھارتی خفیہ ایجنسی راہ بلوچستان اور کراچی میں سازشوں میں مصرورف ہے۔اور ہماری حکومت اندرورنی معاملات کو نپٹانے کی بجائے مزید بگاڑ رہی ہے۔ہماری اپوزیشن ملکی سلامتی خطرے میں ڈال کر اپنی دکان داری چمکا رہی ہے۔سب اپنے مفادات اپنے دفاع کے لئے مصروف ہیں۔ ملکی سلامتی اور ملکی دفاع کی کسی کو پرواہ نہیں۔پاک آرمی ہی اس وقت پاکستان کی خیر خواہ نظر آ رہی ہے۔باقی عوام و حکمران اور باقی لیڈران آج کل تماشوں میں مصروف ہیں۔سب ڈرامے باز ہیں۔ملکی بہتری ان سب کا احتساب مانگتی ہے۔جب ہر عام و خاص احتساب سے گزرے گا تب ہی ملکی بہتری ممکن ہے۔ہمیں موجودہ حالات میں ایسے نظام کی ضرورت ہے جس میں الزام کی ذد میں آنے والے کو فوری معطل کیا جائے اور جس پر الزام ثابت ہوجائے اسے ہمیشہ کے لئے بین کیا جائے۔اور جس پر

الزام ثابت نہ ہو اسے فوری بحال کیا جائے۔احتساب کا موسم تو ہے کاش سب کا احتساب ہو جائے۔ کاش سب کرپٹ اور لالچی سلاخوں کے پیچھے ہوں۔کاش اس وطن کی عوام میں شعور آ جائے۔کاش کوئی وطن کا رکھوالا لیڈر آ جائے۔یہ سب باتیں ہم کاش میں ہی کہہ سکتے ہیں۔اور دعا کر سکتے ہیں اے ہمارے پالنے والے اس ملک کو سلامت رکھنا۔اس ملک میں انصاف دلا دے یارب۔اس زرخیز زمین میں کوئی حضرت عمر! جیسا حکمران بنا دے یارب۔